ISSN 0971. 8338

یوجنا

اپریل2015 ترقیاتی ماهنامه 10روپے

مینوفیکچرنگ کا شعبہ:نمو اور چیلنج

ہندوستان میں مینوفیکچرنگ : نئے تناظر اور لوازم

پی ایم میتھو

مینوفیکچرنگ رخی ترقی، مسابقت اور چیلنج

اروپ مترا

ہندوستانی مینوفیکچرنگ شعبہ میں اختراع اور استحکام کی ضرورت

بال کرشن سی راؤ

لیبر قوانین اور ہندوستان کا اشیاء سازی کا شعبہ: اصلاح کی ضرورت

دیواشیش مترا

خصوصی مضمون

ہندوستان میں قانونی امداد اور نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی کا رول

منوج کمار سنہا

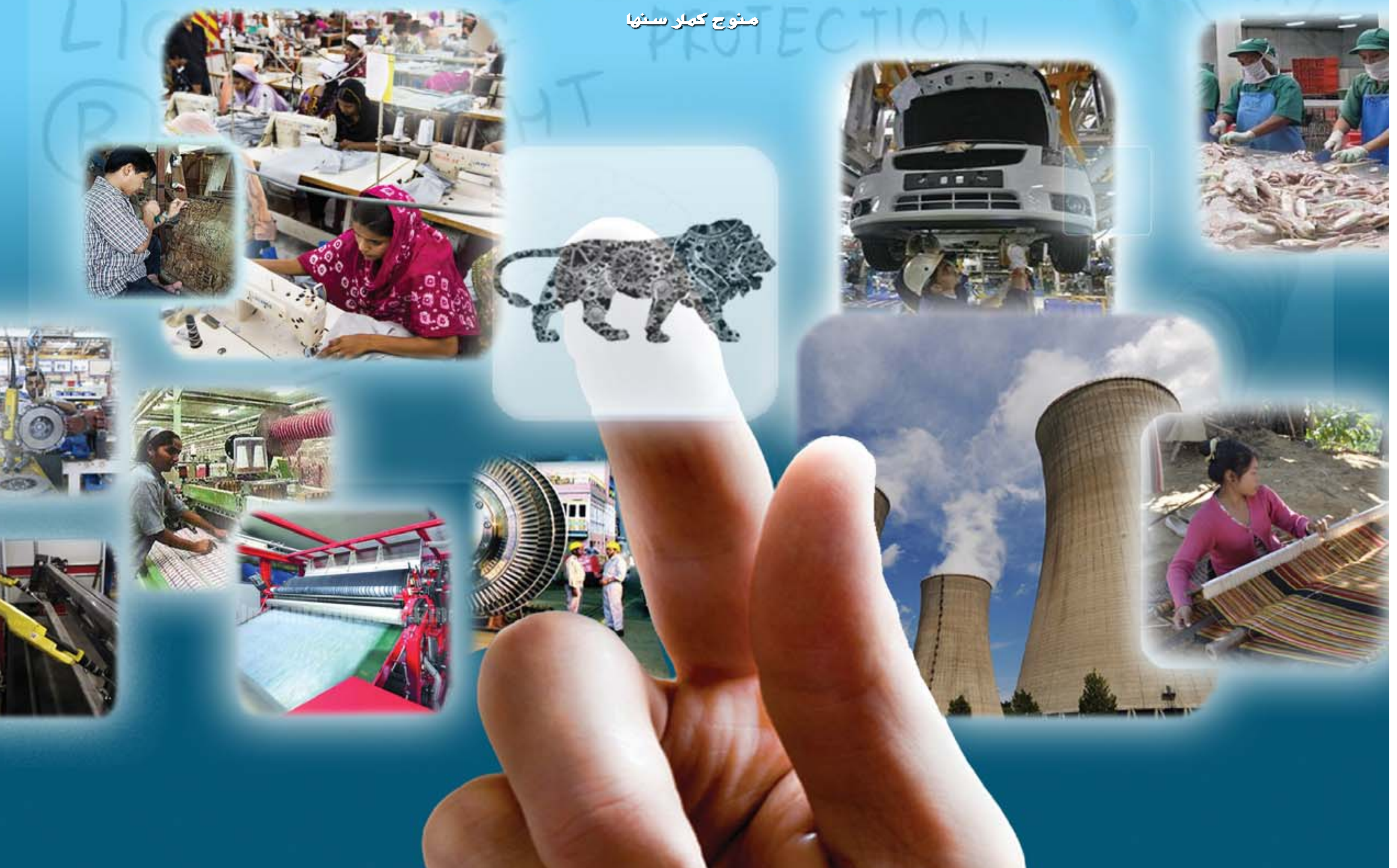

بڑھتے قدم

ترقیاتی خبرنامہ

ملک کو مجموعی طور پر ترقی سے ہمکنار کرنے کی ضرورت

☆ ریاستی اقلیتی کمیشنوں کی سالانہ کانفرنس میں حصہ لینے والوں نے متحدہ طور پر ہندوستان کی کثیر مذہبی کردار کی اہمیت پر زور دیا اور کہا کہ ملک کو مجموعی طور پر ترقی سے ہمکنار کرنے کی ضرورت ہے۔ سماج کے کسی بھی طبقے کی پسماندگی اور ان میں کسی قسم کی محرومی کا احساس کوئی قابل قبول آپشن نہیں ہے۔ یہاں منعقدہ کانفرنس میں یہ بات سامنے آئی۔ کانفرنس ہر سال ریاستی اقلیتی کمیشنوں کے تجربات شیئر کرنے اور ان کے ساتھ باہمی تبادلہ خیال کیلئے منعقد کی جاتی ہے اور اس میں اس پر غور وخوض کیا جاتا ہے کہ ریاستوں میں اقلیتوں کو درپیش مسائل سے کیسے نمٹا جائے اور اقلیتوں کے حقوق اور ان کی سماجی معاشی ترقی کو یقینی بنانے کے لئے کیا اقدامات کیے جائیں۔ کانفرنس کا افتتاح عزت مآب وزیر داخلہ جناب راجناتھ سنگھ نے کیا، اقلیتی امور کے وزیر ڈاکٹر نجمہ ہپت اللہ نے صدارتی خطبہ دیا، اقلیتی امور کے وزیر مملکت جناب مختار عباس نقوی اور وزیر اعظم دفتر میں وزیر مملکت ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے اپنی موجودگی سے کانفرنس کو شرف قبولیت بخشا۔ قومی اور ریاستی اقلیتی کمیشنوں کے چیئرمین اور ارکان، غیر سرکاری تنظیموں اور اقلیتوں کے معاملات دیکھنے والی ریاستی حکومتوں کے سینئر افسران نے بھی کانفرنس میں حصہ لیا۔

''ہندوستان میں اقلیتی تعلیمی اداروں کی صلاحیت سازی'' اور ''ہندوستان میں کارپوریٹ کی سماجی ذمہ داری اور اقلیتوں کی ترقی'' کے موضوع پر منعقدہ کانفرنس میں دو سیشن ہوئے۔ پہلے سیشن میں ایک ترقی یافتہ، مہذب، صحتمند، پُر امن اور خوشحال سماج کیلئے تعلیم کی اہمیت پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ اس پر افسوس کا اظہار کیا گیا کہ آزادی کے 67 برسوں کے بعد بھی ملک کی ایک بڑی آبادی اب بھی معیاری اور قابل برداشت تعلیم سے محروم ہے۔ جس کے لئے حکومت ہر ایک کو تعلیم فراہم کرنے کے تئیں پابند عہد ہے۔

دوسرے سیشن میں پرائیویٹ کمپنیوں کی ضرورت پر زور دیا گیا کہ وہ کارپوریٹ کی سماجی ذمہ داری کا کام نبھائیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ وہ فوری طور پر تین مالی سالوں میں کمپنی کی اوسط آمدنی کا کم از کم دو فیصد ہر ایک مالی سال میں خرچ کریں۔ ان دونوں سیشن میں کلیدی خطبہ پیش کرنے والوں اور مہمان خصوصی بطور خاص اقلیتی تعلیمی اداروں کے قومی کمیشن کے سابق چیئرمین جسٹس ایم ایس اے صدیقی (ریٹائرڈ)، جامعہ ملیہ اسلامیہ کے وائس چانسلر پروفیسر طلعت احمد، رکن پارلیمنٹ جناب آر کے دھوت اور ریزرو بینک آف انڈیا کے ڈپٹی گورنر جناب ایس ایس منڈرا شامل ہیں۔ ان لوگوں نے اقلیتوں کی ترقی میں تیز رفتاری لانے کیلئے اپنے مشورے اور تجاویز بھی پیش کیں۔

فارما۔ خواندگی پہل لانچ

☆ 'فارما جن سمادھان' ادویہ کی دستیابی اور اس کی قیمتوں سے متعلق صارفین کے مسائل کے حل کے لئے ایک خود مختار ویب نظام ہے۔ نیشنل فارماسیوٹیکل پرائسنگ اتھارٹی (این پی پی اے) کے ذریعہ وضع کردہ یہ اسکیم دواؤں اور اس کی قیمتوں کے پس منظر میں شکایت کنندگان کے مسائل کے حل کی ایک موثر تلاش ہے۔ یہ اسکیم ڈرگس (پرائس کنٹرول) آرڈر 2013 کے موثر عمل درآمد کے توسط سے صارفین کے حقوق کے تحفظ کے لئے ایک مضبوط ای۔ گورننس ہتھیار کی مانند کام کرے گی۔ 'فارما جن سمادھان' این پی پی اے کی سابق تسلیم شدہ قیمتوں کے بغیر نئی دواؤں کی فروخت' ان کی کمی یا عدم دستیابی' ادویہ کی قیمتوں کے تعین سے متعلق صارفین اور دیگر افراد کو ان کی پریشانیوں کے حل کے لئے آن لائن سہولت دستیاب کرائے گی اور موزوں نیز مناسب وجہ کے بغیر کسی بھی دوا کی فروخت کے لئے سپلائی کی پریشانیوں سے بھی نجات دلائے گی۔ این پی پی شکایت ملنے کے 48 گھنٹوں کے اندر اس پر کارروائی شروع کرے گی۔ یہ فارما۔ لٹریسی سہولیت دینے سے زیادہ لوگوں میں بیداری پیدا کرے گی اور یہ ایک ریگولیٹری کے رول میں بھی ہوگی۔ یہ دواؤں کی کالا بازاری' نقلی ادویہ اور غلط لاگت کے خلاف بھی کارروائی کرے گی۔

روٹا وائرس کے لئے دیسی ویکسین

☆ ملک میں پہلی مرتبہ تیار کردہ روٹاوائرس ویکسین 'روٹاویک' کو حال ہی میں وزیر اعظم جناب نریندر مودی نے جاری کیا۔ اس ویکسین کو سائنس وتکنالوجی کی وزارت اور نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ یو ایس کے انسٹی ٹیوشن 'بھارت بایوٹک انڈیا لمیٹڈ جیسے مختلف سرکاری ادارے 'دی بل اینڈ ملنڈ گیٹس فاؤنڈیشن کی مدد سے ہندوستان کے این جی او کے مابین پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کی شکل میں اختراعی کوششوں کے تحت تیار کیا گیا ہے۔ دی گیٹس فاؤنڈیشن اور بھارت بایوٹیک انڈیا لمیٹڈ نے اس کے ڈیولپ اور جانچ کی ذمہ داری نبھائی۔ اس کا افتتاح گذشتہ 25 برسوں کی غیر معمولی کوششوں کے نتیجہ میں ہو پایا ہے۔ وزیر اعظم نے اس پہل کو اعلی تحقیق وترقی کے شعبہ میں ہندوستان کی اہلیت کی مثال قرار دیا۔ اندرون ملک تیار کی گئی اس ویکسین سے اسہال کی وجہ سے ہونے والی بچوں کی اموات کو روکنے کی کوششوں کو مدد ملے گی۔ روٹاوائرس کی وجہ سے ہونے والے اسہال کے نتیجے میں ہر سال پانچ سال سے کم عمر کے 10 لاکھ بچے اسپتالوں میں داخل ہوتے ہیں اور تقریباً 80 ہزار بچے فوت ہو جاتے ہیں۔ وزیر اعظم نے پہلی اندرون ملک

باقی کور 46 پر

1SSN 0971. 8338

ترقیاتی ماہنامہ

یوجنا

نئی دہلی

مینوفیکچرنگ کا شعبہ' نمو اور چیلنج   اپریل 2015

☆ چیف ایڈیٹر کے قلم سے	اداریہ	4
☆ ہندوستان میں مینوفیکچرنگ: نئے تناظر اور لوازم	پی ایم میتھو	5
☆ مینوفیکچرنگ رخی ترقی' مسابقت اور چیلنج	اروپ مترا	11
☆ ہندوستانی مینوفیکچرنگ شعبہ میں		
☆ اختراع اور استحکام کی ضرورت	بال کرشن سی راؤ	15
☆ میک ان انڈیا کے لئے گلوبل پروڈکشن نیٹ ورک میں حصہ داری	سی ویرامنی	18
☆ 'میک ان انڈیا' کی ضرورت	کستوری چکرورتی منیش مشرا	21
☆ ہندوستان میں قانونی امداد اور نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی کا رول	منوج کمار سنہا	26
☆ لیبر قوانین اور ہندوستان کا اشیاء سازی کا شعبہ: اصلاحات کی ضرورت	دیواشیش مترا	29
☆ ہندوستان میں ہائی ٹیک مینوفیکچرنگ	آنند شرما/ویرپال کور	34
☆ قومی کھاتوں کا نیا سلسلہ	جتیندر سنگھ	40
☆ ہندوستان میں پٹرولیم کی قیمتوں کا ماضی اور حال	شائن جیکب	43
☆ میک ان انڈیا' دفاعی شعبے کے حوالے سے	کفایت اللہ	46
☆ آمدورفت کا سب سے سستا ذریعہ ہندوستانی ریل	محمد جاوید	52
☆ بڑھتے قدم (ترقیاتی خبرنامہ)	....	کور II-III

چیف ایڈیٹر:

دیپیکا کچھل

ایڈیٹر

ارشاد علی

011-24365927

معاون: رقیہ زیدی

سرورق: جی پی دھوپے

جلد:35   شمارہ۔1

قیمت: 10 روپے

جوائنٹ ڈائریکٹر (پروڈکشن):

وی کے مینا

سالانہ خریداری اور رسالہ نہ ملنے کی شکایت کے لئے رابطہ:

بزنس مینیجر:

pdjucir@gmail.com

فون: 011-26100207

مضامین سے متعلق

خط. کتابت کا پتا:

ایڈیٹر یوجنا (اردو)' E-601' سوچنا بھون' سی جی او کمپلیکس'

لودھی روڈ' نئی دہلی-110003

ای میل: yojana.urdu@yahoo.co.in

ویب سائٹ: www.publicationsdivision.nic.in

● **یوجنا** اردو کے علاوہ ہندی' انگریزی' آسامی' گجراتی' کنڑ' ملیالم' مراٹھی' تمل' اڑیہ' پنجابی' بنگلہ اور تیلگو زبان میں بھی شائع کیا جاتا ہے۔ ☆ نئی ممبر شپ' ممبر شپ کی تجدید اور ایجنسی وغیرہ کے لئے منی آرڈر، ڈیمانڈ ڈرافٹ' پوسٹل آرڈر'' اے ڈی جی پبلی کیشنز ڈویژن (منسٹری آف انفارمیشن اینڈ براڈ کاسٹنگ) کے نام درج ذیل پتے پر بھیجیں: بزنس منیجر یوجنا (اردو) پبلی کیشنز ڈویژن (جرنلس یونٹ) بلاک iv لیول vii' آر کے پورم' نئی دہلی۔110066 فون: 011-26100207

زرسالانہ: 100 روپے' دوسال: 180 روپے' تین سال: 250 روپے' پڑوسی ملکوں کے لیے (ایئر میل سے) 530 روپے۔ ☆ یوروپی اور دیگر ممالک کے لیے (ایئر میل سے) 730 روپے۔

☆ اس شمارے میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے' ضروری نہیں کہ یہ خیالات ان اداروں' وزارتوں اور حکومت کے بھی ہوں' جن سے مصنفین وابستہ ہیں۔

یوجنا منصوبہ بند ترقی کے بارے میں عوام کو آگاہ کرتا ہے مگر اس کے مضامین صرف سرکاری نقطہ نظر کی وضاحت تک محدود نہیں ہوتے۔

چیف ایڈیٹر کے قلم سے

یوجنا

ترقی کے بڑے امکانات

مینوفیکچرنگ انڈسٹری کسی بھی معیشت کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ ہندوستان جیسے ترقی پذیر ممالک ترقی اور روزگار کے لئے بڑی حد تک مینوفیکچرنگ پر منحصر کرتے ہیں۔

ہندوستانی معیشت، جو روایتی طور پر زراعت پر مبنی رہی ہے، مینوفیکچرنگ کو فروغ دینے کے لئے بڑے اقدامات کررہی ہے۔ ملک کی جی ڈی پی میں مینوفیکچرنگ کا حصہ 16 فیصد ہے لیکن روزگار سیکٹر میں اس کا حصہ اور ترقی حقیقی امکانات سے بہت کم ہے۔ سخت مزدور قوانین اور متعدد پابندیاں، ہنرمند افرادی قوت کے بجائے غیر ہنرمند افراد کی بڑی تعداد، ٹکنالوجی اختراعات کا فقدان وغیرہ اس کے چند اسباب ہیں۔

وسائل کی کثرت اور دستیاب مزدوروں کی ہنرمندی وصلاحیت کے مختلف درجات اس امر کو لازمی بناتے ہیں کہ ہم چھوٹے اور بڑے، دونوں پیمانے کی صنعتوں کی اہمیت کو سمجھیں۔ اسمال اسکیل سیکٹر، جو بڑی حد تک ہمارے روایتی ہنر اور معلومات پر منحصر ہے، زراعت کے بعد سب سے زیادہ روزگار کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ اس سے غربت کا خاتمہ اور آمدنی اور دولت کی یکساں تقسیم میں بھی مدد ملتی ہے۔ اسی طرح بڑے پیمانے کی صنعت، ملازمت کے مواقع فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ، ایکسپورٹ کو فروغ دینے میں اہم رول ادا کرتی ہے، جس سے غیر ملکی زرمبادلہ میں اضافہ اور مانگ میں توسیع ہوتی ہے، اس کے نتیجے میں مجموعی جامع ترقی ہوتی ہے۔

نیشنل مینوفیکچرنگ پالیسی کا مقصد جی ڈی پی میں مینوفیکچرنگ کا حصہ بڑھا کر، ایک دہائی کے اندر، 25% کرنا اور 100 ملین ملازمت کے مواقع پیدا کرنا ہے۔ اس کا ایک مقصد دیہی نوجوانوں کو ہنرمندی کی ضروری تربیت دے کر انہیں روزگار کے لائق بنانا بھی ہے۔ حکومت کے حالیہ بجٹ میں گھریلو اور بین الاقوامی انڈسٹری کو فروغ دینے کے لئے، طریقہ کار کو سہل، معقول اور ڈیجیٹائز کرکے، موزوں ماحول اور سہولیات فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ''میک ان انڈیا''، اسکل انڈیا، مدرا وغیرہ جیسے پہل کا مقصد انٹرپرینیورشپ کے جذبہ کی حوصلہ افزائی کرنا اور ہندوستان کو دنیا کے لئے مینوفیکچرنگ کا مرکز بنانا ہے۔ بجٹ میں مضبوط انفرااسٹرکچر کی کمی، توانائی کی سپلائی میں رخنہ، اختراعات اور ٹکنالوجی وغیرہ کے مسائل کو حل کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔

اس شمارہ میں شامل مضامین میں اس بات پر ایک نگاہ ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مینوفیکچرنگ سیکٹر میں اب تک کیا کچھ ہوسکا ہے اور اس سیکٹر کو ضروری تقویت فراہم کرنے کے لئے کیا کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔

خلاصہ کے طور پر کہا جاسکتا ہے کہ مینوفیکچرنگ سیکٹر میں ہندوستان کے لئے اہم رول ادا کرنے کا بھرپور امکان موجود ہے تاکہ یہ ملک دنیا کی تیز ترین ترقی کرنے والی معیشت بن سکے۔ حکومت اور انڈسٹری کے ٹھوس ارادے ایک ساتھ مل کر اس خواب کو شرمندۂ تعبیر کرسکتے ہیں۔

☆☆☆

پی ایم میتھو

ہندوستان میں مینوفیکچرنگ:

نئے تناظر و لوازم

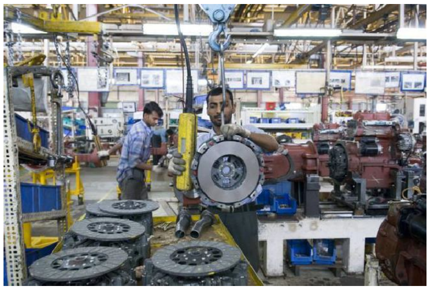

ہندوستان میں مینوفیکچرنگ کے شعبے میں ناکافی نمو کا منفی اثر روزگار کے مواقع پر پڑا ہے۔ ملک میں غریبوں کی ایک بڑی تعداد کی ایک اہم وجہ زراعت میں افرادی قوت اور ہنر کی نامناسب تقسیم ہے۔ اس میں اصلاح کی فوری ضرورت ہے۔ مینوفیکچرنگ ایک ایسا لچیلا شعبہ ہے جس میں بہتر آمدنی کی جستجو میں زراعت چھوڑ کر آنے والے افراد آسانی سے جذب ہوسکتے ہیں۔

عالمگیر معیشت میں برآمدات میں مقابلے کی بڑھتی ہوئی ضرورت کی سب معترف ہیں۔ ہندوستان کو ملک میں کم لاگت کے ساتھ دستیاب ہنر کی بدولت مینوفیکچرنگ کے شعبے میں چین سے برابری کرنی چاہئے۔ ہندوستان میں چین میں 33 فی صد، کوریا میں 29 فی صد، برازیل میں 25 فی صد اور تھائی لینڈ میں 27 فی صد کے مقابلے ملک کی مجموعی گھریلو پیداوار میں مینوفیکچرنگ کا حصہ 17 فی صد ہے۔ البتہ ہم سرمایہ کاروں کو درکار دیگر وسائل اور بنیادی ڈھانچے کی فراہمی میں پست ہیں اور یہ ایک ایسی خامی ہے جس کی وجہ سے مینوفیکچرنگ شعبے میں سرمایہ کاری سست رہی ہے۔ آٹو، آٹو سے متعلق مصنوعات، خصوصی کیمیاوی مصنوعات، جینرک ادویات انجینئرنگ جیسے کچھ شعبوں کی حالیہ صورت حال یہ ظاہر کرتی ہے کہ دنیا بھر کے مینوفیکچروں کے لئے یہاں وسیع امکانات موجود ہیں۔ اس پس منظر میں وزیراعظم کے اعلان کردہ دو اہم پروگراموں 'میک ان انڈیا' اور اسکلنگ انڈیا' کے پس پشت پالیسی کی اہمیت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

اس میں گیرائی کا زیاں باعث تشویش ہے۔ چین کی مجموعی گھریلو پیداوار ہندوستان کے مقابلے 3.8 گنا زیادہ ہے جب کہ مشینوں کے پرزوں کی پیداوار جو مینوفیکچرنگ صنعت کی ماں تصور کی جاتی ہے، 55 گنا زیادہ ہے۔ ہندوستان کی مینوفیکچرنگ میں 12 سے 14 فی صد نمو کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ آبادی سے فائدہ اٹھانے کے لئے آئندہ 15 برسوں میں مینوفیکچرنگ سے متعلق 10 کروڑ روزگار کے مواقع سرمایہ کاری اشیا کی صنعت کو مزید گیرائی عطا کرنے اور مینوفیکچرنگ شعبہ کو مزید مقابلتی اور پائیدار بنانے کے لئے اختراع اور جدت کی ضرورت ہے۔ جدت پسندی کی حکمت عملی مینوفیکچرنگ کی حکمت عملی سے مربوط ہونی چاہئے۔ اس کے لئے ہمیں اس حکمت عملی کو خیر باد کہنا ہوگا جس کے ہم عادی ہیں۔

مینوفیکچرنگ میں مقابلہ آرائی: معنی اور وسعت

مقابلہ آرا معیشتیں وہ معیشتیں ہیں جن کے پاس پیداوار میں اضافے کے لئے درکار ایسے عوامل موجود ہیں جو ان کے موجودہ اور مستقبل کی خوش حالی کے ضامن ہیں۔ مقابلہ جاتی اقتصادی ماحول قومی معیشتوں کو معاندانہ حالات میں بزنس کے زوالی اثرات سے نبرد آزما ہونے میں معاون ہوتا ہے اور ایسے طریقے وضع کرتا ہے جس سے مستقبل میں اقتصادی حالات کو استحکام نصیب ہوں۔

عالمی اقتصادی فورم (این ای ایف) کے مطابق مقابلے سے مراد ایسے اداروں، پالیسیوں اور عوامل سے جن سے کسی ملک کی پیداواری سطح کا تعین کیا جاتا ہے۔ عین اسی طرح پیداواری سطح کا مطلب ہے کسی بھی معیشت کی پائیدار خوش حالی سطح۔ دوسرے الفاظ میں زیادہ مقابلہ کی سکت رکھنے والی معیشتیں اپنے شہریوں کے لئے زیادہ آمدنی کا وسیلہ بنتی ہیں۔

انٹر پرائز کا سائز و مقابلے کی سکت

اب تک مینوفیکچرنگ سے متعلق اہم مباحثوں میں توجہ کا مرکز اعلی تکنالوجی، بزنس مینوفیکچرنگ نے وہ اہمیت حاصل کرلی ہے کہ چھوٹے اور متوسط انٹر پرائزز کے کردار کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ ترقی پذیر معیشتوں کے ظہور کی اہمیت حاصل کرنے سے توجہ ایم ایس ایم ای ایس کی طرف مبذول ہوتی ہے۔

بین الاقوامی اعداد وشمار کے مطابق 50 سے زائد چھوٹی بزنس پہلے سال ہی میں زوال پذیر ہوجاتی ہیں جب کہ 95 فی صد سال کے اندر ختم ہوجاتی ہیں۔ ناتجربہ کاری، نامناسب مقام اور ترقی کے لئے درکار سرمایہ میں

مصنف انسٹی ٹیوٹ آف اسمال انٹرپرائز اینڈ ڈیولپمنٹ میں ڈائریکٹر کے عہدے پر فائز ہیں۔

کمی جیسی عام وجوہات کے علاوہ لاپرواہی بھی ایک بڑی وجہ ہے جو بزنس کو ناکام بناتی ہے۔ بسا اوقات بزنس والے زمینی کامیابیوں اور حصولیابیوں کا ڈھول پیٹتے رہتے ہیں اور اپنی پیداوار اور مقابلہ آرائی کی صلاحیت میں اضافہ کی ضرورت سے غفلت برتتے ہیں جس کی وجہ سے فروخت کم ہورہی ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ پیداواری میں اضافہ اور کوالٹی کی بہتری کے لئے پائیدار کوشش جاری رکھیں۔

آج کل کی جدید دنیا میں مصیبت کی عالم گیریت اور نرالا بزنس کے تناظر میں مینوفیکچرنگ مقابلہ آرائی پر غور کیا جانا چاہئے۔ فلیکسیل اسپشلائزیشن کے اس دور میں مینوفیکچرنگ مقابلہ آرائی کے نئے مفاہیم اختیار کرتے ہیں۔ مینوفیکچرنگ ایک ایسا شعبہ بنتا جارہا ہے، جس کے مثبت اور منفی دونوں اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔ مختلف مقامات پر مینوفیکچرنگ کے مختلف طریقے اپنائے جاتے ہیں جس سے علاقائی طور پر دستیاب وسائل بروئے کار لاکر لاگت میں کمی کی جاسکتی ہے۔ اس لحاظ سے مینوفیکچرنگ مقابلہ آرائی کی تیاری سے اپنے بازار کی وسعت، اس کے وقوع اور پیداواری سطح کا تعین اہمیت کا حامل ہے۔

مینوفیکچرنگ مقابلہ آرائی کے لئے جدت اور اختراع کی ہمیشہ ضرورت رہی ہے۔ اگرچہ جدت کاری کے اس عمل میں نمو کے دیگر پہلوؤں کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔ آیا کہ فرم کی نظریں بازار کی وسعت پر ہیں یا اس کی دلچسپی روزگار کے مواقع کے تحفظ جیسے قلیل مدتی اہداف کے حصول میں ہے؟ مینوفیکچرنگ مقابلہ آرائی کے بارے میں کسی بھی مذاکرے میں ان سوالات کے جوابات کرنا اہم ہے۔ عالم گیر مقابلہ آرائی میں وسیع بازار، تکنیکی اختراع اور مہارت میں فروغ جیسے مواقع حاصل ہوتے ہیں۔

مینوفیکچرنگ مقابلہ آرائی سے متعلق مسائل

مائیکرو اسمال اور میڈیم انٹرپرائزز (ایم ایس ایم ای ایس) نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ترقی یافتہ ممالک میں بھی مینوفیکچرنگ کے شعبے کی ریڑھ کی ہڈی تصور کی جاتی ہے۔ اس لئے ایم ایس ایم ای ایس میں مقابلہ آرائی کی صلاحیت مینوفیکچرنگ کے شعبے کی مجموعی ترقی کے معیاری قومی معیشت کی نمو کی بھی ضامن ہوتی ہے۔ مجموعی افادیت کے دس برس کے تجربے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس طریقے سے جہاں ایک کلسٹر کے تحت فرموں کی مجموعی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے، وہیں ملک کی مقابلہ آرائی کے طاقتوں کو اس سے نقصان ہوا ہے۔ اسی تناظر میں این ایم سی پی کی شروعات کی گئی ہے۔ وہ چھوٹے اور متوسط کاروباری ادارے جو منفرد طور پر اشیا تیار کرتے ہیں۔ ان کو مقابلہ جاتی دنیا میں اپنی پوزیشن کا جائزہ لینا چاہئے اور اس کے مطابق اپنی کمیٹی کی تشکیل نو کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں۔ وسیع پذیر آچکی دنیا میں ان اکائیوں سے متعلق مسائل سے نبرد آزما ہونا دشوار ہے۔ ان کو مقابلہ آرائی کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے تجدید اور تشکیل نو کی ضرورت ہے۔ ایم ایس ایم ای ایس اس ضمن میں جدت اور اختراع کا ایک تاثر پیش کرسکتے ہیں جو سلسلہ وار جاری رہے۔ یہاں تکنیکی ترقی اور اختراع کی آبیاری ہوئی ہے جو بعد میں بڑی کمپنیوں کو تکنالوجی کے حصول کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اس لئے ان انٹرپرائزز کو تکنالوجی کی ترقی اور انٹرپرائزز اینڈ ڈیولپمنٹ (آئی ایس ای ڈی) کے ایک مطالعہ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ متعلقہ وزارتوں کے عوامی پروگراموں اور اسکیموں کے ایک سلسلے کے باوجود کوئی بھی اس مسئلہ کا اطمینان بخش حل نکالنے میں کامیاب نہیں ہوسکا ہے۔ اس لئے ان میں مکمل تبدیلی کی ضرورت ہے۔

مقابلہ آرائی میں اضافہ کے لئے تکنالوجی، مینجمنٹ اور ڈیزائن کے مربوط اطلاق کی ضرورت ہوگی۔ اگرچہ ایم ایس ایم ای ایس کے مابین اس کا حصول ہمیشہ ممکن نہیں ہوگا کیوں کہ یہ ایک ڈیزائنر کا کام ہے جس کے لئے بیرونی خدمات کی ضرورت ہوتی ہے۔ ذہن میں تیار خاکہ کو بازار تک پہنچنے میں درکار وقت میں تخفیف اور اس کو درپیش خدشات آج کل کے بازار میں مقابلہ آرائی کے لئے اہمیت کے حامل ہیں۔ اس کی وجہ سے صلاح کار/ڈیزائنرز اب ترتیب وار سوچا سمجھا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ ایس ایم ای ایس کو یہ طریقہ اختیار کرنے اور اس کا موثر طور پر اطلاق کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

تکنالوجی اور اختراع میں ترقی

نئے الفیہ میں انٹرپرائزز کی ترقی کے دو نمونے ہیں۔ ایک تو وہ جو بیشتر ترقی پذیر ممالک میں زیر استعمال ہے جس کے تحت ترقی اور فروغ کے لئے حکومت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ البتہ بیشتر صنعتی ممالک میں اختراع پر توجہ مرکوز رہتی ہے۔

ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ (اینڈ ڈی) اخراجات کا مجموعی گھریلو پیداوار میں تناسب سے جدت اور اختراع کی حالت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ہندوستان کے تناظر میں اس صورت حال پر کافی غور وخوض کیا جاچکا ہے۔ ایسے دلائل بھی موجود ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ وقت کے ساتھ ہندوستان کی سائنس وتکنالوجی (ایس اینڈ ٹی کی صلاحیت میں قابل قدر اضافہ ہوا ہے۔ لیکن ان مجموعی اعداد وشمار سے پوری تصویر واضح نہیں ہوتی۔ جہاں تک اختراع اور آر اینڈ ڈی پر خرچ کا تعلق ہے، ہندوستان ابھی بھی معیار سے بہت دور ہے۔ ہندوستان کی محض چار کمپنیوں کا شمار دنیا کی ان ممتاز ایک ہزار ٹریڈ کمپنیوں میں ہوتا ہے جو ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ کے لئے وافر رقومات خرچ کرتی ہیں۔ اگرچہ مجموعی صورت حال مذکورہ بالا کے مطابق ہے لیکن ایس ایم ای ایس کی صورت حال کافی حوصلہ افزا ہے۔ ایس ایم ای شعبے میں مختلف اور متنوع مصنوعات کا ایک ذخیرہ ہوتا ہے، لیکن اس میں ریسرچ و ڈیولپمنٹ کی حالت نہایت ابتر ہے۔ اس امر کا اظہار آئی پی آر پر آئی ایس ای ڈی کے مطالعہ میں اہمیت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ (آئی ایس ای ڈی۔2009)

تکنیکی انقلاب کی بدولت دنیا میں آئے دن نئی مصنوعات اور طریقے ایجاد ہوتے ہیں۔ البتہ کیا دیگر فرمیں یہ مصنوعات اور طریقے اپناتی ہیں، ایک بڑا سوال ہے جس کا تعلق کچھ دیگر امور سے بھی ہے۔ ان امور کو دو

حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک مجبوری میں اپنائے جانے والے طریقے یا ترتیب اور دوسرے جائز طور پر اپنا جانے والے طریقے یا ترتیب۔

مہارت کے فروغ کے لئے کیا گیا آغاز

مرکزی یا ریاستی سرکار کی ہر وزارت وقتاً فوقتاً مختلف نوعیت کے مہارت کے پروگرام کے فروغ میں مصروف رہتی ہے۔ البتہ بسا اوقات یہ پروگرام سیکٹر یا ذیلی سیکٹر کی سطح پر مہارت کی ضرورت کو جزوی طور پر سمجھنے پر مبنی ہوتے ہیں۔ ماہرین اہل انسانوں کی بدولت ہی معیشت پیداوار، اختراع اور مقابلہ آرائی کے لحاظ سے زیادہ مضبوط اور بامعنی ہوجاتی ہیں۔ روزگار کی سطح پر اس کی ترتیب اور روزگار کے مواقع میں نموئے معیشت کی ترقی کا پیمانہ تصور کئے جاتے ہیں۔

عالمگیریت کی بڑھتی رفتار اور تکنالوجی میں رونما ہوئی تبدیلیوں سے اقتصادی وسعت اور روزگار کے لئے چیلنجز بھی پیش کرتی ہے اور مواقع بھی۔ وہ مواقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور سماجی لاگت اور مقامات میں تبدیلی میں تخفیف کرکے جو کھلی معیشت کے لئے ضروری ہے، قوم کو دستیاب مہارت کی سطح اور کوالٹی اہمیت کی حامل ہیں۔ ایسے ممالک جن کے پاس اعلیٰ اور بہتر مہارت ہے، عالمگیریت کے چیلنجز اور مواقع سے زیادہ موثر طور پر نمٹ سکتے ہیں۔

ہندوستان میں روزگار اور ناموافق روزگار ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس سے لوگوں کو پیشہ ورانہ تربیت حاصل کرکے اور ملازمت حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ یہ اسکیم ڈیڑھ سال پہلے شروع کی گئی تھی۔ یہ اسکیم ہندوستان کے 93 فی صد نیم مہارت یافتہ اور مہارت یافتہ غیر منظم محنت کشوں کے لئے وضع کی گئی ہے جن کو تھوڑی بہت تربیت حاصل ہے یا جو بالکل نابلد ہیں۔ اس کا ملک کی نچلی سطح کی تربیتی تنظیموں میں خلیج کو کم کرنا ہے۔ 2020 تک ملک تقریباً 25 لاکھ نشستیں پیشہ ورانہ تربیت کے لئے دستیاب ہوں گی۔ لیبر مارکیٹ میں ہر سال ایک کروڑ 28 لاکھ افراد کا اضافہ ہوتا ہے۔

ایک اندازہ کے مطابق 2020 تک دنیا میں 540 کروڑ مہارت یافتہ بشمول ڈاکٹر، انجینئرز، منیجرز وغیرہ کے علاوہ نیم تربیت یافتہ افراد کی ضرورت ہوگی جس میں سے ایک تخمینے کے مطابق پانچ فی صد ہندوستان سے ہوں گے۔ ملک سے افرادی قوت کے تیز اخراج کے پیش نظر اس بات کے امکانات ہیں کہ ہر سطح پر مہارت میں خلاف پیدا ہوجائے۔ البتہ اس کا زیادہ برا اثر ایم ایس ایم ای شعبے پر پڑے گا۔ ایک طرف تو ملک میں افرادی قوت کے اخراج سے مہارت میں کمی واقع ہوئی ہے، اس کا آخری اثر ایم ایس ایم ای شعبے پر پڑے گا کیوں کہ ایم ایس ایم ای شعبے کے خود کے محنت کش اور اس شعبے میں ممکنہ شمولیت حاصل کرنے والے افراد دونوں وہاں سے نکل جائیں گے۔ اس کے علاوہ اس سے ایم ایس ایم شعبے میں تنخواہوں میں اضافہ ہوگا جسے بہت سے اکائیاں برداشت نہیں کرپائیں گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ مہارت میں واضح خلیج کو پاٹنے کے لئے ایم ایس ایم ای کوئی مستقل پلیٹ فارم اختیار کرے۔

مہارت کی ترقی کے لئے مربوط طریقہ کار ایک شاندار اور نئی شروعات ہے جس کا ذکر وزیر اعظم نے اپنے یوم آزادی کے خطاب میں کیا تھا۔ 2014 کے مرکزی بجٹ میں بھی نیشنل ملٹی اسکلنگ پروگرام یعنی "Skillindia" کا اعلان اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ اس پروگرام کا مقصد نوجوانوں کو مہارت کی تربیت دینا ہے تاکہ ان کو روزگار کے حصول میں مدد ملے۔ اس کے تحت روایتی پیشوں سے منسلک افراد مثلاً ویلڈر، بڑھئی، موچی، راج مستری، لوہار، جولاہا، وغیرہ کو بھی مستفید ہونے کا موقع ملے گا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے مختلف اسکیموں کو ایک میں یکجا کردینے کی بھی تجویز ہے۔ اسکل انڈیا "Skillindia" پبلک پالیسی کے ذریعہ محنت کش بازار میں ایک اہم تبدیلی کی حامل ہے۔ پبلک پالیسی کا بنیادی مقصد محنت کش بازار میں مواقع پیدا کرنا ہے۔ اگرچہ کسی بھی ترقی پذیر معیشت میں وافر مواقع موجود ہوتے ہیں، پبلک پالیسی کا بنیادی اہل افراد کو موقع کی دستیابی میں مدد کرنا ہے۔ مجوزہ پروگرام یہ یقین دہانی کرتا ہے کہ موڈولر اور موٹیوشنل مہارت کے گٹھ جوڑ کا فائدہ اٹھایا جائے گا۔ اس پروگرام کے ذریعہ نجی شعبے کی ترقی کے لئے وضع کی جانے والی پالیسی میں اہم اور بنیادی تبدیلی کی گئی ہے۔

2015 کے مرکزی بجٹ میں اس شعبے میں سرعتی آغاز کی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ اس بجٹ میں تعلیم کے شعبے میں مہارت کی ترقی پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اس سے ملازمین پیدا کرنے میں مدد ملے گی۔ بجٹ میں بنیادی ڈھانچے، توانائی مینوفیکچرنگ 'سوچھ بھارت' کلین گنگا، ڈیجیٹل انڈیا جیسے شعبوں میں بھاری سرمایہ کاری کی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ اس کا مطلب ہے صنعت کے لئے مہارت پر مبنی تربیت اور کام کرنے کی صلاحیت والی افرادی قوت۔ اسکل انڈیا اور نیشنل اسکل مشن کے ذریعہ 31 شعبوں میں مہارت کو مستحکم کرنے کی تجویز ہے۔

کسی بھی فرم کے روابط کی تشکیل نو کے لئے اس کی انتظامیہ اور انتظامی ڈھانچہ میں ترمیم کے ساتھ معلومات کی منتقلی اور اس کے رابطہ کے لئے نیا نظام وضع کرنے کے علاوہ پالیسی کے ماحول کو اختراع اور آئی پی آر کے موافق بنانے کی ضرورت ہے۔ یہ ضروری ہے کہ ہندوستان کی معلومات پر مبنی صنعت اختراع اور ریسرچ و ترقی (آر اینڈ ڈی) نیٹ ورک ماڈل کو اپنائے۔ اس کے لئے وہ تحقیقی اداروں، یونیورسٹیوں اور دیگر متعلقہ اداروں سے نیٹ کے ذریعہ روابط قائم کرنے میں تیزی لاسکتی ہیں۔ مینوفیکچرنگ کے شعبے میں اس طرح کی کوششوں کی حوصلہ افزائی کی خاص ضرورت ہے۔ انٹلکچول پراپرٹی رائٹس (آئی پی آر) کے بارےمیں بہتر معلومات کا حصول خاص طور پر ایم ایس ایم ای سے منسلک صنعت سے متعلق معلومات کا مطلب ہے کہ اس سے جڑے لوگ اپنے آئیڈیا کے تحفظ سے متعلق حکمت عملی کے بارے میں بہتر فیصلے لے سکیں گے۔ اگرچہ آئی پی آر کے بارے میں اب تک اس کی اہمیت تسلیم کی جاچکی ہے، پھر بھی ایم ایس

ای ایس کے تعلق سے اس پر مناسب توجہ نہیں دی گئی ہے۔اس کی اہم وجہ اس کی پیچیدگی ہے۔جس کی وجہ سے یہ عام کاروباریوں کو سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں فرموں کے چھوٹے سائز اور بازار کی فوری ضرورتوں پر توجہ دینے میں کاروباری آئی پی آر سے متعلق امور پر بہت کم توجہ دے پاتے ہیں۔ آئی پی آر پر توجہ دینے کی ضرورت اس لئے بھی پڑ جاتی ہے کیوں کہ ایم ایس ای ایس کے کچھ روایتی اداروں پر کثیر قومی کمپنیوں اور کارپوریٹ شعبے نے قبضہ کرلیا ہے۔اس تناظر میں آئی پی آر کے کچھ مخصوص شعبوں کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔

کاروبار سے متعلق پالیسی

ہندوستان میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے سے متعلق پالیسیاں خودکار روزگار اسکیموں پر مبنی ہیں جن کو مجموعی طور پر ایس ایم ای پالیسیوں کے ساتھ ایک زمرے میں رکھا جاسکتا ہے۔ یہ اسکیمیں حقیقی طور پر ایسے مالی اقدامات کی نمائندگی کرتی ہیں جو بڑے کاروباریوں کے مقابلے چھوٹے کاروباریوں کو تحفظ فراہم کرتے ہیں تاکہ ان فوائد کا جن سے وہ محروم ہیں، منفی اثرات نہ پڑیں۔ ایس ایم ای پالیسیوں کی توجہ چھوٹی تجارت کے احیا پر مرکوز ہوتی ہے نہ کہ کاروباریوں پر۔ کاروباری بازاری کی صحیح سمت اور اشاروں کی بدولت تیزی سے بدلتی تکنالوجی اور سماجی و سیاسی ماحول کی وجہ سے پیدا شدہ غیر یقینی صورت حال میں بھی کاروبار کو فروغ دے سکتے ہیں۔ عالمی سطح پر بھی اب یہ احساس قوی رہا ہے کہ خود کار ملازمتوں کی اسکیموں کو زیادہ رقوم اور چھوٹی تجارت کے لئے اچھے ماحول فراہم کرنے اور پائیدار مقابلہ کے خاص ضامن ہوں، ضروری نہیں ہے۔

ہندوستانی معیشت کی کاروباری شکل میں منتقلی کے عمل کی پیائش اور نگرانی اہم ہے۔اس کے لئے مناسب طریقہ وضع کرنے کی ضرورت ہے۔ کاروبار سے متعلق قومی پالیسی کے نفاذ کی ذمہ داری کی ایک وزارت کے سپرد نہیں کی جاسکتی۔ کاروبار کی ترقی کو ترجیح دینے کی ضرورت ہے جس کے لئے مختلف وزارتوں پر مبنی الگ بین وزارتی گروپ تشکیل دینے کی ضرورت ہے۔ علاقائی سطح پر سرکاری اور نجی دونوں شعبوں کی طرف سے مختلف تعلیمی، مالی اور سماجی و ثقافتی تنظیموں میں تعاون اور حصہ داری درکار ہے۔ یہ کام علاقائی سطح پر کسی مضبوط قیادت کے بنا ممکن نہیں ہے جس پیشہ ور اور سماجی کارکنوں کو وسیع پیمانے پر سمجھتی ہے اور جسے قوم کو کاروباری شکل میں منتقل کرنے کے عمل کی ضرورت کا زیادہ احساس ہے۔اس کام کو زیادہ بہتر اور فعال طریقے سے کرسکتی ہے۔ مینوفیکچرنگ اب جب کہ مقابلہ آرائی کے لئے ایجنڈا اختیار کیا جاچکا ہے، کاروبار سے متعلق قومی پالیسی وضع کرنے کا یہ اچھا وقت ہے۔

عالمگیریت کے تیزی سے بڑھتے ہوئے اثر نے علاقائی ایس ایم ای ایس کا بین اقوامی معیشت میں انضمام کے عمل کو سرعت عطا کی ہے۔ایک فعال بازار میں تجارت کے لئے حکمت عملی کی واضح اہمیت ہے۔اس لئے علاقائی انٹر پرائزز کو مقابلہ آرائی سے بہتر طور پر نمٹنے کے لئے اپنے برانڈ خود تیار کرنے چاہئیں یا بین اقوامی انٹر پرائزز سے اتحاد کرلینا چاہئے۔ایسے علاقائی ایس ایم ای ایس جو ایک دکان کا اپنا پرانا وطیرہ جاری رکھنا چاہتے ہیں، ان کو بھی اپنی حکمت عملی میں مطابقت پیدا کرنی چاہئے اور ہر اس موقع کا فائدہ اٹھانا چاہئے جس سے ان کی مقابلہ آرائی کی صلاحیت مستحکم ہو جو تجارت کے ماحول کو جھیلنے کی سکت پیدا کرسکے۔اس کے لئے وہ اپنے تجارتی ماحول کو بہتر بناسکتے ہیں، منفرد برانڈ وضع کرسکتے ہیں اور اس طرح مقابلہ آرائی کا کامیابی سے سامنا کرسکتے ہیں۔

معلومات کے نظام کی ترقی

عمومی طور پر تجارت یا انٹر پرائز کی ترقی اور خصوصی طور پر ایس ایم ای کی ترقی کے بارے میں کئے گئے متعدد مطالعوں میں انٹر پرائز کی ترقی میں معلومات کے اضافہ کی اہلیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ آج کل معلومات پر مبنی معیشت میں ان معلوماتی اضافوں کی بہت اہمیت ہے اور اس طرح کے اضافے مزید سمت عطا کرتے ہیں۔ معلومات ترقی کا سب سے بڑا ذریعہ بن کر ابھرا ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ معلومات کا بھرپور استعمال ہندوستان کی ترقی کو ڈرامائی طور پر سرعت عطا کرسکتا ہے۔ ہندوستان میں معلومات کے احیا اور اس کے استعمال میں ایک خلیج واقع ہے جس کو مضبوط حکمت عملیوں کے ذریعے پاٹنے کی ضرورت ہے۔

اقتصادی ترقی کا عمل اب معلومات ہر زیادہ منحصر ہونے لگا ہے۔ ایک تازہ اندازہ کے مطابق کل صنعتی پیداوار کا 50 تا 60 فی صد حصہ معلومات پر مبنی ہوتا ہے۔ جدید مینوفیکچرنگ صنعتی اپنی کامیابی کوالٹی، قیمت اور شیڈولنگ سے متعلق معلومات کے انتظام پر اتنا ہی منحصر ہیں جتنا کہ پیداواری عمل کے انتظام پر۔ خدمات کا شعبہ جو نئے روزگار اور اقتصادی نمو کا اہم ذریعہ ہے، معلومات پر ہی مبنی ہے۔

مذکورہ بالا طریقہ عمل میں اطلاعاتی اور معلومات انتظام کی ضرورت ہوتی ہے۔

اطلاعاتی انتظام میں اطلاع کا انتظام ڈاٹا بیس فارموں کے ذریعہ کیا جاتا ہے جب کہ معلوماتی انتظام میں دوسرے لوگوں سے جن کے شارٹ کٹ طریقوں سے بزنس کو وسیع اور بہتر بنایا جاسکتا ہے، تفصیلی اور واضح معلومات حاصل کی جاتی ہے۔ اگر انتظامیہ مناسب طریقے سے استعمال کرے تو معلوماتی انتظام بہت اہم اور مفید ثابت ہوسکتا ہے۔ لیکن صرف یہ سرگرمیاں کافی نہیں ہیں۔ پائیداری کے لئے وضع کئے گئے۔ نظام اور طریقہ عمل بھی بہت ضروری ہے۔ ترقی کے ایجنڈے کے تشکیل معلومات کے چار طریقوں پر مبنی ہوتی ہے۔

1۔**معلومات کا احیاء اور حصول** : تنظیم اور ثقافتی عوامل پر مشتمل ہوتا ہے۔

2۔**معلومات کا ضرورت کے مطابق استعمال**: تنظیم اور ثقافتی یہ کسی مخصوص شعبے میں اختراع پر مبنی ہوتا ہے اور اس میں موافق ماحول کی ضرورت ہوتی ہے۔

3۔**معلومات کی تقسیم**: اس طرح سے یہ معلومات کو ڈیولپ کرنے والے افراد کے ذریعہ ان

افراد تک براہ راست یا بالواسطہ طور پر مہیا کرائی جاتی ہے جو اس کا اطلاق سماج میں کرتے ہیں۔

4۔**معلومات کا اطلاق**: اس طریقے سے پریٹیکل نتائج کے حصول کی خاطر معلومات کا ماہرانہ استعمال میدان میں، فیکٹریوں، کلاس روم، اسپتالوں اور دیگر متعلقہ جگہوں پر کیا جاتا ہے۔

ہندوستان کے تناظر میں متعدد متعلقہ افراد یہ کردار نبھاتے ہیں۔ متعلقہ گروپوں میں ہی مختلف ثقافتی اور لازمی طریقے اپنائے جاسکتے ہیں۔ سرکاری اور نجی شعبوں سے حاصل ہونے والی معلومات کو جمع کرکے سرعتی ترقی کے لئے ان کو استعمال کرنا آج ایک چیلنج ہے۔ پریٹیکل کی سطح پر معیشت سے متعلق مختلف وزارتوں اور محکموں کے پروگراموں کا تفصیلی جائزہ آج کل ضروری ہوگیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے بہت سی اسکیمیں یا تو بیکار ہوگئی ہیں یا غیر متعلقہ ہوگئی ہیں۔ بہتر طور پر وضع کئے گئے سرکاری و نجی شراکت کے ذریعے نجی شعبے کی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر اس صورت حال کو بہتر بنانے میں مدد مل سکتی ہے۔

بنیادی ڈھانچے کا کردار

ملک کی اقتصادی ترقی کے لئے جدید، بہتر طور پر منظم اور وسیع بنیادی ڈھانچہ اشد ضروری ہے۔ وزارت خزانہ کے اندازے کے مطابق تقریباً ایک لاکھ کروڑ روپے کی مالیت کے بنیادی ڈھانچے کے پروجیکٹوں میں تاخیر ہوتی ہے۔ پروجیکٹوں پر عمل درآمد کے دوران لاگت میں اضافہ اس شعبے میں طے شدہ نشانے سے کم حصول کی اہم وجہ رہی ہے۔ مینوفیکچرنگ شعبہ کو جو گذشتہ چند برسوں سے سست روی کا شکار ہے، مجموعی گھریلو پیداوار میں اپنی حصہ داری کو 15 فی صد سے بڑھا کر 25 فی صد کرنے کی ضرورت ہے جس سے 10 کروڑ ماہرین کے لئے ملازمین دستیاب ہونے کی توقع ہے۔ اس پس منظر میں نئی حکومت نے گذشتہ چند ماہ کے دوران بنیادی ڈھانچے کی ترقی اور مینوفیکچرنگ کے شعبے میں نمو کی نشاندہی کی ہے جس میں توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔

بیرون ممالک سے سرمایہ کاری اور تکنالوجی کے حصول کا اصل مقصد روزگار میں اضافہ، اختراع اور ملک کے مینوفیکچرنگ شعبے کو گیرائی عطا کرنا ہے۔ ترقی پذیر معیشت کو بیرونی تکنالوجی کو جذب کرنے کے لئے مناسب انتظامات کی ضرورت ہوتی ہے۔ میزبان ملک میں ان انتظامات کا تعلق پیداوار کے انتظام سے ہوتا ہے جس میں تکنالوجی کا استعمال خانگی یا بیرونی بازار کے لئے کیا جاتا ہے۔ بیرونی آر اینڈ ڈی تجربہ گاہ کے جواب میں ایک آر اینڈ ڈی تجربہ گاہ کا قیام تکنالوجی کے انجذاب میں معاون ثابت ہوسکتی ہے۔ درحقیقت ملک میں قائم آر اینڈ ڈی تجربہ گاہوں کو بھی اپنے ذہنی خاکوں کو قابل استعمال اختراعات میں تبدیل کرنے کے لئے پیداواری انتظام کی ضرورت ہوتی ہے۔ علاقائی شریک کے پاس محض تجارتی استحکام کی بجائے صنعتی استحکام کی نیت ہونی چاہئے۔ اس کے پاس تکنیکی گیرائی والے ادارے کے قیام کی خواہش نہ کہ محض اشیاء کو فروخت کرکے تیزی سے منافع کمانے کی آرزو، اس لئے اس میں کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے کہ انجذاب کا یہ عمل اکثر نجی شعبے میں نظر آتا ہے کیوں کہ اس شعبے میں یہ ثابت کرنے کی خواہش ہوتی ہے کہ یہ ہمارے ملک میں بھی ہوسکتا ہے اور وہ دن بھی دور نہیں جب ہم یہ تم سے بہتر کرکے دکھائیں گے۔

چین میں مینوفیکچرنگ پالیسیاں اداروں کے استحکام کے لئے بنائی جاتی ہیں جن کی ملکیت اور انتظام ملک کے لوگوں کے پاس ہوتا ہے۔ غیر ملکی کمپنیوں کو ایک بڑا خطرہ یہ رہتا ہے کہ چین ان کے دانشورانہ ملکیت کے حقوق چرالے گا۔ دانشورانہ ملکیت کے حقوق معاندانہ پالیسیوں کے باوجود چین میں غیر ملکی کمپنیوں کو رجھانے کے لئے ایک بڑا بازار ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ چین آئی پی آر سے متعلق قوانین خود وضع کررہا ہے جس میں وہ اپنے مفادات کا تحفظ کرتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ جو قوانین اس پر لادے جارہے ہیں، ان کا اہم مقصد غیر ملکی کمپنیوں کے مفادات کا تحفظ کرنا ہے۔ چینی سرکاری اداروں کے ذریعہ اشیاء کی خرید سے متعلق قوانین کے توسط سے اپنی گھریلو تکنالوجی کو بڑھاوا دینا ہے۔

اس نے قومی معیار بھی علاقائی انٹرپرائزز کے مطابق طے کررکھے ہیں تاکہ بیرونی مقابلہ کا امکان ختم ہوجائے۔ اس کے برعکس آئی پی آر کے بارے میں ہندوستان کا موقف ایک مضبوط آئی پی آر کے لئے عالمی مذاکرات میں فعال کردار ادا کرنے کا ہونا چاہئے تاکہ آئی پی آر عالمی سطح پر مضبوط اور مستحکم ہو۔ البتہ آئی پی آر کے عالمی پیروکاروں کا ہر مشورہ قابل قبول نہیں ہوگا۔ ہندوستان کو آئی پی آر کے بارے میں ایسے ہنر اور مناسب طریقے کا انتخاب کرنا چاہئے جس سے آئی پی آر قوانین کی مونوپولی قواعد کی خلاف ورزی نہ ہو اور مطلوبہ جدت پسندی اور اختراع کے التزامات سے بھی مستفید ہوتا رہے۔

اب وقت آگیا ہے کہ ہندوستان کی مقابلہ جاتی نوعیت کے تین عالمی معیشت میں حالیہ تبدیلی کے پیش نظر ہندوستان کے پالیسی ساز قومی مینوفیکچرنگ حکمت عملی کی دھار کو تیز کریں۔ ہندوستان میں نمو کی کہانی کی پائیداری اسی پر منحصر ہے۔ یہ ضرور ہے کہ ہمیں بنیادی ڈھانچے اور انتظامیہ میں موجود خامیوں کو دور کرنا ہوگا۔ لیکن ہمیں ہندوستانی انٹرپرائزز کو فروغ دینے کے لئے پالیسی سے متعلق مشکل سوالات کا حل ڈھونڈنا ہوگا۔ حکمت عملی منصوبہ بند معیشت کا جواب نہیں ہوسکتی نہ ہی یہ چین کی ہوبہو نقل ہوسکتی ہے۔ یہ ہندوستان کے پالیسی سازوں کے لئے ایک چیلنج ہے۔ مینوفیکچرنگ میں ہندوستان کی قابلیت کے فروغ کا مطالبہ ہے کہ پچھلے معاشی اور تکنالوجیکل بنیادی ڈھانچے کو فروغ دیا جائے۔

مستقبل کی راہ

ہماری معیشت میں بنیادی ڈھانچے کے فروغ اور مینوفیکچرنگ کی اہمیت کے پیش نظر حکومت شعبوں میں نمو کے فوری آغاز کے لئے کیٹالسٹ کا کردار ادا کرسکتی ہے۔ 2015 کے مرکزی بجٹ میں معیشت و دوبارہ سے تیز رفتار عطا کرنے کی خاطر چند اقدامات کئے گئے ہیں۔

توانائی کی پیداوار کے لئے شق Se A کے تحت

دی گئی ٹیکس تعطیل کی رعایت کو 31 مارچ 2014 سے آئندہ پانچ سال کے لئے بڑھادیا گیا ہے اور کم از کم متبادل ٹیکس (ایم اے ٹی) کی رعایت جس کی وجہ سے ٹیکس تعطیل کا فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا تھا' اب غیر روایتی توانائی کے شعبے کو استحکام بخشے گا۔

ایم اے ٹی کے تحت ٹیکس کی ادائیگی سے رعایت جو اپلے سیز کے تحت ڈیولپرس کو حاصل تھی' 2012 میں واپس لے لی گئی تھی۔ یہ بات موجودہ اکائیوں اور ڈیولپروں کو جنہوں نے حکومت کے شروعات وعدوں پر اعتبار کرتے ہوئے سیز میں جاری سرمایہ کاری کی تھی' ناگوار گذرا۔ ایم اے ٹی کی رعایت کو دوبارہ لاگو کردیا گیا ہے تاکہ مستقبل کی سرمایہ کاری کے لئے سرمایہ کاروں کا اعتماد بحال کیا جاسکے۔

شق 14A کے نفاذ سے بنیادی ڈھانچے کے ان پروجیکٹوں پر اثر پڑا جن کو بڈ کے ذریعہ پروجیکٹ دیئے گئے تھے۔ اس کے سدباب کے لئے ہولڈنگ کمپنی سے نیچے اسپیشل پرپز وہیکل قائم کرنے کی ضرورت تھی۔ ایس پی وی کو رقوم کی فراہمی ایکویٹی اور ڈیٹ (Debt) کے ذریعہ مشترکہ طور پر کی جاتی ہے۔ شق 14A میں ڈیٹ رقوم پر سود کی ادائیگی کی اجازت نہیں ہے کیوں کہ ایس پی وی ہولڈنگ/ پروموٹر کمپنیوں کو منافع ادا کرتی ہے اور جس کا منفی اثر شعبے پر ہوتا ہے۔ ان اقدامات کے نتیجے میں اور سختی کو کم کرنے کے لئے کچھ ترمیمات کی ضرورت ہے۔

طویل عرصہ سے معیشت کا مطالبہ ہے کہ صحت اور تعلیم جیسے سماجی شعبوں کو جو ایک عرصہ دراز سے نظرانداز کئے جارہے ہیں' بنیادی ڈھانچے کا درجہ عطا کیا جائے۔ بنیادی ڈھانچے کی کمپنیوں میں سرمایہ کاری کررہے اداروں/ بینکوں کا دیرینہ مطالبہ ہے کہ شق (23جی) 10 جو پہلے ہٹالی گئی تھی' دوبارہ سے بحال کیا جائے تاکہ بنیادی ڈھانچے کے پروجیکٹوں میں سرمایہ لگانے کے لئے سود کی آمدنی پر رعایت مل سکے۔ اگر یہ تجاویز منظور کرلی جاتی ہیں تو بنیادی ڈھانچے کی کمپنیوں کو قرض حاصل کرنے کے لئے آنے والی لاگت میں تخفیف ہوگی۔

شق 32A کے تحت ایسے نئے پلانٹ اور مشینری کی اصل لاگت پر ٹیکس میں 15 فی صد کی چھوٹ کی تجویز ہے جو 31 مارچ 2013 کے دور اور یکم اپریل 2014 سے پہلے حاصل کئے گئے تھے اور ان کی تنصیب کی گئی ہے۔ ان کا اطلاق ان معاملات پر ہوگا جن کی مجموعی رقم 100 کروڑ روپے سے زیادہ ہے۔ شعبے کے مطلوبہ ضروری استحکام عطا کرنے کی خاطر سرمایہ کاری لاؤنس میں تین سال کی توسیع کی جانی چاہئے' کم از کم سرمایہ کاری کی حد میں تخفیف کرنی چاہئے اور کٹوتی میں اضافہ کرکے 25 فی صد کردینا چاہئے۔

نیز راست ٹیکسوں کے بارے میں حکومت کو اہم شعبوں میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے اپنے ارادوں کو واضح کردینا چاہئے۔ مثال کے طور پر ڈیوٹی کی شرح میں تخفیف' رعایتوں اور دیگر ترغیبات کی وجہ سے بنیادی ڈھانچہ شعبہ کو استفادہ ہوگا۔ یہ رعایتیں اور ترغیبات پروجیکٹ کی کلیرنس کے وقت ہی دینی چاہئیں تاکہ غیر ضروری طویل طریقہ کار سے بچا جاسکے جو ٹیکس دہندگان کو مفادات کو بعد میں کلیم کرنے سے نجات دے سکیں۔

بنیادی ڈھانچے کے تمام شعبوں کے ساتھ مساوی برتاؤ ایک دیگر مسئلہ ہے جس پر حکومت کو توجہ کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر مخصوص کام کی معاہدوں جیسے ہوائی اڈوں' بندرگاہوں اور ریلوے وغیرہ سے متعلق کام پر سروس ٹیکس میں رعایت دی گئی ہے لیکن یہ رعایت بنیادی ڈھانچہ کے دیگر شعبوں کو مساوی طور پر نہیں دی گئی ہے جس میں پانی' بجلی' ٹرانسپورٹ اور سوریج وغیرہ شامل ہیں۔

جہاں تک مینوفیکچرنگ شعبہ کا تعلق ہے' کنویٹ کریڈٹ ڈرجیم میں نرمی کا پرزور مطالبہ کیا گیا ہے تاکہ ٹیکس کے اس سلسلے کو ختم کیا جاسکے جو گھریلو صنعت کے لئے پریشانی کا باعث بنتا ہے۔ صنعت میں سرگرمیوں پر عائد ڈبل ٹیکس کی وجہ سے حصولیابیوں کی لاگت میں اضافہ ہوجاتا ہے جن پر اعلان شدہ خدمات کے تحت سروس ٹیکس وی اے اے/ سی ایس ٹی عائد ہوتا ہے۔ یہ بھی قابل توجہ امر ہے۔

☆☆☆

علم اور اختراعات ترقی کے لئے بنیاد ہے : صدر جمہوریہ

☆ صدر جمہوریہ جناب پرنب مکھرجی خراب موسم کی وجہ سے چنڈی گڑھ سے منڈی نہیں جاسکے جس کی وجہ سے ان کی تقریر کوان کی عدم موجودگی میں بورڈ آف گورنر کے چیئرمین جناب نٹراجن نے انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کے دوسرے تقسیم اسناد کے جلسے میں پڑھ کر سنایا۔ صدر جمہوریہ نے تقریر میں کہا کہ بھارت کے ٹیکنیکل اداروں کو ہمارے آنے والے انجینئروں اور سائنسدانوں میں سماجی احساس پیدا کرنا چاہئے۔ پیشہ ورانہ صلاحیت کے ساتھ ساتھ سائنسی تکنیک کے ان اداروں کو طلبا میں سماجی ذمہ داریوں کا بھی احساس پیدا کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ اعلیٰ تعلیم کے ادارے ہمارے مقامی ماحولیاتی نظام کا ایک اٹوٹ حصہ ہے۔ اس لیے انہیں مجموعی ترقی کی زیادہ ذمہ داری نبھانی چاہیے۔ حکومت نے مالی شمولیت، مثالی گاوؤں کے قیام، سوچھ بھارت اور ڈیجیٹل بنیادی ڈھانچے کی تعمیر کی مقصد سے اہم اقدامات کیے ہیں۔ آئی آئی ٹی منڈی سمیت اعلیٰ تعلیم کے ہر ایک اداروں کو پانچ پانچ گاوؤں کی ذمہ داری لینی چاہیے اور انہیں سنسد آدرگرام یوجنا کے خطوط پر مثالی گاؤں میں تبدیل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ انہوں نے ان اداروں سے کہا کہ وہ ڈیجیٹل انڈیا پروگرام کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے بھی اہم رول ادا کریں۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ انجینئرنگ کی تعلیم کی بڑھتی ہوئی مانگ کے نتیجے میں بہت سے تکنیکی ادارے قائم ہوئے ہیں۔ لیکن تعداد میں اضافے کے ساتھ تدریج کے معیار اور ٹھوس بنیادی ڈھانچے پس منظر میں پہنچ گئے ہیں۔ اس لیے ہماری اعلیٰ تعلیم کے سیکٹر میں نئی جان ڈالنے کے لیے ہمارے اداروں کی طرف سے زیادہ متحرک کوششیں کی جانے کی ضرورت ہے۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ علم اور اختراعات ترقی کی بنیاد ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسابقت کا فائدہ ایک ایسے ماحولیاتی نظام سے حاصل کیا جاسکتا ہے جو نئے علم، تحقیق اور اختراعات کے لیے سازگار ہو۔ انہوں نے کہا کہ میک ان انڈیا پروگرام جیسے اقدامات کی کامیابی کا انحصار صنعتی مصنوعات کی معیاری مینوفیکچرنگ پر ہوتا ہے اور ایک اچھی تعلیم کی صنعت اس سلسلے میں اہم رول ادا کرسکتی ہے۔

☆☆☆

اروپ مترا

مینوفیکچرنگ رخی ترقی، مسابقت اور چیلنجز

آج کے ترقی یافتہ ممالک اس تاریخی تجربہ کے گواہ ہیں کہ اقتصادی ترقی کا ایک اہم عنصر صنعت کاری ہے۔ترقی پذیر ملکوں کے ضمن میں زرمائی اور ورسپا گن کی رائے ہے کہ 1990 کے بعد سے ترقی کے لئے مینوفیکچرنگ پہلے سے کہیں زیادہ مشکل ثابت ہورہی ہے۔انہوں نے تعلیم اور آمدنی کے خلا پر مینوفیکچرنگ کا ایک دلچسپ باہمی اثر بھی تلاش کیا ہے۔ڈلاس اور کوبی کہتے ہیں کہ اقتصادی ترقی کے ابتدائی مرحلے میں محنت کی صنعت کاری ترقی کا ایک اہم ذریعہ رہی ہے۔وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ افرادی قوت کی ساخت پر سرمایہ کاری کے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روزگار کی صنعت کاری کی پالیسیاں ترقی پذیر ملکوں میں کامیابی کی کلید ثابت ہوسکتی ہے۔

گلوبلائزیشن نے ملکوں کو ترقی میں اضافہ کرنے کے لئے مجبور کردیا۔متعدد ترقی رخی پالیسیاں،بشمول تجارت کو سب کے لئے کھولنے، ایف ڈی آئی کا بہاؤ اور سرمایہ کی حرکت پذیری اور ٹکنالوجی کی منتقلی ، کو بڑے پیمانے پر اپنایا گیا۔ٹکنالوجی منتقلی کے حق میں جو دلیل بالعموم دی جاتی ہے، یہ ہے کہ اگر ممالک لاگت کم کرنا چاہتے ہیں تو جو چیز ایجاد ہو چکی ہے اس پر دوبارہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔تاہم صنعتی سیکٹر میں روزگار کی ترقی میں سست رفتاری کے پس منظر میں ایک اہم مفروضہ کا تعلق زیادہ مہنگی ٹکنالوجی کو بیرونی ملکوں سے درآمد کرنے سے ہے۔ایسی نئی ٹکنالوجی کی درآمد، جس میں بنیادی طور پر بہت زیادہ سرمایہ لگتا ہو اور جسے استعمال کرنے کے لئے ہنر کی ضرورت ہو، کے نتیجے میں کم نہیں بلکہ بہت زیادہ ہنر مند افرادی قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔

ایک اور دلیل لیبر مارکیٹ ریگولیشن کی بنیاد پر دی جاتی ہے۔پالیسی ساز بالعموم یہ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان میں مزدور قوانین انتہائی ازکار رفتہ ہیں اور یہ مزدوروں کے حق میں ہیں، جس کی وجہ سے کم سے کم مزدوروں کو رکھنے کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔لیبر مارکیٹ میں لچک کے فقدان کے سبب اقتصادی ترقی اور روزگار پیدا کرنے کے مواقع کو پائیدار انداز میں تقویت نہیں مل سکتی ہے۔اقتصادی اصلاحات کی وکالت کرنے والے لیبر مارکیٹ ریگولیشن پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ایسا اس لئے کہ گلوبلائزیشن اور پروڈکشن کی سرگرمیوں کا لیبر مارکیٹ اور بالخصوص اجرت اور محنت پر اثر پڑتا ہے۔دوسری اور زیادہ اہم بات یہ ہے کہ دیگر اصلاحات کے لئے، مثال کے طور پر تجارت کے شعبے میں، کامیاب ہونے کے لئے لیبر مارکیٹ اصلاحات کو لازمی شرائط سمجھا جاتا ہے۔اسکالرس بالعموم اس خیال سے متفق ہیں کہ ترقی پذیر ممالک لیبر مارکیٹ، کام کے طریقوں، اجرت، ملازمت پر رکھنے اور نکال دینے وغیرہ کے معاملے میں سخت ہیں اور ان سب کی وجہ موجودہ لیبر قوانین ہیں۔لیکن ایسے دیگر اسباب بھی ہیں جن کی وجہ سے سرمایہ کاری متاثر ہوتی ہے، ان میں سب سے اہم زمین، انفرااسٹرکچر، ہنر مند افرادی قوت وغیرہ تک رسائی شامل ہے۔

یک اور دلیل، جو بالعموم سپلائی کے پہلو سے دی جاتی ہے، ہنر مندوں کی کمی کے متعلق ہے۔جس میں یہ کہا جاتا ہے کہ افرادی قوت کا ایک بڑا حصہ ملازمت حاصل کرنے کی صلاحیت کے لحاظ سے کمزور ہے۔ہنر مند افرادی قوت کی کمی کی وجہ سے پیداواریت کی سرگرمیوں کو کم کردینا پڑتا ہے۔اس لئے روزگار کی صلاحیت کو بہتر بنانا پالیسی کے نقطہ نگاہ سے ایک اہم اور قابل توجہ پہلو ہے۔اس کے لئے اسکل فارمیشن پیشگی شرط ہے ۔ یہ معیاری تعلیم اور ہنر مندی کی تربیت دینے والے اداروں میں شرکت کرکے حاصل کیا جاسکتا ہے۔اس طرح کے ٹیکنیکل ادارے، جوڈپلوما فراہم کراتے ہیں، کی تعداد کافی کم ہے، لہذا حکومت کو اس سمت خصوصی توجہ دینی چاہئے۔معیاری پیشہ ورانہ تعلیم کے نقطہ نظر سے بھی زیادہ کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ آن جاب ٹریننگ بھی ہنر مندی کی کمی کو دور کرنے کا ایک اہم طریقہ ہے۔

اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اگلی دہائی میں ہندوستان کو اپنی آبادی کے ایک بڑے حصے کے لئے، جن کے پاس مختلف طرح کی ہنر مندی اور لیاقت ہے،

مصنف انسٹی ٹیوٹ آف اکنامک گروتھ سے وابستہ ہیں۔
arup@iegindia.org

ملازمت کے مواقع پیدا کرنے ہوں گے۔اس لحاظ سے مینوفیکچرنگ سیکٹر روزگار فراہم کرنے کا ایک بڑا ذریعہ ثابت ہونے والا ہے۔ملازمت کے علاوہ ہندوستان کی پائیدار اقتصادی ترقی کے لحاظ سے بھی مینوفیکچرنگ سیکٹر ایک اہم رول ادا کرے گا۔ اس لئے ہندوستانی مینوفیکچرنگ سیکٹر کو فروغ دینے کے مقصد سے حکومت ہند کی وزارت کامرس اور انڈسٹری کے محکمہ صنعتی پالیسی اور پروموشن (ڈی آئی پی پی) نے ایک ایسا ماحول تیار کرنے پر زور دیا ہے جو مینوفیکچرنگ سیکٹر کی تیز رفتار ترقی کے لئے مناسب ہو۔روزگار اور صنعت کاری پالیسیوں کی اہمیت کے مدنظر، جس کا اوپر ذکر کیا جاچکا ہے، اور اس حقیقت کے مدنظر کہ ہندوستان منظّم /رسمی مینوفیکچرنگ سیکٹر میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہورہا ہے، نیشنل مینوفیکچرنگ پالیسی امید کی کرن بن کر سامنے آئی ہے۔

عالمی کساد بازاری اور بڑی تعداد میں ملازمتوں کے ختم ہوجانے کے پس منظر میں اگر تدارکی اقدامات نہیں کئے گئے تو ہندوستان کی حالت کافی خراب ہوسکتی ہے۔اس پس منظر میں نیشنل مینوفیکچرنگ پالیسی (این ایم پی) میں مزید 100 ملین ملازمت پیدا کرنے اور ایک دہائی میں ہندوستان کی جی ڈی پی میں 25 فیصد تعاون دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔مانگ میں کمی اور لاگت میں اضافہ کے مدنظر پالیسی سازوں کا خیال ہے کہ یہ ہندوستان میں مینوفیکچرنگ کی قسمت بدل کر رکھ دے گا اور پوری معیشت ہی بدل جائے گی۔اس پالیسی میں ماحولیات اور ریگولیٹری امور، لیبر قوانین اور ٹیکس سے متعلق معاملات کو کافی تفصیل کے ساتھ بڑی حد تک حل کیا گیا ہے۔نیشنل مینوفیکچرنگ انوسٹمنٹ زون (این آئی ایم زیڈ) یا مینوفیکچرنگ یونٹوں کے کلسٹروں کو صنعتی انفرااسٹرکچر کا ایک منفرد ذریعہ سمجھا گیا ہے۔این آئی ایم زیڈ کو مربوط صنعتی ٹاون شپ کے طور پر فروغ دیا جائے گا جہاں عالمی معیار کے انفرااسٹرکچر موجود ہوں گے اور اس کے لئے زمین کا سائز کم از کم 5000 ہیکٹیئر ہوگا۔این آئی ایم زیڈ غیر زرعی زمینوں پر بسائے جائیں گے، جہاں

پانی کی خاطر خواہ سپلائی ہوگی اور اس کی ملکیت ریاستی حکومت کے پاس ہوگی۔اس کا مقصد لیبر مارکیٹ میں لچک دار طریقہ کار شروع کرنا ہے جہاں آجروں کو مزدوروں کو رکھنے اور ملازمت سے ہٹانے کی آزادی ہوگی۔اس میں خستہ حال صنعتی یونٹوں کو بند کرنے کے میکانزم کو سہل بنایا گیا ہے۔اسی کے ساتھ یہ مزدوروں کے حقوق پر بھی زور دیتا ہے، جس کے ساتھ لچک دار پالیسی کے نام پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

مینوفیکچرنگ پالیسی کی ایک اہم خصوصیت چھوٹے اور درمیانہ درجہ کے کارخانوں کو دی جانے والی مالی اور ترقیاتی مراعات ہیں۔مجموعی طور پر یہ پالیسی ملک کی موجودہ مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) میں مینوفیکچرنگ سیکٹر کے موجودہ 16 فیصد حصہ داری کو بڑھا کر 25 فیصد کرنے کا وعدہ کرتی ہے۔تاہم انڈسٹریل امپلائمنٹ کو غیر معمولی سطح تک لے جانے کا نیشنل مینوفیکچرنگ پالیسی کا مقصد حقیقت کا روپ اختیار نہیں کرسکتا کیوں کہ منظّم مینوفیکچرنگ روزگار مجموعی مینوفیکچرنگ روزگار کا صرف ایک معمولی حصہ ہے۔

اس لئے غیر منظّم مینوفیکچرنگ سیکٹر میں روزگار کے امکانات اور اس سیکٹر میں معیار روزگار کے مواقع پیدا کرنے پر غور کرنا مفید ہوگا۔چھوٹے اور درمیانہ درجہ کے انٹرپرائزز (ایس ایم ای) میں آپریشن، ٹکنالوجی، مالیات، مزدوروں کے ہنر کو بہتر بنانے کے لحاظ سے ایک اختراعی انقلاب کی ضرورت ہے۔چونکہ زیادہ مزدوروں والے سیکٹر مثلاً فوڈ پروسیسنگ، ملبوسات اور ٹکسٹائل، لیدر اور فٹ ویر ایس ایم ای میں روزگار کا 60 فیصد سے زیادہ افرادی قوت فراہم کرتے ہیں، اس لئے ان پر زیادہ توجہ دے کر انہیں اضافی غیر ہنر مند مزدوروں کو زیادہ کارآمد بنایا جاسکتا ہے۔

انفرااسٹرکچر کی کمی، توانائی کی سپلائی میں رکاوٹ، ایکسپورٹ کی سست رفتار ترقی، مزدوروں پر مبنی برآمداتی اشیاء کے سیکٹر کی خراب کارکردگی، مناسب ٹکنالوجی کے فروغ میں اختراعات کا فقدان اور لال فیتہ شاہی بلاشبہ وہ اسباب ہیں جو غیر ملکی سرمایہ کاروں کو راغب کرنے نیز ترقی کی راہ میں رخنہ ثابت ہوتے ہیں۔

اقتصادی ترقی کو بہتر بنانے میں ایکسپورٹ کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔غیر ملکی زرمبادلہ میں اضافہ اور گھریلو مصنوعات کی مانگ میں توسیع کا دوہرا مقصد برآمدات کو بڑھا کر حاصل کیا جاسکتا ہے۔غیر ہنرمند افرادی قوت سے ایکسپورٹس سروسز کو زیادہ فائدہ نہیں ہوسکتا ہے اس لئے مینوفیکچرنگ اشیاء کا ایکسپورٹ ہی جامع ترقی میں نتیجہ خیز ثابت ہوسکتا ہے۔

بالخصوص محنت پر مبنی مصنوعات کی برآمدات کے نتیجے میں ایسی اشیاء کی پیداوار میں اضافہ کیا جاسکتا ہے جس سے مزدوروں کو زراعت سے مینوفیکچرنگ سیکٹر کی طرف منتقل کرنے کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کئے

جاسکتے ہیں۔ ہنرمند افراد کی کمی کی وجہ سے مزدوروں کی اعلی پیدواری صلاحیت والے سروسز کی طرف منتقلی کا امکان محدود ہے۔ دوسری طرف مینوفیکچرنگ سیکٹر میں مزدوروں کا انجذاب مصنوعات کی مانگ میں اضافہ کے ساتھ مربوط ہے۔ اس کے علاوہ زیادہ اجرت کے ساتھ ملازمتوں کی تعداد میں اضافہ اسی وقت ممکن ہے جب پیداوار میں بھی ساتھ ساتھ اضافہ ہو۔ اس نقطہ نظر سے پونجی کی بنیاد میں بہتری اور ٹکنالوجی میں ترقی ضروری ہے۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ ٹکنالوجی کی ترقی میں بہت زیادہ پونجی کی ضرورت ہوتی ہے، اور اس کے نتیجے میں مزدوروں کی تعداد میں کمی ہوجاتی ہے۔ تاہم مطالعہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اختراعات سے پروڈکشن پروسیس کے تمام مرحلوں میں بہت زیادہ پونجی کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ اور اگر اس سے بعض مرحلوں میں ملازمین کی تعداد کم بھی ہوجاتی ہے تب بھی دیگر مرحلوں میں مزدوروں کی تعداد میں اضافہ کا امکان ہے۔ اور جب نئی ٹکنالوجی کا استعمال کیا جائے گا تو اس کے نتیجے میں پیداوار میں بھی اضافہ ہوگا۔ ان تمام چیزوں کا ملازمت پر مثبت اثرات پڑنے کے امکانات ہیں۔

ایک اور مسئلہ زیادہ قیمت والی مصنوعات کے ایکسپورٹ سے متعلق ہے۔ ایسے بہت سے اعلی قیمت والی مصنوعات ہیں جن میں بہت زیادہ مزدوروں کی ضرورت پڑتی ہے۔ چونکہ ان پر لاگت زیادہ آتی ہے اس لئے ایسی مصنوعات کی پیداوار محدود پیمانے پر ہوتی ہے۔ لیکن ترقی یافتہ ملکوں کے بازاروں میں ان کی فروخت اونچے داموں پر ہوتی ہے۔ مغربی مزاج اور پسند کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسے مہنگی مصنوعات (ریشم سے تیار کپڑے وغیرہ) کی تیاری سے روزگار اور غیر ملکی زرمبادلہ کی آمدنی دونوں ہی پر مثبت اثرات پڑیں گے۔

2013-14 میں ہندوستان سے برآمد کئے جانے والے اہم اشیا میں تیار شدہ مال (63.7%)، پٹرولیم خام اور مصنوعات (20.1%)، زراعت اور اس سے متعلقہ مصنوعات (13.8%) اور خام معدنیات (کوئلہ کو چھوڑ کر) کا تناسب (1.8%) تھا۔ دنیا کے مجموعی ایکسپورٹ کے مقابلے میں ہندوستان کا مینوفیکچرنگ ایکسپورٹ بہت معمولی ہے اور اسے مختلف ممالک سے کئی طرح کی رکاوٹوں کا سامنا ہے۔ مثال کے طور پر گارمینٹ ایکسپورٹ میں ہندوستان کو بنگلہ دیش سے زبردست چیلنج کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ حتیٰ کہ سوتی مصنوعات میں بھی صرف ٹیبل لینن اور تولیہ جیسے چند سامان کو چھوڑ کر دیگر مصنوعات میں ہندوستان کو چین اور بنگلہ دیش سے زبردست خطرہ ہے۔

1990 کی دہائی میں ہندوستان میں محصولات کا ڈھانچہ انتہائی پیچیدہ تھا۔ جو 92-1991 میں 128 فیصد سے سال 05-2004 کے عبوری بجٹ میں گر کر 22.4 فیصد رہ گیا۔ اس مدت کے دوران اوسط ڈیوٹی شرح 72.5 فیصد سے گر کر 18.2 فیصد پر آ گئی۔ تاہم گو کہ اوسط ڈیوٹی شرح میں گراوٹ آئی بہت بڑی تعداد ایسے محصولات کی تھی جن کی شرح صفر فیصد سے 150 فیصد کے درمیان تھی۔ 05-2004 میں جن کموڈیٹی گروپ میں محصولات کی شرح 100 فیصد یا اس سے زیادہ تھی ان میں کافی، چائے، الکوحل مشروبات، عطریات، چینی کے سامان، انگور اور جوس، موٹر کار اور موٹر سائیکل شامل تھے۔ 50-100% کے دائرے میں آنے والے اشیاء میں خوردنی تیل، گیہوں، چاول اور چند دیگر زرعی مصنوعات شامل تھے۔ امپورٹ محصولات کی موثر سطح میں مزید گراوٹ آئی۔ 2010 میں متعدد اشیاء کے لئے محصولات 10 فیصد کے آس پاس تھے۔ ان میں بجلی پیدا کرنے والے آلات، آفس مشین، آٹومیٹک ڈاٹا پروسیسنگ مشین، ٹیلی کوم آلات، الیکٹریکل سامان اور ٹرانسپورٹ سامان شامل تھے۔ گو کہ ایم ایف این محصولات دیگر متعدد ملکوں کے تقریباً برابر ہے تاہم ہندوستانی زرعی محصولات میں متعدد خامیاں ہیں۔ ہندوستانی ایکسپورٹروں کو برآمدات کرنے کے لئے متعدد دستاویزات پیش کرنے پڑتے ہیں مثلاً لیٹر آف کریڈٹ، ایڈوانس پیمنٹ کا ثبوت کی نقل، درخواست فارم کا پرنٹ آوٹ، فارن انوارڈ ریمیٹنس سرٹیفکیٹ وغیرہ، ان کے علاوہ سرکاری دفاتر کے متعدد چکر بھی لگانے پڑتے ہیں جو ہندوستانی ایکسپورٹروں کے سامنے بہت بڑا مسئلہ ہے۔

اینٹی ڈمپنگ کارروائی نے بھی ہندوستانی تجارت کو کافی نقصان پہنچایا ہے۔ جنوری 1995 سے جون 2010 کے دوران ہندوستان کے خلاف اینٹی ڈمپنگ کے جو 90 اقدامات کئے گئے ان میں سے 22 کا تعلق کیمیکلس سے، 19 کا پلاسٹک سے، گیارہ کا ٹکسٹائل سے اور 26 کا میٹل پروڈکٹس (بالخصوص لوہا اور اسٹیل) سے تھا اور یہ وہ شعبے ہیں جن میں ہندوستان کو نسبتاً برتری

حاصل ہے۔

غیر ملکی تجارتی پالیسی 14-2009 کا اعلان 2009 میں اس وقت کیا گیا جب دنیا بھر میں ایکسپورٹ میں مندی چھائی ہوئی تھی۔ اس طویل مدتی پالیسی کا مقصد 2020 تک عالمی تجارت میں ہندوستان کا حصہ بڑھا کر دوگنا کرنا ہے اور اس سلسلے میں خصوصی طور پر ٹکسٹائل، لیدر، ہینڈی کرافٹ وغیرہ پر زور دینے کی بات کہی گئی ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مختلف اقسام کے معیاری سامان تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ ایکسپورٹ کے نئے نئے مارکیٹ تلاش کرنے کی ضرورت ہے کیوں کہ 08-2007 سے ہندوستان کا تجارتی پیٹرن تبدیل نہیں ہوا ہے اور چوٹی کے پندرہ تجارتی پارٹنروں کے ساتھ اب بھی مجموعی تجارت کا 60 فیصد تجارت ہوتی ہے۔

اونچے ٹرانزکشن لاگت سے متعلق مسائل کو حل کرنے کے لئے اور تجارتی لین دین میں لگنے والے وقت کو کم کرنے کے لئے برآمدات میں ٹرانزکشن لاگت پر ایک ٹاسک فورس 2009 میں قائم کی گئی تھی۔ ٹاسک فورس نے ٹرانزکشن لاگت میں کمی کے لئے تقریباً 44 اشیاء کی نشاندہی کی تھی۔ ان میں سے 21 معاملات حل کئے جا چکے ہیں۔

ٹوٹل فیکٹر پروڈکٹی ویٹی گروتھ (ٹی ایف پی جی) کو واضح انداز میں بڑھانا ہوگا بالخصوص ان صنعتوں میں جن میں ایکسپورٹ کے امکانات ہیں۔ ٹی ایف پی جی کے بغیر ہندوستانی مصنوعات کی مسابقت میں اضافہ نہیں کیا جاسکتا۔ ٹی ایف پی جی کے چند اہم عناصر میں انفرااسٹرکچر اور تجارتی کھلا پن شامل ہیں۔ یونٹوں اور بالخصوص چھوٹے اور مائیکرو یونٹوں کی آئی سی ٹی تک رسائی سے فیکٹر پروڈکٹی ویٹی اور ٹوٹل فیکٹر پروڈکٹی ویٹی دونوں میں اضافہ کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستانی اشیاء کی مسابقت کو بہتر بنانے کے لئے، بہت زیادہ مقدار میں موجودگی کے فوائد سے استفادہ کرنا چاہئے۔ بہت زیادہ مقدار میں موجودگی سے پیداواریت میں ترقی میں اضافہ ہوتا ہے اس لئے پروڈکشن سرگرمیوں کے کلسٹر بنانے کیلئے مربوط کوشش کی ضرورت ہے۔ جب پرانے مقامات نقطہ امتلا (سیچوریشن پوائنٹ) کو پہنچ جائیں تو نئے کلسٹر تیار کئے جانے چاہئیں، جس کے لئے سرکاری سرمایہ کاری بنیادی معاملہ ہے۔ صنعت کے وسیع پھیلاو کے مدنظر اسے علاقوں میں نئے کلسٹر قائم کرنے کی ضرورت ہے جہاں شہر کاری کا عمل سست ہے۔ نئے طریقوں کو اپنا کر لاگت کو کم کیا جاسکتا ہے۔ مجموعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستانی مینوفیکچرنگ ایکسپورٹ کو گو کہ بہت سارے چیلنجز کا سامنا ہے تاہم اگر ہندوستان کو جامع ترقی کرنی ہے تو اس کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ کار بھی نہیں ہے۔ مسئلے کا حل بنیادی طور پر مینوفیکچرنگ پر مبنی ترقی میں پنہاں ہے، جسے ایکسپورٹ کے ذریعہ مزید بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

☆☆☆

پنجاب یونیورسٹی کے 64 ویں تقسیم اسناد کے جلسے سے صدر جمہوریہ کا خطاب

☆ صدر جمہوریہ جناب پرنب مکھرجی نے چنڈی گڑھ میں پنجاب یونیورسٹی کے 64 ویں تقسیم اسناد کے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے صدر جمہوریہ نے کہا کہ انہیں اس یونیورسٹی کے تقسیم اسناد کے جلسے میں شرکت کرکے بہت خوشی ہو رہی ہے جو ملک کی سب سے پرانی اور ممتاز یونیورسٹیوں میں سے ایک ہے۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب یونیورسٹی کی تاریخ 19 ویں صدی میں شروع ہوتی ہے جو 1882 میں لاہور میں پنجاب یونیورسٹی کے طور پر قائم کی گئی تھی۔ ہندوستان کی آزادی کے بعد 1947 میں اسے پھر شملہ میں مشرقی پنجاب یونیورسٹی کے طور پر دوبارہ قائم کیا گیا۔ 1966 میں پنجاب ریاست کی تنظیم نو کے بعد پنجاب یونیورسٹی کا مین کیمپس میں چنڈی گڑھ میں قائم کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ آج یہ یونیورسٹی اعلیٰ تعلیم کا ایک بڑا ادارہ ہے جس میں 78 ڈپارٹمنٹ ہیں۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ یونیورسٹی نے طالبعلموں کی کئی نسلوں کو تعلیم دی ہے جن میں سے بہت سے لوگوں نے زندگی کے مختلف شعبوں میں نمایاں حیثیت حاصل کی ہے۔ صدر جمہوریہ نے کامیاب ہونے والے طلبا کو مبارکباد دیتے ہوئے ان سے کہا کہ وہ اپنے قریبی عزیزوں اور سماج کے ساتھ ساتھ ملک کی توقعات اور امیدوں کو پورا کریں۔ انہوں نے کہا کہ بھارت ایک جمہوری اور کسرتی سماج کی ایک تابندہ مثال ہے۔ انہوں نے کہا کہ جمہوریت صرف حقوق ہی فراہم نہیں کرتی بلکہ ذمہ داریاں بھی عائد کرتی ہے۔ اس لئے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ایک نئے ابھرتے ہوئے بھارت کی تعمیر میں ایک اہم رول ادا کرنا چاہئے۔ جناب پرنب مکھرجی نے کہا کہ ہمارے خوابوں کے ملک کی تعمیر کے لئے پرعزم اور باصلاحیت افراد کی ضرورت ہے۔ ہماری یونیورسٹیوں کو باکردار اور ایماندار مرد و خواتین پیدا کرنے چاہئیں۔ مہاتما گاندھی نے کہا تھا کہ حقیقی تعلیم آپ کے بہترین باطن کو تیار کرنے میں مضمر ہے۔ انسانیت کی کتاب سے زیادہ اچھی کتاب اور کیا ہوسکتی ہے۔ باپو نے انسانیت کی کتاب پر عمل کرنے پر زور دیا جو آج کے سماج کے مسائل کو حل کرسکتی ہے۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ ملک کی تقدیر کا تعین بڑی حد تک انسانی پونجی پر منحصر کرتا ہے۔ اسی طرح تعلیم بھی ملک کے مستقبل کو سنوارنے میں فیصلہ کن رول ادا کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اعلیٰ تعلیمی اداروں کو ابھرتے ہوئے عالمی رجحانات کو سمجھنا چاہئے جوان کے نئے ماڈل تیار کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اعلیٰ تعلیم کی بڑھتی ہوئی لاگت اور تعلیم حاصل کرنے والوں کے بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ ساتھ ٹیکنالوجی کی مدد سے وسیع اوپن آن لائن کورس کی شروعات ہوئی ہے۔ یونیورسٹیوں کو چاہئے کہ تعلیم میں ان پر زیادہ دھیان دیں اور فوائد کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کے لئے اقدامات کریں۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ سائنس سے دلچسپی، جو کسی کے تصورات کو گریڈس اور کلاس روم سے بہت آگے پہنچا دیتی ہے، ہمارے طالبعلموں میں بہت ضروری ہے۔ ہمارے اداروں کو چاہئے کہ وہ اپنے طالبعلموں میں فکر اور تصور کی قوت کو جلا بخشیں۔

☆☆☆

بال کرشن سی راؤ

ہندوستانی مینوفیکچرنگ شعبہ

میں اختراع اور استحکام کی ضرورت

تعارف: آب وہوا کی تبدیلی کو دنیا کے متعدد آزاد ادارے مثلاً انٹرنیشنل انرجی ایجنسی (آئی ای اے)، ملنیم ایکوسسٹم مینجمنٹ اور آب و ہوا کی تبدیلی پر بین حکومتی کمیٹی کے ذریعہ سائنسی طور پر انسانیت کے لئے سنگین طور پر خطرہ تصور کیا گیا ہے۔ یہ مختلف انسانی سرگرمیوں کے ذریعہ پوری دنیا میں کئی برسوں سے گرین ہاؤس گیس کے مسلسل اخراج کی وجہ سے ہوا ہے۔ درحقیقت دیکھا جائے تو ہندوستان کے لئے آب وہوا کی تبدیلی وسائل کی کمی اور دیگر متعلقہ منفی اثرات یہاں کی گھنی آبادی، وسیع سمندری ساحل اور عوام کی فلاح کے لئے متعلقہ دیگر اسباب کی وجہ سے بہت ہی زیادہ ہوں گے۔ ایسا ہی انسانی سرگرمیوں کا ایک شعبہ مینوفیکچرنگ ہے جو صنعتی انقلاب کے وقت سے صنعتی بالادستی رکھنے والے ممالک کی اہم بنیاد رہا ہے اور حال میں ابھرتے ہوئے بازار چین اور ہندوستان کا بھی۔ گلوبلائزیشن کی رفتار سے آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ دنیا کی بہت سای

مصنف ڈیپارٹمنٹ آف انجینئرنگ ڈیزائن انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی، مدراس میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔
http://ed.iitm.ac.in/ balkrish/

مینوفیکچرنگ سرگرمیاں انہیں ابھرتی ہوئی معیشتوں سے چلائی جارہی ہیں اور ترقی یافتہ ممالک کی اہم کمپنیوں کی غیرملکی شاخوں کے طور پر کام کرتی ہیں۔ مینوفیکچرنگ کی اس آؤٹ سورسنگ نے چین اور ہندوستان جیسے ابھرتے ہوئے بازاروں کے وسیع مینوفیکچرنگ ڈھانچے کو بھی ضم کیا ہے۔

ہندوستانی مینوفیکچرنگ کے شعبہ نے ایک طویل فاصلہ طے کرتے ہوئے عالمی مینوفیکچرنگ کے شعبہ میں ایک فی صد کی حصہ داری حاصل کرلی جیسا کہ 2012 میں ایک پورٹ میں کہا گیا اور اس کی 2014 میں مجموعی گھریلو پیداوار میں 15 فی صد کی حصہ داری رہی۔ جیسا کہ مستقبل قریب میں بھی اس کا اہم رول نظر آرہا ہے۔ تو ایسے حالات میں ہندوستانی مینوفیکچرنگ کا رآفرینوں کے لئے پائیدار ترقی کے تصور کو اپنانا اہمیت کا حامل بن گیا ہے۔ یہ اس لئے کہ چین کے ساتھ ہی ہندوستان کو گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج کرنے والے ملک کے طور پر دیکھا جارہا ہے۔ مستقبل قریب میں گرین ہاؤس گیسوں کے بلند سطح پر اخراج کے جاری رہنے کا امکان ہے اور یہ حکومت کے ذریعہ مجوزہ متوازن عوامل کو لاگو کئے جانے کا راستہ ہموار کرے گا تاکہ کاربن فٹ پرنٹ کو کم کیا جاسکے۔ علاوہ ازیں عالمی تجارت کو سدھارنے کے لئے پائیدار ترقی کے پیمانوں کی بھی ضرورت ہے جو معیاری پروڈکٹ کی مانگ کی وجہ سے ہے جن کی پیداوار، استعمال اور کارکردگی ماحولیاتی تحفظ کے نظریے سے موزوں ہو۔ اس لئے ان باتوں کے پیش نظر پائیدار ترقی کے پیمانوں کے مطابق موزوں تکنیک اور خدمات کا ابتدائی تجربہ ہندوستانی مینوفیکچرنگ انٹرپریزس کو اپنے چیلنجوں پر سبقت دلائے گا۔

پائیدار ترقی اور میک ان انڈیا مہم

پائیدار ترقی خصوصاً ایک جامع ترقی کا عمل ہے جو ماحولیاتی تحفظ کے مطابق ہو۔ آب و ہوا کی تبدیلی اور وسائل کی کمی خاص کر پانی کی کمی دنیا بھر کی معیشتوں کو اس تصور کی حوصلہ افزائی کررہی ہے تاکہ کرۂ ارض کو آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ رکھا جاسکے۔ پائیدار ترقی، مینوفیکچرنگ میں خاص طریقے کی پیداوار سے دوسرے خاص طریقے کی پیداوار تک کا سفر ہے جو پہلے کے استعمال اور کارکردگی کے تصور سے جدا ہے۔ اس میں ری سائیکلنگ (تیار پروڈکٹ کو ازسرنو بنانا یا قابل استعمال بنانا) اور دوبارہ استعمال کے قابل بنانا اور متروکہ سامانوں سے دوبارہ مینوفیکچرنگ کو بڑھاوا دیا جاتا ہے تاکہ اس کے ماحول کے اس پر پڑنے والے منفی اثرات کو کم کیا جاسکے اور معیاری مصنوعات اور خدمات کے ذریعہ سماج کے ایک بڑے طبقہ کے معیار زندگی کو سدھارا جاسکے۔ اس بات کو نشان زد کیا جانا چاہئے کہ کریڈل ٹو گریو تصور کو برسوں تک استعمال میں لایا جاتا رہا جس میں اشیا سازی اور دوبارہ استعمال کے بعد اسے ترک کردیا جاتا تھا۔ پائیدار ترقی کے تصور کو ہندوستانی مینوفیکچرنگ کے شعبہ کو بہت فائدہ پہنچنے والا ہے۔ اس تصور کو اپنانے کے لئے ہندوستانی مینوفیکچرنگ کے شعبہ کو وزیراعظم

نریندر مودی کے 'میک ان انڈیا' مہم میں بہت لمبا سفر طے کرنا ہوگا جس کا تخیل ہندوستانی مینوفیکچرنگ بنیادی ڈھانچے کو جدید بنانے اور اسے حقیقت میں عالمی سطح پر مسابقتی بنانے کے لئے کیا گیا ہے۔ یہ اس لئے کیوں کہ چین جیسے ابھرتے ہوئے صنعتی چیلنج اور جرمنی جیسے صنعتی ملک جو کہ اپنی توانائی انرجی وینڈ کے ساتھ سامنے آرہا ہے جس میں اسی تکنیک کو اپنانے پر زور دے رہا ہے جو مینوفیکچرنگ سمیت متنوع شعبہ میں آب و ہوا کی تبدیلی کی شرائط کے عین مطابق ہو۔ زمین کی آب و ہوا کی تبدیلی کے مسائل سے نپٹنے کے لئے اپنائی جانے والی ان تمام تکنیکوں کے ابتدائی استعمال نے ان ممالک کو مینوفیکچرنگ ساز و سامان بنانے اور عمل کے لئے ایک ابتدائی سبقت دلادی ہے کہ پیداواریت میں اصلاح بھی ماحول کے مطابق ہوسکتی ہے۔ نتیجتاً ان تکنیکوں کو فروغ دیئے جانے میں ان ممالک میں جو مسابقت ہوگی، وہ کم سے کم مینوفیکچرنگ سرگرمیوں کی اہلیت کی بنیاد پر لگائی جائے گی جو بالآخر مینوفیکچرنگ کے شعبہ کی لاگت کو کم کردے گی اور منافع میں اضافہ کرے گی۔ اس لئے ہندوستان جیسی ایک ترقی پذیر معیشت کے لئے ایسی صحت مند ماحول دوست مینوفیکچرنگ تکنیک ماحولیات پر منڈلانے والے خطروں کے باوجود بھی فائدہ مند ہوگی۔ ہندوستانی مینوفیکچرنگ میں استحکام کے تصور کو لاگو کرنے کی کامیابی بہتر عملیات اور اعلیٰ سطحی مشینی آلات کی ترقی کی طرف لے جاسکتی ہے جس کی ضرورت پلین وینلا کے فیبری کیشن اور مصنوعی آلات میں ہوسکتی ہے جو خود کار مشینوں سے لے کر صحت مند اور فضائی شعبے تک پھیلے ہوئے ہیں۔ خاص کر ہندوستانی مشینی آلات صنعت کو یہ موقع بالکل ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہئے اور ایسے آلات کی ڈیزائن سازی کی چاہئے جو سبز پیمانوں کے مطابق ہوں اور مینوفیکچرنگ بنیادی ڈھانچے کو مضبوط کرسکیں۔ پائیدار مینوفیکچرنگ کا تصور میں سائنس اور انجینئرنگ میں اعلیٰ تکنیک کا استعمال اور ساتھ ہی تحقیق و ترقی کو فروغ دینا دونوں شامل ہے تاکہ پیداواری معیار اور ماحول پر کم از کم منفی اثرات مرتب ہوں۔ نتیجہ کے طور پر دنیا میں تکنیکی محاذ پر مقدم ہونے میں مدد ملے گی ہی، ساتھ ہی اس سے مختلف سطحوں پر روزگار کے نئے مواقع بھی ابھر کر سامنے آئیں گے۔ اس سے ہمارے پاس

ایسی ہنرمندی اور علم کا ذخیرہ جمع ہوجائے گا جس کی ضرورت دوسرے ممالک کو بھی ہوگی لیکن اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ہندوستانی مینوفیکچرنگ کی یہ تجدید ملک کو شہری اور دفاعی پیداوار کے شعبہ میں بھی خود کفیل بنانے میں مدد کرے گی۔

مینوفیکچرنگ شعبہ نئی تکنیک کے ایجاد کا بھی عمدہ موقع فراہم کرتا ہے جو پیداوار کے فروغ کے لئے اہمیت کا حامل ہے۔ ایسے مواقع اس وقت آتے ہیں جب کسی پیداوار کے فیبری کیشن کے کام کو انجام دیتے وقت ڈیزائن میں خلل پر غور کیا جاتا ہے۔ کسی پیداوار کو از سر نو ڈیزائن کرنا جو بے مثال ایجاد ہوسکتی ہے، وہ اس طرح کی رکاوٹوں کو دور کرسکتا ہے۔ ایسی رکاوٹیں ان عوامل کی بھی حوصلہ افزائی کرسکتی ہیں یا فیبری کیشن کے ایک نئے عمل کو جنم دے سکتی ہیں۔ دراصل ایسی ایجادات خاص طور پر مینوفیکچرنگ کے علاوہ دیگر شعبوں کو بھی متاثر کرسکتے ہیں۔ امریکہ کی موجودہ سرکار ان نقصانات کو محسوس کررہی ہے کیوں کہ اس کا بہت سارا مینوفیکچرنگ دوسرے ممالک میں چلا گیا ہے۔ اس نے حالیہ برسوں میں ایک نیشنل نیٹ ورک مینوفیکچرنگ انوویشن (این این ایم آئی) کی تشکیل کی ہے تاکہ عبوری طور سے مینوفیکچرنگ سرگرمیوں کی امریکی سرحد کے اندر ہی حوصلہ افزائی کی جاسکے۔ علاوہ ازیں حدود میں رہ کر ہندوستان کی ایجاد کرنے کی اہلیت کی شناخت اور اس سے ہر ممکن مستفید ہونے کی ضرورت ہے تاکہ فوری اور کم خرچ کی ایجادات کی جاسکیں۔ اس طرح کے ارزاں اور سستے پروڈکٹ کو بنانے کے بہت زیادہ امکانات ہیں جو معیار سے پر ہوں اور ہندوستانی سماج کے وسیع حلقوں کے لئے سستے اور سہل بھی ہوں تاکہ معیار زندگی میں عمدگی پیدا کی جاسکے اور وہ بھی صرف زمینی سطح پر نہیں بلکہ بڑی سطح پر ایک اہم بات ہے۔ ان ایجادات کی اس طرح کی چھوٹی پائیدار ترقی میں بھی معاون ہوگی جو دنیا بھر ترقی پذیر معیشتوں میں بیشتر مصنوعات اور خدمات میں پنہاں ہے۔

زیادہ تحقیق و ترقی کی ضرورت

مجموعی طور پر ہندوستانی مینوفیکچرنگ شعبہ کو زیادہ دیسی تحقیق و ترقی کی ضرورت ہے تاکہ اسے پائیدار ترقی کے تصور کے ساتھ مربوط کیا جاسکے۔ ہندوستان کی بڑھتی ہوئی ترقیاتی ضرورتوں کو پورا کرنے کے علاوہ اس طرح کی ترقی و تحقیق کی سرگرمیاں ہندوستانی مینوفیکچرنگ کو چین اور دیگر ترقی پذیر ممالک کے ساتھ عالمی قیادت بھی حاصل کرے گی جو صحت مند سبز تکنیکی شعبہ میں کام کررہے ہیں۔ ہندوستان میں مینوفیکچرنگ شعبہ کو حیات نو بخشنے کے لئے ہندوستان میں شاندار تحقیقی ادارے ہیں جن کی اہلیت کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ جن تحقیقی مراکز کا حوالہ دیا جاسکتا ہے، ان میں آئی آئی ٹی، انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائنس اور دیگر اہم ادارے ہیں جہاں اکیڈمک دنیا کے بہترین لوگ اور تحقیقی صلاحیتیں موجود ہیں۔ ساتھ ہی

بہت سارے دفاعی اور غیر دفاعی ادارے بھی ہیں جن سے جڑی ہوئی قومی لیبارٹریاں ہیں۔اس ہدف کو حاصل کرنے کے لئے ہندوستانی پرائیویٹ سیکٹر جن میں سے متعدد عالمی سطح کی کمپنیاں ہیں۔نیشنل لیبارٹریاں اور اکیڈمک دنیا مل کرایک مضبوط گٹھ جوڑ کر سکتے ہیں اور ہدف حاصل کر سکتے ہیں۔

پائیدار مینوفیکچرنگ کے لئے ممکنہ شعبے

مینوفیکچرنگ کے روایتی شعبو میں تحقیق کے علاوہ استحکام کے اعتبار سے دیکھیں تو ہندوستانی اکیڈمک دنیا اور صنعت کی چند تازہ تکنیکوں پر بھی توجہ مرکوز کرسکتے ہیں۔ تھری ڈی پرنٹنگ یا ایڈیٹو مینوفیکچرنگ تکنیک کی آمد ایک ایسی تکنیک ہے کہ اس نے حالیہ دہائی میں کل پرزوں کی مینوفیکچرنگ کے کچھ ایسے شعبوں میں بے مثال تبدیلی پیدا کردی ہے' خصوصا جو غیر دھات والے مادوں سے بنے ہیں۔ جہاں تک دھات کا تعلق ہے' تو یہ تکنیک ابھی ابتدائی مرحلہ میں ہی ہے اور خاص کر ان دھات والے مادوں کے لئے جن کا استعمال اہم شعبوں جیسے صحت یا ہوائی شعبوں میں کیا جاتا ہے۔امید ہے کہ اس موقع پر ہونے والی تحقیق سے مستقبل قریب میں اس خلیج کو پر کرنے میں کامیابی حاصل ہوگی' جن کل پرزوں کی پیداوار روایتی یا کٹاؤ والے مینوفیکچرنگ عمل کے تحت ہوتا تھا۔

ایڈیٹیو مینوفیکچرنگ میں ایسی اہلیت ہے کہ وہ وقت کی گردش کو کم کرسکتا ہے اور ایک مجموعی شکل فراہم کرسکتا ہے اور پھر سے روایتی عمل کی طرف سے لے جا کر کل پرزوں کو شکل دے سکتا ہے جیسا کہ حال میں تھری ڈی پرنٹنڈ پرزوں کے فیبری کیشن میں کیا جاتا ہے۔اس قدر متنوع شعبہ جس میں ایرو اسپیس بھی شامل ہے' مستحکم ترقی کے ہندوستانی نقطہ نظر سے زیادہ سے زیادہ تحقیق وترقی ایڈیٹو مینوفیکچرنگ شعبہ کی طرف سے کیا جاسکتا ہے تاکہ ممکنہ مینوفیکچرنگ کی اہلیت سے مکمل طور پر استفادہ کیا جاسکے' کم از کم کاربن فٹ پرنٹ پیدا ہو اور سستے پروڈکٹ کی ترقی ممکن بنانے کے لئے کم سے کم مقدار میں خام مال کی ضرورت ہو۔اس طرح کی تحقیق جس میں پائیدار ترقی اور رائج تکنیک کا مرکب ہو' وہ ہمارا ایک علاحدہ ہدف ہونا چاہئے جو دوسرے ممالک کو بھی ایکسپورٹ کی جاسکے۔ اس کے علاوہ ایڈیٹو مینوفیکچرنگ کا استعمال انہیں قائم کئے بغیر کل پرزوں کو جوڑنے اور ٹھیک کرنے میں بھی کیا جاسکتا ہے۔اس طرح سے پرزوں کو ٹھیک کرنے کی سہولت کریڈل ٹو کریڈل یعنی ایک استعمال سے دوسرے استعمال کے تصور میں بالکل موزوں لگتی ہے۔ساتھ ہی ایڈیٹو مینوفیکچرنگ تکنیک نئے مادوں کو بنانے اور ان کی جانچ کو بھی بڑھاوا دیتا ہے جن کا معیار بہتر ہوتا ہے اور جن کا نیا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

کچھ دیگر شعبے جن پر توجہ دینے کی ضرورت ہے' روبوٹ کے ساتھ آٹومیشن' آرٹی فیشل انٹلی جنس' بڑے ڈاٹا' اور کلاؤڈ کمپیوٹنگ۔ ایسے دیگر شعبوں بھی ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے ہر شعبہ میں وہ اہلیت ہے کہ وہ ہندوستانی مینوفیکچرنگ شعبہ کی تجدید کرسکے اور پائیدار ترقی کے ذریعہ ہماری ضرورتوں کو پورا کرسکے۔حالاں کہ ان نئے نظریات کو ہمارے ملک میں حاصل ہنر سے لبریز وسیع لیبر طبقہ اور مختلف سطح پر محنت کے مناسب استعمال سے بھی مربوط کرنے کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

یوجنا

آئندہ شمارے

مئی 2015: شعبہ سیاحت

جون 2015: متبادل ادویات

پر خاص ہوں گے۔

قلم کار حضرات سے گزارش ہے کہ وہ مذکورہ بالا موضوعات پر مضامین ارسال کریں۔مضمون کم از کم ایک ماہ قبل روانہ کریں۔ممکن ہو تو ای-میل کریں:

yojanaurdu.com@gmail.com

مضامین ارسال کرنے کا پتہ:

ایڈیٹر یوجنا (اردو) E-601' سوچنا بھون' سی جی او کمپلیکس' لودھی روڈ' نئی دہلی-110003

قارئین اپنی کاپیاں پیشگی بک کرالیں۔سالانہ چندہ اور خریداری کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں:

پتہ: بزنس منیجر' پبلی کیشنز ڈویژن' ایسٹ بلاک-4' لیول-7' آر-کے-پورم' نئی دہلی 110066

سی ویرامنی

'میک ان انڈیا' کے لئے

گلوبل پروڈکشن نیٹ ورک میں حصہ داری

مینوفیکچرنگ علاقے میں تیزی سے توسیع ہندوستان کی اقتصادی پالیسی کا ایک اہم مقصد ہے۔ 1956 میں دوسرے پنج سالہ منصوبے سے شروع اور حالیہ 'میک ان انڈیا' مہم کی ابتدا تک، پالیسی سازوں نے ہمیشہ ہندوستان کے مینوفیکچرنگ علاقے کو فروغ دینے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ ایک فطری سوال ہے کہ مینوفیکچرنگ کیوں؟ دنیا کے مختلف حصوں سے تاریخی شواہد ملکوں کی ترقی کے راستے میں صنعت کاری کے ناگزیر کردار کی عکاسی کرتے ہیں۔ مشرقی ایشیائی ممالک کا تجربہ، خصوصاً بتاتا ہے کہ صنعت کاری کی قیادت والی ایکسپورٹ غریبی کو کم کرنے اور مستحکم امپلائمنٹ جنریشن کے لیے ضروری ہے۔ ہندوستان جیسے ممالک میں، لیبرانٹین سیو مینوفیکچرنگ کی توسیع کم ہنر روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے ایک بہت بڑی صلاحیت فراہم کرتی ہے۔

1980 کی دہائی سے، ہندوستان کے مجموعی گھریلو مصنوعات کی ترقی کی کارکردگی میں ایک تبدیلی آئی ہے۔ پھر بھی، زراعت اور غیر زرعی سے زائد لیبر کے وسیع پول پر ٹرانفسر کے لحاظ سے ساختیاتی تبدیلی کا عمل میں رفتار نہیں ہے۔ 2011 سے 2013 کے دوران ہندوستان کی جی ڈی پی میں زراعت کا اوسط 18.1 فیصد تھا لیکن 2011 میں مکمل ورک فورس کا 48.9 فیصد ہی ملازمت دی گئی۔ (اقتصادی سروے، 2014-15)

زراعت کے متعلق اس طرح کی عدم توجہی بہتر نہیں ہے اور یہ بتاتی ہے کہ آخر غربت ابھی بھی ہندوستان میں کیوں برقرار ہے۔ چین اور دیگر مشرقی ایشیائی ممالک نے ترقی کے عمل نے لیبر کو زراعت سے لیبر انٹیسیو مینوفیکچرنگ میں منتقل کرنے کے روایتی طریقے کی پیروی کی۔ اس کے برعکس، ہندوستان نے صنعت کاری کے وسطی مرحلے کو چھوڑ کر براہ راست خدمات کی قیادت پر مبنی ترقی کے آخری مرحلے پر چھلانگ لگادی ہے۔

ترقی اور ہندوستان کے مینوفیکچرنگ علاقے کی ساخت: کچھ بے ضابطگیاں

ہندوستان کی ترقی کا راستہ سروس پروڈیوسنگ صنعتوں، بالخصوص ہنر مند لیبر فورس کو زیادہ روزگار دینے سے ہو کر گزرا ہے۔ ہندوستان کی جی ڈی پی میں شامل مینوفیکچرنگ ویلیو کی اوسط حصہ داری 13-2011 کے دوران 17.8 فیصد کے کم تر حصے پر برقرار رہی۔ (اقتصادی سروے، 2014-15)۔ عالمی موازنے بتاتے ہیں کہ ہندوستان کی جی ڈی پی کی حقیقی مینوفیکچرنگ کا شیئر چین کے اندازے کے شیئر سے بھی کم ہے۔ (اے ڈی بی، 2007)

ہندوستان کے تجارتی برآمدات میں 1992 کے 73.5 فیصد سے کم ہو کر 2012 میں 65 فیصد ہو گئی۔

اس کے برعکس چین میں 2012 میں مینوفیکچرنگ جی ڈی پی 32 فیصد شمار کیا گیا اور تجارتی برآمدات 94 فیصد رہا۔ 1992 اور 2012 کے درمیان مینوفیکچرنگ عالمی برآمدات میں چین کا شیئر 2.5 فیصد سے 16.8 فیصد کا مسلسل اضافہ ہوا جبکہ ہندوستان کے شیئر میں 0.6 سے 1.6 فیصد کی سست رفتار ترقی ہوئی۔

مینوفیکچرنگ سیکٹر میں ہندوستان کو ہنر اور کیپٹل انٹینسیو سرگرمیوں میں مہارت حاصل کرنے ہوگی۔ (کوچھار، ای ٹی اے ایل، 2006، اقتصادی سروے 2014-15) ملک میں سے تیزی سے بڑھ رہی برآمدات یا تو اسکلڈ لیبر انٹیسیو (جیسے دوا، دواسازی اور فائن کیمیکل) یا کیپٹل انٹیسیو (جیسے آٹوموبائلس اور اجزاء) ہوں گی۔ 1993 سے 2010 کے درمیان کیپٹل انٹینسیو پروڈکس کا شیئر دوگنا سے بھی زیادہ 25 فیصد سے 54 فیصد کے قریب تھا جبکہ غیر ہنر مند لیبر انٹینسیو پروڈکٹ میں 30 فیصد سے 15 فیصد یعنی نصف کے برابر کمی آئی تھی۔ (ویرامنی، 2012)۔ چین کے امپلائمنٹ انٹینسیو گروتھ کے بالمقابل ہندوستان کا مینوفیکچرنگ گروتھ کیپٹل انٹیسیو کے راستے کی پیروی کرتا رہا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ہندوستان کا حقیقی تقابلی فائدہ لیبر انٹینسیو سرگرمیوں میں نامناسب ہے۔

گلوبل پروڈکشن نیٹ ورک کی ترقی (GPNs)

عالمی پیمانے پر ٹیرف رکاوٹوں اور نقل وحمل اور مواصلات کے اخراجات میں ٹیکنالوجی کے سبب کمی نے مختلف ممالک میں مختلف مراحل پر ہونے والے مختلف صنعتوں کے پروڈکشن پروسیس کو ایک دوسرے سے جدا کرنا ممکن کردیا ہے۔ بین الاقوامی فریگمنٹیشن میں تیز رفتار ترقی، بالخصوص 1980 کی دہائی کے بعد سے، نے عالمی تجارت کے فطرت اور پیٹرن میں ایک بڑی تبدیلی کی راہ ہموار کی ہے۔ حتمی سازوسامان کے برعکس مصنوعات کے پروڈکشن سیکوینس یا اعمال کے خاص مراحل میں مہارت کے ذریعہ ممالک تیزی سے تجارت کے ساتھ وابستہ ہو رہے ہیں۔

پارٹس اور کمپونینٹس (پی اینڈ سی) کی تجارت میں حتمی سازوسامان سے تیزی سے ترقی ہوئی ہے، جیسا کہ

مضمون نگار ڈیولپمنٹ ریسرچ آف اندرا گاندھی انسٹی ٹیوٹ، ممبئی سے وابستہ ہیں۔

انٹرمیڈیٹ مصنوعات نے قومی بارڈر کو پروڈکشن مراحل میں کئی کئی بار پار کرلیا (مثال کے لیے ملاحظہ ہو،فینسترا 1998، ہومیلس ای ٹی اے ایل 2001، اتھوکورالہ، 2012، بالڈون اور لوپیز-گونزالیز، 2013)۔انٹر کنکٹیڈ پروڈکشن پروسیس سے برآمد ہونے والے تجارت کے اقسام جو سلسلہ وار، عمودی تجارتی سلسلہ جو کئی ممالک تک پھیلا ہوا ہے کو مختلف اصطلاحات کے تحت واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے جیسے فریگمنٹیشن ٹریڈ، مڈل پروڈکٹس میں تجارت، ٹاسک ٹریڈ اور عمودی خصوصی ٹریڈ

" گلوبل پروڈکشن نیٹ ورک " (GPN) کا تصور مختلف ممالک میں لیڈ یا ایک اہم فرم اور اس کے سپلائرز کے درمیان پیچیدہ لنک کا تجزیہ کرنے کے لئے تیار کیا گیا ہے۔گلوبل پروڈکشن نیٹ ورک کا مطلب ہے کہ تجارت صرف آخری مصنوعات کے ایکسچینج سے ہی نہیں بلکہ اس کی تعمیر کے لیے استعمال ہونے والے پی اینڈ سی کی ترقی سے بھی وابستہ ہے۔ ہر ملک پروڈکشن پروسیس کے کسی خاص فریگمینٹ میں مہارت رکھتا ہے جو اس کے تقابلی فائدے پر مبنی ہوتا ہے۔جس کو مختلف ممالک میں فیکٹر پرائسیس میں فرق اور فریگمینٹ کے فیکٹر کی شدت کے ذریعہ مقرر کیا جاتا ہے۔

الیکٹرانکس اور آٹو موبائل جیسی بعض صنعتوں میں، ٹیکنالوجی پروڈکشن پروسیس کی مجرد مراحل میں تقسیم کو ممکن کر دیتی ہے۔ان جیسی صنعتوں میں پروڈکشن پروسیس کا فریگمینٹ بہت چھوٹے اور زیادہ مخصوص اجزا کمپنیوں کو اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ پروڈکشن کے اجزا ان ممالک میں تلاش کریں جہاں شدت کے ساتھ استعمال کیے جانے والے ذرائع سستے داموں پر دستیاب ہیں۔

پیداوار کی یہ جغرافیائی تقسیم فریگمینٹیشن کی بنیاد پر کاروبار کو جنم دیتی ہے۔وافر مقدار میں مزدور والے ممالک (’فیکٹری معیشتیں) جیسے چین کا مقصد کم ہنر والے لیبر انٹینسیو سرگرمیوں میں مہارت حاصل کرنا ہے جو حتمی ساز وسامان کے پروڈکشن میں مصروف ہو جبکہ کیپٹل اور ہنر مند انٹینسیو سرگرمیاں ان ممالک میں انجام دی جاتی ہیں جہاں یہ عوامل وافر ہیں (’ہیڈ کوارٹرا کونومیز)۔

اس طرح عالمی کمپنیاں شاید پروڈکشن کے مراحل (جیسے آر اینڈ ڈی اور مارکیٹنگ) میں ہنر اور نالج انٹینسیو کو ہائی انکم ہیڈ کوارٹر (جیسے امریکہ، یوروپین یونین اور جاپان) میں برقرار رکھ سکتی ہیں لیکن تمام یا ان کے پروڈکشن کے اجزا کو کم اجرت والے ممالک (جیسے چین اور ویتنام) میں بھی تلاش کر سکتی ہیں۔

اسی وجہ سے پروڈکشن نیٹ ورک کی ترقی پھیلی ہوئی ہے، اس کی ترقی مشرقی ایشیا اور چین میں خاص طور پر متاثر کن رہی ہے۔کئی امپیریل اسٹڈیز کے مطابق انٹرا اور ایکسٹرا ریجنل ٹریڈ کی اعلی سطح ,فریگمینٹیشن اور عمودی مہارت پر مبنی ہے اور یہی مشرقی ایشیائی ممالک (اتھوکورالہ اینڈ یامشتا، 2006،اتھوکورالہ، 2012) کی ایکسپورٹ کی کامیابی کا راز ہے۔1990 کی دہائی کے بعد سے چین کی برآمدات افزودگی پالیسیاں زیادہ تر عالمی پیداوار نیٹ ورک کے ساتھ اپنے گھریلو صنعتوں کو ضم کرنے کی حکمت عملی پر منحصر رہی ہیں۔مشرقی ایشیا کی طرح نہیں لیکن مضبوط پروڈکشن نیٹ ورک یوروپ (جیسے جرمنی اور ہنگری رچیکوسلوکیہ کے درمیان) اور نارتھ امریکہ (نافٹا کے اندر اندر) میں موجود ہے۔

عالمی پیداوار نیٹ ورک میں چین کی شراکت کا مظہر اس کے برآمدات میں مشینری آئٹم میں ترقی ہے۔ 2010 میں، مشینری اور نقل وحمل کے سامان نے چین کے ایکسپورٹ میں 52 فیصد کی شراکت داری نبھائی اور یہ اس پروڈکٹ کے زمرے میں دنیا کا تقریباً 20 فیصد ہے۔چین کی مشینری ایکسپورٹ میں تیز رفتار ترقی کی وجہ اس کا علاقائی اور گلوبل پروڈکشن نیٹ ورک کے ساتھ اعلی انضمام ہے۔(اتھوکورالہ ،2012)

خاص طور پر، درآمد کئے گئے پارٹس اور اجزاء کی بنیاد پر، چین الیکٹریکل اور الیکٹرانک سامان اسمبلی کے لئے ایک عالمی مرکز کے طور پر ابھر کر سامنے آیا ہے۔عام طور پر، چین مشرقی ایشیا کے دیگر حصوں سے پارٹس اور اجزاء درآمد کرتا ہے اور امریکہ اور یورپ کو تیار مال کے طور پر ایکسپورٹ کرتا ہے۔

جب سے امپورٹیڈ پارٹس یا اجزا کی پروسیسنگ یا اسمبلی کی حکمت عملی سامنے آئی ہے، تب سے ایکسپورٹ سامانوں کی گھریلو ویلیو پر یونٹ ایڈ کی گئی ہے جو عام طور پر بہت اچھی نہیں ہے۔تاہم جب سے آپریشن کے پیمانے میں عام طور توسیع ہوئی ہے، ان سرگرمیوں سے کل گھریلو ویلیو میں اضافہ نے چین میں اوورسیز کارکنوں کی ایک بڑی تعداد کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

گلوبل پروڈکشن نیٹ ورکس میں ہندوستان کا حصہ

اس کے برعکس، اس کے کیپٹل اور اسکل انٹینسیو پروڈکٹ لائن میں اپنی خاص نوعیت کی مہارت کی وجہ سے ہندوستان نے مینوفیکچرنگ صنعتوں میں عمودی مربوط عالمی اور علاقائی سپلائی سلسلے کو روک دیا ہے۔مشرقی ایشیا کے تجربے بتاتے ہیں کہ ہندوستان کے مینوفیکچرنگ سیکٹر کی کم تر کارکردگی کے لئے اہم وجوہات میں سے ایک گلوبل پروڈکٹ نیٹ ورک میں اس کی شراکت کا فقدان ہے۔

کروگر (2010، پی پی 424) کے مطابق ’’ہندوستان بہت سی غیر ہنر مند لیبر صنعتوں میں ہندوستان کو ایک ایکسپورٹ پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کرنے کے لیے غیر ملکی سرمایہ کاروں کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا ہے جنہیں وسطی اور جنوب مشرقی ایشیا نے اپنی طرف متوجہ کیا ہے۔

اتھوکورالہ (2014) کے مطابق ہندوستان اب تک الیکٹرانکس اور بجلی کے سامان میں گلوبل پروڈکٹ نیٹ ورک میں فٹ ہونے میں ناکام رہی ہے جو کہ چین اور دیگر اعلی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے مشرقی ایشیائی ممالک میں ایکسپورٹ ڈائنامزم کے پرائم موورس ہیں۔ الیکٹرانکس اور بجلی کے سامان کی صنعتوں میں کئی بڑی ملٹی نیشنل انٹرپرائزیز نے ہندوستان میں پروڈکشن اڈے قائم کیے ہیں تاہم وہ بنیادی طور پر گھریلو مارکیٹ کے لئے پروڈکشن کر رہے ہیں۔تاہم آٹو موبائل صنعت کی تعلق سے، تحقیق عالمی پیداوار نیٹ ورک کے ساتھ ہندوستان کے انضمام میں ایک مستحکم ترقی کا اشارہ دیتی ہے (تیواری، ویرامنی اور سنگھ، اتھوکورالہ، 2015)۔اہم آٹو موبائل کمپنیوں کی ایک تعداد نے بھارت میں اسمبلی پلانٹس قائم کیا ہے اور ان میں سے کچھ نے اپنے گلوبل پروڈکشن نیٹ ورک کے لیے ہندوستان کو ایک ایکسپورٹ اڈے کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ 2000 کی دہائی کے آغاز سے، اسمبلڈ کاروں (مکمل طور پر بنائی گئی یونٹس) کے ہندوستان کے ایکسپورٹ میں آٹو موبائل کے حصوں کے مقابلے میں

کافی تیز شرح سے اضافہ ہوا ہے۔(اتھوکورالہ، 2014)
مجموعی طور پر ہندوستان کے اسمبلڈ گاڑیوں کے ایکسپورٹ میں کچھ ترقی ملتی ہے اور ملک فریگمینٹیشن کی بنیاد پر کاروبار خصوصاً بجلی اور الیکٹرانکس کے سامان میں، ایک معمولی کردار ادا کررہا ہے۔

جی پی این میں ہندوستان کی پسماندگی کیا ظاہر کرتی ہے؟

اپنی لیبر انٹینسیو صنعتی سرگرمیوں کے لیے حوصلہ شکن پالیسیوں کی وجہ سے ہندوستان عالمی عمودی پیداوار سیریز کے ساتھ گھریلو مینوفیکچرنگ کے انضمام میں دوسرے تیز ترقی کرنے والے ایشیائی ممالک سے پیچھے ہے۔ ہندوستان کی درآمدات متبادل پالیسی حکومت کیپٹل اور اسکل انٹینسیو مینوفیکچرنگ میں تعصب پیدا کرتی رہی ہے اور 1991 سے اس تعصب کو دور کرنے کے لئے اصلاحات کو مناسب وسعت نہیں دی گئی۔ 1991 کے بعد پالیسی میں تبدیلی نے داخلے کی رکاوٹوں کو کم کر کے پروڈکٹ مارکیٹ لبرلائزیشن میں اصلاحات کی سمت میں ایک طویل سفر کیا ہے۔ فیکٹر مارکیٹس (لیبر اور زمین) اب بھی سنگین بگاڑ اور حوصلہ افزا پالیسیوں کے جمود کی شکار ہیں۔ خاص طور پر، ہندوستان کے قدیمی لیبر قوانین سنگین رکاوٹوں کو جگہ دے رہے ہیں اسی وجہ سے بڑی کمپنیوں کی لیبر انٹینسیو سرگرمیوں اور ٹیکنالوجی کو منتخب کرنے میں حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔(کروگر 2010، کوچھارای ٹی، اے ایل 2006، پناگاریہ 2007) ۔حکومت کی لیبر مارکیٹ میں مداخلت لیبر انٹینسیو مینوفیکچرنگ کے خلاف انسینٹیو اسٹرکچر سے تعصب کے غیر متوقع نتائج برآمد کرتی ہے۔
انوارڈ ایف ڈی آئی نے چین کے مینوفیکچرنگ کو عالمی عمودی پیداوار سلسلے کے ضم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ چین کے مینوفیکچرنگ سیکٹر میں براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کا بہاؤ فطری طور پر عمودی (ایکسپورٹ کو فروغ دینے کے لیے) ہے، جو کثیر القومی کمپنیوں کی طرف سے پیداوار کے عمل کے بین الاقوامی فریگمینٹیشن کی نمائندگی کرتا ہے۔

اس کے برعکس، ہندوستان میں انوارڈ ایف ڈی آئی بنیادی طور پر عمودی کے بجائے افقی (مارکیٹ کی مانگ) ہے۔
اس ظاہر کرتا ہے کہ ہندوستان عمودی ایف ڈی آئی کے بجائے افقی ایف ڈی آئی کو متوجہ کرتا ہے جبکہ چین کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ سب سے پہلے، یہاں ہندوستان کی ٹیرف کی شرح کے مطابق افقی سرمایہ کاری جمپنگ ٹیرف کو شروع کرنے کے لیے کثیر القومی کمپنیاں 1991 کے بعد سے کمی کے باوجود ایک طاقتور محرک کے طور پر موجود ہیں، جو 2007 میں نسبتاً زیادہ ہوگیا۔ ہائر ٹیرف کی شرح ہندوستان کو عمودی سرمایہ کاری کے لئے نسبتاً زیادہ ناپسندیدہ منزل بنادے گی۔
دوسرا، عمودی مہارت کی بھی ہندوستان میں حوصلہ شکنی ہوئی جو ممنوعہ لیبر قوانین، ناکافی بنیادی ڈھانچے، ایک بھاری ریگولیٹری ماحول، ایک غیر فعال تحویل اراضی کے عمل، اور کمزور کاروبار سہولت کی بھی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ یہ مسائل اس شعبے کے ممالک بطور خاص مشرقی ایشیا میں متحرک برآمدات پر مبنی معیشتوں کے درمیان ہندوستان کی کم تر درجہ بندی کے مظہر ہیں۔ ورلڈ بینک کے سالانہ 'ڈوانگ بزنس 2015' نے ہندوستان کو 189 ممالک کی سالانہ درجہ بندی 142 واں مقام دیا جبکہ چین 90 کے بہت بہتر مقام پر فائز ہے۔
بجلی کی کمی، سرمایہ اور اسکل انٹینسیو صنعتوں جیسے آٹو موبائل دواسازی کے ساتھ وہ بجلی کی اعلی قیمت کے اندرونی ذرائع پر انحصار کرنے کی پوزیشن میں ہو سکتے ہیں۔ تاہم یہ آپشن عام طور پر کم مارجن کے ساتھ کام کرنے والے لیبر انٹینسیو کمپنیوں کے لئے قابل برداشت نہیں ہے۔

ترقی کا راستہ

مینوفیکچرنگ کے لیے ایک کم قیمت والی جگہ کی چین کی تصویر تیزی سے بدل رہی ہے اس کی وجہ لیبر کی کمی اور اجرت میں اضافہ ہے جس کے نتیجے میں چین اپنی مہارت کو بیسک سے نسبتاً زیادہ نفیس مینوفیکچرنگ میں بدلنا چاہتا ہے۔ بڑھ رہی مزدوری لاگت کے ساتھ، لیبر انسینٹیو صنعتوں میں چینی کمپنیاں تیزی سے دباؤ میں آرہی ہیں

اور وہ ویتنام اور انڈونیشیا جیسے دیگر کم لاگت والے مقامات تلاش میں مصروف ہیں۔ اس تناظر میں ایک اہم سوال ہے، کہ کیا ہندوستان دنیا کی اگلی ورکشاپ ہوسکتا ہے؟ روزگار پیدا کرنے کے لئے مینوفیکچرنگ علاقے کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے وزیر اعظم نے حال ہی میں ہندوستان کے مینوفیکچرنگ علاقے کو فروغ دینے کے مقصد سے 'میک ان انڈیا' مہم شروع کی ہے۔ ان نئے اقدامات کو مینوفیکچرنگ صنعتوں میں گلوبل پروڈکشن نیٹ ورک کے تناظر میں مناسب طور پر اختیار کرنا بہت اہم ہے۔ گلوبل پروڈکشن نیٹ ورک کے ساتھ گھریلو صنعتوں کا زیادہ سے زیادہ انضمام "میک ان انڈیا" پہل کا ایک لازمی حصہ ہونا چاہئے۔ جو سب سے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ایسا ماحول بنایا جائے جو صنعت کاروں کو آزادانہ طور پر مختلف صنعتوں کے عمودی مربوط عالمی سپلائی سلسلے کو تلاش اور شناخت کرنے کی اجازت دیتا ہو۔ امپورٹیڈ پارٹس اور اجزاء پر مبنی ہندوستان میں کئی صنعتوں میں آخری اسمبلی کے لئے ایک اہم مرکز کے طور پر ابھر کر سامنے آنے کی بھرپور صلاحیت ہے۔
تاہم، فائنل گڈس اسمبلی کے لیے توسیعی ٹیرف کے تحفظ کی آزمائش کا مقابلہ کرنا بہت اہم ہے کیونکہ نااہلیوں کی افزائش کا اس پر برا اثر پڑے گا۔ مختلف طرح کی تجارتوں جیسے گھریلو، غیر ملکی اور جوائنٹ وینچر کے لیے ایک سطح کا میدان بنانا ضروری ہے۔ سامان کی گھریلو مارکیٹ کو اسی طرح کنٹیسٹ ایبل ہونا چاہیے جیسے ایکسپورٹ مارکیٹ کے لیے دنیا بھر کے مقابل سپلائرز ہوتے ہیں۔
مناسب سماجی تحفظ کے ساتھ ایک لچکدار لیبر مارکیٹ، ہندوستان میں لیبر انٹینسیو مینوفیکچرنگ کی ترقی کے لئے ایک اہم اور ضروری شرط ہے۔ حال کے دور میں راجستھان جیسی ریاستوں میں لیبر قوانین میں ترمیم اور کاروبار کرنا آسان اور بہتر بنانے کی کوشش سے صحیح سمت کا پتہ چلتا ہے۔

☆☆☆

کستوری چکرورتی / منیش مشرا

'میک ان انڈیا' کی ضرورت

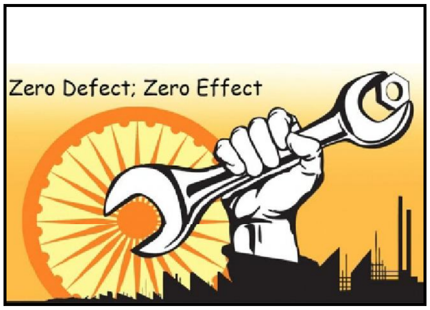

گذشتہ چند برسوں کے دوران، جب دنیا کے بیشتر ترقی یافتہ ممالک مالی کساد بازاری اور قرض کے بحران سے نکلنے کیلئے سخت جدوجہد کررہے تھے، ہندوستان دنیا کی تیزی سے ترقی کرنے والی معیشتوں میں تھا۔ وزارت شماریات اور پروگرام نفاذ (MOSPI) نے جی ڈی پی کا تخمینہ لگانے کا جو نیا طریقہ کار 31 جنوری 2015 کو جاری کیا ہے اس کی بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ملک بڑی تیزی سے ترقی کررہا ہے۔ لیکن کیا ہم بھی اس حصولیابی کی رفتار سے ہم آہنگ ہیں؟ شاید نہیں، کیوں کہ اقتصادی ترقی کے فوائد کو پورے سماج میں یکساں طور پر تقسیم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور ہم یہاں پیچھے ہیں۔ کسی معیشت کی ترقی صرف ترقی کی شرح پر منحصر نہیں کرتی۔ یہ اس وقت آگے بڑھتی ہے جب اقتصادی ترقی کے فوائد حقیقت سے سماج کے نچلے طبقات بھی بہرہ ور ہوتے ہیں۔

ہندوستان ایسا ملک ہے جہاں پچھلے کئی عشروں کے دوران جی ڈی پی میں ترقی سروس سیکٹر کی مرہون منت ہے، تاہم سروس سیکٹر کی قیادت والی ترقی بڑی حد تک بے روزگار ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں بے روزگار آبادی کا ایک بڑا حصہ وجود میں آجاتا ہے۔ ہندوستان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کی بڑی آبادی اس کا اثاثہ ہے، جس کی اکثریت کام کرنے والے عمر سے تعلق رکھتی ہے، دراصل یہ ایک دو دھاری تلوار کی طرح ہے۔ اس لئے حکومت اور پالیسی سازوں نے ہندوستان کی ترقی کے اسباب پر غور کرنا شروع کردیا ہے اور اس کی خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ یہاں مینوفیکچرنگ سیکٹر کا رول کافی اہم ہوجاتا ہے۔ ملک کو ایک خود انحصار معیشت بنانے اور روزگار فراہم کرنے، دونوں ہی اعتبار سے۔

نظریاتی منظرنامہ: یہ بات تاریخی طور پر دیکھی گئی ہے کہ کسی بھی اقتصادی ترقی کے مختلف مراحل کو تین وسیع زمروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلا مرحلہ روایتی سماج ہے جہاں کام کرنے والوں کی اکثریت زرعی سرگرمیوں میں مصروف رہتی ہے، جس کے بعد صنعت کاری کا مرحلہ آتا ہے جہاں بڑے مینوفیکچرنگ سیکٹر وجود میں آتے ہیں، جو ترقی کو طے کرتے ہیں اور آخر میں ترقی یافتہ معیشتوں کا نمبر آتا ہے جو اپنے سروس سیکٹر میں ترقی کی وجہ سے آگے بڑھتی ہیں۔ ترقی کا یہ پیٹرن بالعموم ان تمام ملکوں میں دکھائی دیتا ہے جنہیں آج ترقی یافتہ ممالک کہا جاتا ہے، ان میں امریکہ، برطانیہ، اور جرمنی قابل ذکر ہیں۔ ایشیا اور جنوب مشرقی ایشیاء کی ابھرتی ہوئی معیشتوں مثلاً جنوبی کوریا،، چین، تائیوان اور ویت نام بھی ترقی کی اسی راستے پر گامزن ہیں۔

ہندوستان میں مینوفیکچرنگ کی ضرورت کیوں ہے؟

ہندوستان کا شعبہ جاتی ترقی کا پیٹرن: ہندوستان نے بہرحال ترقی کے روایتی نظریات سے الگ ہٹ کر ترقی کا ایک مختلف راستہ اپنایا۔ منصوبہ بندی کی مدتوں کے دوران ترقی کی شرح میں، ایک مختصر عبوری دور کو چھوڑ کر، مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ آزادی کے بعد کے پہلے چند برسوں کے دوران ہندوستان کی جی ڈی پی میں زراعت کا حصہ 50 فیصد سے زیادہ ہوتا تھا، سروسز کا حصہ تقریباً 30 فیصد اور انڈسٹری کا حصہ 20 فیصد سے کم ہوتا تھا۔ لیکن 1990 کی دہائی کے بعد اس میں اس وقت ایک نمایاں تبدیلی آئی جب معیشت سروس میں ترقی کی بنیاد پر آگے بڑھتی گئی۔ (چارٹ 1)۔

اس کے بعد سے زراعت کا حصہ مسلسل گھٹتا گیا اور سروسز کا حصہ مسلسل بڑھتا رہا اور حالیہ برسوں میں جی ڈی پی میں اس کا حصہ بڑھ کا تقریباً 60 فیصد تک پہونچ گیا۔ ہندوستان نے ترقی کا ایک مخصوص راستہ اختیار کیا

کستوری چکرورتی انڈین اکنامک سروس سے وابستہ ہیں اور اس وقت نیتی آیوگ، نئی دہلی میں ریسرچ آفیسر کے عہدہ پر فائز ہیں۔
ای میل۔ kasturic9@gmail.com
منیش مشرا انڈین ریونیو سروس سے تعلق رکھتے ہیں اور اس وقت دفتر کمشنر سنٹرل ایکسائز اور سروس ٹیکس، روہتک میں اسسٹنٹ کمشنر کے عہدہ پر تعینات ہیں۔
ای میل: manishmishrairs@gmail.com

اوردیگر ترقی یافتہ ملکوں کے برخلاف اس نے زراعت سے براہ راست سروس سیکٹر کی طرف چھلانگ لگادی، جو جی ڈی پی کا سب سے بڑا ذریعہ بن گیا۔ 1951-2014 کی پوری مدت کے دوران مجموعی جی ڈی پی میں صنعتی سیکٹر کا تعاون مختلف رہا، یہ اس پوری مدت میں 26-16 فیصد کے درمیان گھٹتا بڑھتا رہا۔ صنعتی سیکٹر کے لئے یہ رجحان باعث تشویش ہے، کیوں کہ اشیاء کی پیداوار اور ملک کے افرادی قوت کو روزگار فراہم کرنے، دونوں ہی کے لحاظ سے صنعت اور مینوفیکچرنگ معیشت کی حقیقی ترقی کی بنیاد بنتے ہیں۔ ترقی اور جی ڈی پی میں شعبہ جاتی تعاون میں تبدیلیوں کو اثرات کو سمجھنے کے لئے ہمیں روزگار۔ بے روزگاری کے منظرنامہ پر غور کرنے کی ضرورت ہے، جو سماج کے تمام طبقات تک اقتصادی ترقی کے ثمرات کو جانچنے کا اہم پیمانہ ہے۔

ہندوستان کو بلا شبہ سروسز میں فطری تقابلی برتری حاصل ہے، بھگوتی نے اسے 'منتشر اثر' کا نام دیا ہے، جس کے مطابق معیشتوں، کے درجہ کمال تک پہونچنے کے بعد صنعتیں مختلف طرح کی سرگرمیوں مثلاً قانونی اور سیکورٹی سروسز، ریسرچ اور ڈیولپمنٹ وغیرہ کو، ماہرین کو، آوٹ سورس کرنے لگتی ہیں، جس سے جی ڈی پی میں سروسز کا حصہ بڑھ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان کو فطری طور پر کم لاگت پر افرادی قوت کی دستیابی کے لحاظ سے بھی برتری حاصل ہے۔ مزید برآں معیشت میں فی کس آمدنی میں ترقی کے ساتھ ہی سروس سیکٹر مثلاً تعلیم، صحت اورمیڈیکل سرویسز، کمیونیکیشن وغیرہ پر خرچ کرنے کا رجحان بھی بڑھ جاتا ہے۔

بے روزگاری کا منظر نامہ

جدول 1 : بے روزگاری کا منظر نامہ

سال	کرنٹ ڈیلی اسٹیٹس (سی ڈی اایس) بے روزگاری کی فیصد شرح
1999-00	7.3
2004-05	8.2
2009-10	6.6
2011-12	5.6

ذریعہ: اکنامک سروے 2014-15 سروس پر مبنی ترقی:

جدول 2 سے یہ واضح ہے کہ ہندوستانی معیشت کے روزگار کا ڈھانچہ مختلف سیکٹروں کے تعاون کے مطابق تبدیل نہیں ہوا ہے۔ جی ڈی پی میں شعبہ جاتی تعاون اور مختلف ادوار میں شعبہ جاتی روزگار کا پیٹرن کا یہ تجزیہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ہندوستان میں سروسز ترقی کی راہ پر بڑھتی رہی ہے، اس سے ترقی کی شرح میں اضافہ ہوا ہے، تاہم

چارٹ 1: جی ڈی پی میں مختلف شعبوں کا تعاون (2004-05 کی قیمتوں کی بنیاد پر جی ڈی پی کا فیصد حصہ)

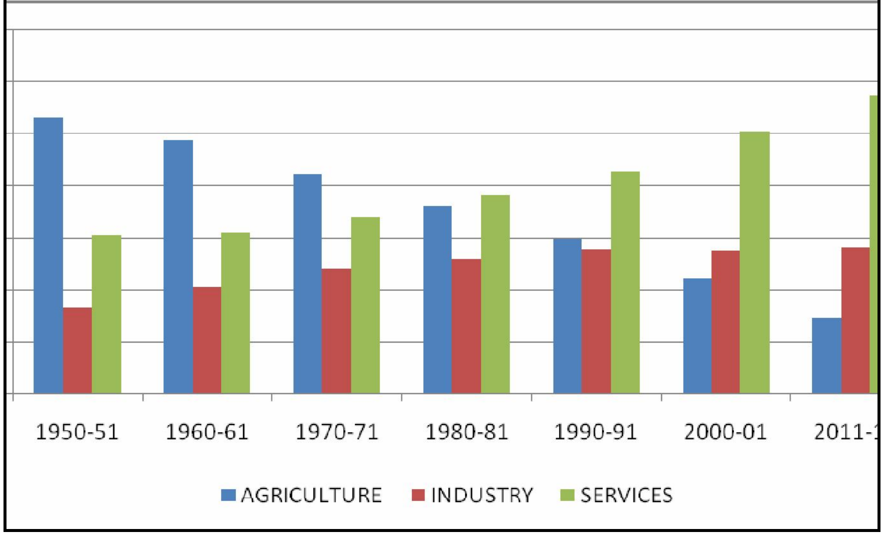

ذریعہ: ریزرو بینک آف انڈیا اور اکنامک سروے

یہ ایک بے روزگار ترقی رہی ہے اور ہندوستان میں ایک مساوی ترقی کے دیرینہ مقاصد کو حاصل کرنے میں بڑی حد تک کامیاب نہیں ہوسکی ہے۔

یہیں پر مارکیٹ کو متعین کرنے والے سروس سیکٹر میں ریاست کی مداخلت کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تاکہ مینوفیکچرنگ سیکٹر کو تقویت فراہم کی جائے اوراب تک کی ترقی میں جو خامیاں رہ گئی ہیں انہیں دور کیا جا سکے۔

مینوفیکچرنگ سیکٹر پر توجہ کی ضرورت

آبادی اور مانگ کے پیٹرن کے لحاظ سے ہندوستان ایک منفرد ملک ہے۔ ہمارے عزت مآب وزیراعظم نے حال ہی میں کہا تھا کہ ہندوستان اپنی 3D خوبیوں یعنی ڈیموکریسی، ڈیمانڈ اور ڈیموگرافی (جمہوریت، مانگ اور آبادی) کے لحاظ سے ایک منفرد ملک ہے۔ یہاں گھریلو صارفین کی بڑی تعداد ہے اور فی کس آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ کی وجہ سے گھریلو مانگ میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ جب کہ سپلائی کے لحاظ سے ہندوستان میں معاشی طور پر سرگرم آبادی کی تعداد جو 1991 میں 57.7 فیصد تھی 2013 میں بڑھ کر 63.3 فیصد ہوگئی (اکنامک سروے 2014-15)۔ یہ ہندوستان کے لئے ڈیمانڈ۔ سپلائی رشتوں کو بھی اجاگر کرتا ہے اور اس بات کا مظہر ہے کہ ہندوستان دنیا کے ایک بڑے مینوفیکچرنگ ملک کے طور پر ابھرے گا۔ جب مینوفیکچرنگ کی سرگرمیوں کا کچھ حصہ ایکسپورٹ سیکٹر کی طرف منتقل ہوگا تو حصولیابیاں کئی گنا بڑھ جائیں گی۔

ہندوستانی مینوفیکچرنگ کی صحت

آزادی کے بعد سے صنعتی پیداوار کے مرحلے کو، 1990 کی دہائی کے اوائل میں معیشت کو کھولنے تک، صنعتی سیکٹر کی کارکردگی کی بنیاد پر بالعموم تین مرحلوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔1951 سے 1965 کا دور جب (مہالانوبس ماڈل کی بنیاد پر) صنعتی پیداوار میں کافی تیزی آئی، 1965 سے 1980 کا دور جب صنعتی گراوٹ کا دور شروع ہوا اور 1981 سے 1991 کا دور جب صنعت میں تھوڑی بہتری دکھائی دی۔اس کے بعد کا دور صنعت کے لئے عمومی طور پر اور مینوفیکچرنگ کے لئے خصوصی طور پر ملا جلا رہا اور گیارہویں منصوبہ تک اوسطاً 7-5 فیصد کی شرح سے ترقی ہوئی۔تاہم بارہویں منصوبہ (2012 کے بعد سے) کے دور کے بعد مینوفیکچرنگ میں تقریباً جمود کا دور دکھائی دے رہا ہے۔ اکنامک سروے 13-2012 میں کہا گیا ہے کہ دو سال یعنی 13-2012 اور 14-2013 خاص طور پر مینوفیکچرنگ سیکٹر کے لئے مایوس کن رہا کیوں کہ اس میں سالانہ اوسطاً 0.2 فیصد کی شرح سے ترقی ہوئی۔

تاہم سروے میں متنبہ کیا گیا ہے کہ پچھلے دو برسوں کے دوران مینوفیکچرنگ میں ترقی کے اعداد وشمار کی تشریح میں، سی ایس او کے ذریعہ نظر ثانی کے امکانات کے مدنظر، احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ایسا اس لئے کہ مینوفیکچرنگ سیکٹر میں شمولیت قدر کے ابتدائی اندازے آئی آئی پی پر مبنی ہیں جب کہ دوسرے اور تیسرے ترمیم شدہ اندازے صنعتوں کے سالانہ سروے (اے ایس آئی) کے زیادہ تفصیلی اعداد وشمار پر مبنی ہیں۔مینوفیکچرنگ سیکٹر میں ترقی کے اندازوں کے متعلق مذکورہ بالا مسئلہ اعداد وشمار کے نئے سلسلہ سے مزید پیچیدہ ہوگیا ہے۔

نئی بنیاد پر مینوفیکچرنگ ترقی کا تخمینہ لگانا

نئے اور پرانے طریقہ کار میں مینوفیکچرنگ سیکٹر میں ترقی کے اعداد وشمار میں کافی فرق ہے (13-2012 اور 14-2013 میں 5 فیصد سے زیادہ)۔یہ فرق حقیقی سے زیادہ اعداد وشمار کا ہے، اور اس کا جزوی سبب وزارت کارپوریٹ امور کی ای گورننس پہل کے ذریعہ زیادہ جامع اور وسیع اعداد وشمار کا یکجا کیا جانا ہے۔ اس کے علاوہ مینوفیکچرنگ سیکٹر میں مینوفیکچرنگ کمپنیوں کے ذریعہ کی جانے والی تجارت کو بھی اس میں شامل کرلیا گیا ہے جو پہلے سروس سیکٹر کے اندر رکھا جاتا تھا۔مینوفیکچرنگ سیکٹر میں حقیقی ترقی ٹکسٹائل، ملبوسات اور چمڑے کے مصنوعات میں ہوئی جو 13-2012 اور 14-2013 کے دوران اوسطاً 17.7 فیصد رہی۔

(اکنامک سروے 15-2014)۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہندوستان میں زیادہ پیداواری صلاحیت والے رجسٹرڈ مینوفیکچرنگ سیکٹر میں اعلی ترقی کے لئے کلیدی سیکٹر بننے کے تمام امکانات موجود ہیں۔رجسٹرڈ سیکٹر کی پیداواریت غیر رجسٹرڈ مینوفیکچرنگ سیکٹر کے مقابلے 7.2 گنا زیادہ ہے- (اکنامک سروے 15-2014)۔

مینوفیکچرنگ سیکٹر میں رکاوٹیں

مینوفیکچرنگ سیکٹر اب بھی اراضی کو ایکوائر کرنے، باز آبادکاری، مختلف طرح کے قوانین اور ضابطوں کو پورا کرنے، انٹرپرینیورس کے لئے شفافیت کا فقدان، کوئی فیکٹری قائم کرنے کے لئے کلیئرنس حاصل کرنے کا پیچیدہ نظام، بجلی اور پانی کی سپلائی جیسے مسائل سے دوچار ہے۔ اکنامک سروے 15-2014 میں کہا گیا ہے کہ مینوفیکچرنگ سیکٹر ان سیکٹروں میں سے ایک ہے جس میں رکے ہوئے پروجیکٹوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔جو بڑے مینوفیکچرنگ سیکٹر تعطل کا شکار ہیں ان میں اسٹیل، سیمنٹ، گارمینٹ اور پروسیسڈ فوڈ شامل ہیں۔فنڈ کی کمی، مانگ اور ناموافق مارکیٹ حالات کی وجہ سے 212 مینوفیکچرنگ پروجیکٹ رکے ہوئے ہیں۔

مینوفیکچرنگ سیکٹر کی تقویت کے لئے پالیسیاں: مینوفیکچرنگ سیکٹر دو

جدول 2: شعبہ جاتی روزگار پیٹرن میں تبدیلی

سال	زراعت اور متعلقہ	صنعت	سروسز
1951	72.1	10.6	17.3
1991	66.9	12.7	20.4
2009-10	53.2	21.5	25.3

جدول 3: صنعت میں ترقی میں تبدیلی (مستقل قیمت) فیصد۔

	2012-13		2013-14		2014-15	
	2004-05 سریز	2011-12 سریز	2004-05 سریز	2011-12 سریز	2004-05 سریز	2011-12 سریز
مینوفیکچرنگ	1.1	6.2	-0.7	5.5	NA	6.8
صنعت	1.0	2.4	0.4	4.5	NA	5.9

ذریعہ: اکنامک سروے 15-2014

بڑے شرکاء کے گرد گھومتا ہے، انٹرپرینیورس اور ورکرس۔حکومت ان دونوں کے درمیان توازن قائم کرنے اور ایک دوسرے سے مربوط کرنے کا کام کرتی ہے اور دونوں فریقین کو مناسب سہولیات فراہم کرتی ہے تاکہ یہ نظام کسی رکاوٹ کے بغیر کام کرتا رہے۔یہیں حکومت کی طرف سے بنائی گئی پالیسیاں اور پروگرام اپنا کام کرتے ہیں اور یہ مینوفیکچرنگ سیکٹر کے لئے مجموعی طور پر ایک کیٹالسٹ کا کام کرتے ہیں۔

’میک ان انڈیا‘ کیوں؟

میک ان انڈیا، ہندوستان کو ایک عالمی مینوفیکچرنگ مرکز میں تبدیل کرنے کے لئے بروقت پالیسی اقدام ہے۔نئی سرمایہ کاریوں اور راغب کرنے اور مینوفیکچرنگ کو فروغ دینے کے لئے، یہ پروگرام مینوفیکچرنگ سیکٹر کو درپیش مسائل کو مختلف طریقوں سے حل کرتا ہے۔

طریق عمل میں تاخیر کو کم کرنے کے اقدامات: کئی اہم اقدامات بشمول E-Biz پورٹل کے ذریعہ انڈسٹریل لائسنس کے لئے چوبیس گھنٹے درخواست جمع کرانے کی سہولت سے یہ عمل آسان ہوگیا ہے۔ماحولیاتی کلیئرنس حاصل کرنے کے عمل کو آن لائن بنادیا گیا ہے۔پالیسی میں نیشنل انوسٹمنٹ اور مینوفیکچرنگ زون کی منظوری دی گئی ہے جہاں سنگل ونڈو کلیئرنس فراہم کی جائے گی۔

نئے مارکیٹ بنانا اور ہنرمند مزدور تیار کرنا: نئے اسمارٹ سٹی، انڈسٹریل کوریڈور اور انڈسٹریل کلسٹروں کو فروغ دینے کے آئیڈیا میں مختلف سطحوں پر فارورڈ اور بیک وارڈ لنکیج پیدا کرنے

اور ایڈوانس مینوفیکچرنگ ٹیکنک کو فروغ دینے کے امکانات ہیں۔ ہندوستانی مینوفیکچررس کے لئے پروجیکٹ ڈیولپمنٹ کمپنیوں کے ذریعہ مارکیٹ پیدا کرنے کے لئے، تاکہ انہیں سی ایم ایل وی ممالک بالخصوص کمبوڈیا، میانمار، لاوس اور ویت نام میں مینوفیکچرنگ کے مراکز قائم کرنے میں مدد مل سکے۔مزید برآں اس پہل میں نوجوانوں پر مرکوز نئے پروگرام اور اسکل ڈیولپمنٹ کے لئے ادارے شامل کئے گئے ہیں۔اسکل ڈیولپمنٹ اور انٹرپرینیورشپ کی ایک علیحدہ وزارت کا قیام اس ضمن میں ایک مثبت تبدیلی ہے۔یہ وزارت ہمارے نوجوانوں کے لئے اسکل ڈیولپمنٹ کے نئے تکنیک حاصل کرنے کے لئے نیشنل اسکل ڈیولپمنٹ کارپوریشن (این ایس ڈی سی) اور نیشنل اسکل ڈیولپمنٹ ایجنسی (این ایس ڈی اے) کے ذریعہ پوری دنیا سے رابطہ رکھتی ہے۔اسکل انڈیا پہل کو ہندوستانی نوجوانوں کو شعبوں میں زیادہ ہنرمند بنانے کی زیادہ ضرورت ہے جن میں مزدوروں کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔مثال کے طور پر لیدر، ٹکسٹائل، فوڈ پروسیسنگ، جوٹ، ریشم بانی، ہینڈی کرافٹ وغیرہ۔اسکل ڈیولپمنٹ میں انڈین لیدر ڈیولپمنٹ پروگرام پر خصوصی توجہ دی گئی ہے اور سالانہ 1,44,000 نوجوانوں کو تربیت دینے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔نیشنل مینوفیکچرنگ پالیسی (این ایم پی) 2011 میں شروع کی گئی تھی، جس کا مقصد مینوفیکچرنگ کو تقویت فراہم کرنا ہے اور مینوفیکچرنگ سیکٹر میں 2022 تک ایک ملین اضافی ملازمتیں پیدا کرنا ہے تاکہ عالمی سطح پر ہم مسابقت کرسکیں۔

اعلی قدر صنعتی سیکٹروں کو تقویت: زیادہ عالمی شراکت کی حوصلہ افزائی کے لئے سرمایہ کاری کی حد اور اعلی قدر صنعتی سیکٹر پر کنٹرول کو سہل بنادیا گیا ہے۔دفاع کے شعبے میں ایف ڈی آئی کی حد کو 26 فیصد سے بڑھا کر 49 فیصد اور ڈیفنس سیکٹر میں پورٹ فولیو انوسٹمنٹ کو آٹومیٹک روٹ کے تحت 24 فیصد تک کردیا گیا ہے۔ڈیفنس میں جدید ترین ٹکنالوجی کے لئے 100 فیصد ایف ڈی آئی کی اجازت دے دی گئی

جدول4: ایم ایس ایم ای کی ترقی

سال	مجموعی مینوفیکچرنگ میں ایم ایس ایم ای کا فیصد حصہ	ایم ایس ایم ای میں روزگار (لاکھ میں)	مجموعی جی ڈی پی میں ایم ایس ایم ای کا فیصد حصہ
2006-07	42.02	805.23	7.73
2007-08	41.98	842.00	7.81
2008-09	40.97	880.84	7.52
2009-10	39.63	921.97	7.49
2010-11	38.48	965.15	7.42
2011-12	37.52	1011.80	7.28

ذریعہ: ایم ایس ایم ای کی سالانہ رپورٹ 2013-14۔وزارت ایم ایس ایم ای

ہے۔ریلوے میں آٹو میٹک روٹ کے تحت مخصوص ریل انفرااسٹرکچر پروجیکٹوں میں کنسٹرکشن، آپریشن اور میٹینس کے شعبہ میں 100 فیصد ایف ڈی آئی کی اجازت دے دی گئی ہے۔ان سیکٹروں سے ہندوستان کو اعلی قدر مینوفیکچرنگ میں تخصص حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔

ورکروں /مزدوروں کے شعبہ میں اصلاحات: ایسے تمام تجارتوں میں جو خطروں سے پاک اور تباہی سے پاک کہلاتے ہیں، خودسرٹیفکیشن کا نظام چھوٹے صنعت کاروں کو بزنس شروع کرنے کی حوصلہ افزائی کرے گا۔چونکہ ہمارے افرادکار کا پانچ فیصد سے بھی کم ہنرمندی کی باضابطہ تربیت حاصل کرتا ہے، ایسے میں حکومت کی طرف سے شروع کردہ دین دیال اپادھیائے گرامین کوشل یوجنا دیہی نوجوانوں میں ایک نئی تبدیلی لائے گا۔مزید برآں مختلف وزارتوں کے اسکل ڈیولپمنٹ پروگراموں کو نیشنل اسکل مشن کے تحت ایک جگہ یکجا کرنے کی ضرورت ہے، جس کی طرف عزت مآب وزیرخزانہ نے بھی اپنی بجٹ تقریر میں اشارہ کیا ہے۔

میک ان انڈیا میں ایم ایس ایم ای کا رول: ایم ایس ایم ای ملازمتوں کے مواقع پیدا کرکے، جی ڈی پی میں مینوفیکچرنگ کا حصہ بڑھا کر اور ایکسپورٹ کو فروغ دے کر 'میک ان انڈیا' پہل کو مضبوط کرنے میں اہم رول ادا کرسکتے ہیں۔اس سیکٹر کا مجموعی مینوفیکچرنگ میں 45 فیصد اور ملک کے ایکسپورٹ میں 40 فیصد حصہ ہے۔

معیشت میں بحیثیت مجموعی اور مینوفیکچرنگ سیکٹر میں بالخصوص کساد بازاری کے باوجود آوٹ پٹ اور روزگار دونوں ہی لحاظ سے ایم ایس ایم ای کا تعاون اپنی جگہ قائم رہا۔تاہم اس سیکٹر کو درپیش اہم مسائل کی وجہ سے ایم ایس ایم ای باعث تشویش ہے۔ان مسائل میں کیپٹل اور کریڈٹ پالیسی تک محدود رسائی، ٹکنالوجی معمولات کی کمی، محدود رسائی، بیداری اور گلوبل مارکیٹ کے ساتھ ربط، ناکافی انفرااسٹرکچر مثلاً سڑک، بجلی اور پانی کی سپلائی، مزدور قوانین کی پیچیدگی، مصنوعات کے مینوفیکچرنگ اور مارکیٹنگ کے لئے ہنرمند افرادی قوت کی کمی وغیرہ شامل ہیں۔حکومت کی طرف سے نیشنل مینوفیکچرنگ کمپیٹیٹیونس پروگرام، کریڈٹ گارنٹی اسکیم، کلسٹر ڈیولپمنٹ اور 20000 کروڑ روپے کے کورپس فنڈ کے ساتھ مائیکرو یونٹس ڈیولپمنٹ ری فائنانس ایجنسی (مدرا) بینک کا اعلان میک ان انڈیا میں اس سیکٹر کے تعاون کو مستحکم کرنے کا خوش آئند قدم ہے۔اپرنٹس پروتساہن یوجنا سے ایم ایس ایم ای کے مینوفیکچرنگ سیکٹر کو تقویت ملے گی۔نیشنل اسمال انڈسٹریز کارپوریشن (این ایس آئی سی) کے تعاون سے www.msmeshopping.com کے ذریعہ ایم ایس ایم ای کے مصنوعات کی آن لائن ڈیلوری ایک اختراعی قدم ہے۔

'میک ان انڈیا' میں تجارت کرنے میں آسانی پر توجہ: عالمی بینک کی طرف سے جاری تجارت کرنے میں سہولت 2015 کے انڈکس کے مطابق 189 ملکوں کی فہرست میں ہندوستان 142 ویں مقام پر ہے۔یہ بات باعث تشویش ہے کہ ہندوستان تجارت کرنے میں سہولت کے لحاظ سے مسابقتی دنیا میں ابھی کافی پیچھے ہے۔میک ان انڈیا میں تجارتی سہولیات پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔پہلی مرتبہ سرمایہ کاری کرنے والوں کی رہنمائی اور تعاون کرنے کے لئے خصوصی ٹیمیں بنائی جائیں گی اور سنگل ونڈو کلیئرنس سسٹم شروع کیا جائے گا، جس سے مینوفیکچرنگ میں سرمایہ کاری کو تقویت ملے گی۔اس کے علاوہ ایک سہل، یقینی اور غیر منفی ٹیکس قانون پر خاطر خواہ توجہ دی جائے گی۔

مینوفیکچرنگ سیکٹر کے لئے آگے کا راستہ: دنیا میں اس وقت ماحولیات سے ہم آہنگی کا جو عمل جاری ہے اس سے استفادہ کرنے کے لئے ہندوستانی مینوفیکچررس کے پاس بہترین موقع ہے۔دیسی ٹکسٹائل، جوٹ مصنوعات کو فروغ دیا جاسکتا ہے اور قابل تجدید توانائی، ہوائی اور شمسی توانائی کی بھی حوصلہ افزائی کی جاسکتی ہے۔

ملک اور بیرون ملک راستوں کو مضبوط کرنا کافی اہم ہے۔سڑک، ریل اور آبی راستوں کو جوڑنے والے نیٹ ورک اور ہندوستان کے وسیع ساحلی علاقوں کا استعمال مینوفیکچرنگ سیکٹر کے لئے ٹھوس بنیاد کا کام کریں گے۔مال لانے لے جانے کے لئے مخصوص راہداریوں اور صنعتی راہداریوں کے متعلق کام کو تیز کرنے کی ضرورت ہے، اس سے مینوفیکچرنگ کے ڈیمانڈ اور سپلائی دونوں ہی شعبوں میں کئی گنا اضافہ ہوجائے گا۔اس سے مینوفیکچرنگ سیکٹر کے لئے پائیدار مانگ کا سلسلہ شروع ہوجائے گا۔

دیسی ثقافت اور روایات بھی روزگار اور مینوفیکچرنگ میں معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔مختلف طرح کے آرٹ اور دست کاری کے بروقت تحفظ، حوصلہ افزائی اور فروغ کے ساتھ ہی بہتر مارکیٹنگ لائحہ عمل بنانے کی ضرورت ہے تاکہ یہ ہمارے گھریلو صارفین تک پہونچنے کے علاوہ عالمی مارکیٹ میں بھی مقابلہ کرسکیں۔کشمیر کے اونی مصنوعات، پنجاب کی پھلکاری، راجستھان کا بندھیج، آندھرا پردیش کی پوچم پلی، بنگال کے جامدانی اور تانت، یوپی کے بناری وغیرہ دیس میں تیار ہونے والے کچھ مختلف اقسام کے کپڑے ہیں، انہیں نمائش، میلے وغیرہ کا پلیٹ فارم فراہم کرکے دنیا بھر میں مقبول بنایا جاسکتا ہے۔اس کے ساتھ ہی نئی نسل آن لائن خریداری میں زیادہ دلچسپی لیتی ہے۔اس لئے آن لائن مارکیٹنگ اور مختلف آن لائن مارکیٹنگ کمپنیوں کے ساتھ معاہدہ کی ضرورت ہے تاکہ ان مصنوعات کو فروخت کیا جاسکے۔ان اقدام سے نوجوانوں کو اپنے لئے ملازمت کے مواقع پیدا کرنے میں مدد ملے گی۔حکومت کی طرف سے ان مصنوعات کے معیار پر نگاہ رکھنے اور ان مصنوعات کے فروخت میں مدد کرنے سے دیہی علاقوں میں آمدنی کا ذریعہ پیدا کرنے میں مدد ملے گی۔اس طرح ہم اتنی بڑی آبادی کے فوائد سے استفادہ کرسکیں گے۔

☆☆☆

منوج کمار سنہا

ہندوستان میں قانونی امداد اور
نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی کا رول

سپریم کورٹ کا کہنا ہے کہ غریب اور ضرورت مند افراد کو قانونی امداد کی فراہمی انفرادی آزادی کا حصہ ہے ، جوآئین کی دفعہ 21 کے عین مطابق ہے۔ ایم ایچ ہوسکوٹ بنام اسٹیٹ آف مہاراشٹر کیس میںسپریم کورٹ نے کہاتھا کہ کسی شہری کے لئے مفت قانونی امداد دفعہ 21میں موجود ہے اور یہ ایک معقول، آزادنہ اور منصفانہ عمل کا لازمی عنصر ہے۔

مصنف انڈین لا انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی میں ڈائریکٹر ہیں۔

تعارف : انصاف تک رسائی انتہائی بنیادی انسانی حقوق میں سے ایک ہے اور اس پر عمل پیرا کے بغیر حقوق انسانی صرف کاغذ تک ہی محدود رہیں گے۔ بین الاقوامی سطح پر سول اور پالیٹیکل حقوق پر بین الاقوامی معاہدہ کی دفعہ (d)(3)14 میں کہا گیا ہے:

... مقدمہ اس کی موجودگی میں چلایا جانا چاہئے، اور اسے خود یا اپنی پسند کے وکیل کے ذریعہ اپنے دفاع کا موقع دیا جانا چاہئے، اگر اسے وکیل دستیاب نہیں ہے تو اسے اس کے حق کے بارے میں بتایا جانا چاہئے اور اسے قانونی مدد دی جانی چاہئے ، کسی بھی صورت میں جہاں انصاف کے مفاد کا تقاضہ ہو اور اگر اس کے پاس اس کے لئے رقم نہ ہو تب بھی بغیر رقم کی ادائیگی کے ہی اس کی مدد کی جانی چاہئے۔

دفعہ (3)14 میں قانونی مدد کے لئے جو التزام ہے، وہ دراصل کم از کم ضمانت ہے، جس کا ہر شخص یکساں طور پر حقدار ہے۔اس لئے مفت قانونی امداد کی جڑیں مساوات میں پیوست ہیں۔ تاہم یہ حق صرف فوجداری نظام انصاف کے پس منظر میں مصرح ہیں۔

ہندوستانی آئین میں بنیادی حق کے طور پر مفت قانونی امداد کے حق کا صراحتاً ذکر نہیں ہے۔لیکن ریاستی پالیسی کے اصولی ہدایات کے تحت دفعہ 39A میں نادار افراد کے لئے تمام معاملات میں مفت قانونی امداد فراہم کرنے کی بات کہی گئی ہے۔آئین کی دفعہ 39A میں کہا گیا ہے:

ریاست اس امر کو یقینی بنائے گی کہ قانونی نظام پر عمل درآمد انصاف کو فروغ دے، یکساں مواقع کی بنیاد پر، اور بالخصوص مفت قانونی امداد فراہم کرے، مناسب قانون سازی یا اسکیموں یا کسی دیگر طریقے سے، اس بات کو یقینی بنانے کے لئے کہ کوئی شہری مالی یا دیگر مجبوریوں کی بنا پر انصاف حاصل کرنے سے محروم نہ رہ جائے۔

سپریم کورٹ کا کہنا ہے کہ غریب اور ضرورت مند افراد کو قانونی امداد کی فراہمی انفرادی آزادی کا حصہ ہے، جو آئین کی دفعہ 21 کے عین مطابق ہے۔ ایم ایچ ہوسکوٹ بنام اسٹیٹ آف مہاراشٹر کیس میں سپریم کورٹ نے کہا تھا کہ کسی شہری کے لئے مفت قانونی امداد دفعہ 21 میں موجود ہے اور یہ ایک معقول، آزادنہ اور منصفانہ عمل کا لازمی عنصر ہے۔اس کیس میں جسٹس کرشنا ایر نے اپنی رائے دیتے ہوئے کہا تھا:

اگر کسی قیدی کو قید کی سزا ہوجاتی ہے تو وہ اپیل کرنے کے اپنے آئینی اور قانونی حق کو استعمال کرنے کے لائق نہیں رہ جاتا ہے... قانونی امداد کیلئے آئین کی دفعہ 14 جسے دفعہ 21 اور 39A کے ساتھ پڑھا جائے، میں گنجائش موجود ہے عدالت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ مکمل انصاف فراہم کرنے کے لئے قید میں بند ایسے شخص کو وکیل فراہم کرے۔

ایک دیگر کیس کھتری بنام اسٹیٹ آف بہار میں سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ ایک ایسے شخص کے لئے جو کسی جرم میں ملزم ہے، مفت قانونی امداد حاصل کرنے کا

حق واضح طور پر ایک معقول، آزادنہ اور منصفانہ عمل کا لازمی عنصر ہے ، جو دفعہ 21 میں موجود ہے۔ریاستی حکومت مالی یا انتظامی کمی کا حوالہ دے کر کسی غریب ملزم کو مفت قانونی امداد فراہم کرنے کی اپنی آئینی ذمہ داریوں کو نظر انداز نہیں کرسکتی ہے۔کسی بھی ایسے ملزم کو، جو قانونی خدمات حاصل کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے، اسے مفت قانونی امداد فراہم کرنا ریاست کے لئے آئینی طور پر لازمی ہے۔

شیلا برسے بنام یونین آف انڈیا کیس میں سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں کہا تھا کہ مفت قانونی امداد فراہم کرنے کی آئینی ذمہ داریاں دفعہ 14، 21 اور A 39 میں موجود ہیں۔اس کیس میں عدالت نے بعض وکیلوں کے رویے پر اپنی ناراضگی کا بھی اظہار کیا تھا اور جسٹس بھگوتی نے واضح طور پر زور دیتے ہوئے کہا تھا کہ وکیلوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ پریشان حال لوگوں کی مدد کریں۔انہوں نے کہا تھا:

وکیلوں کو انسانیت کے ان طبقات کے تئیں مثبت رویہ اپنانا چاہئے جو غریب، ناخواندہ اور جاہل ہیں اور جو، جب وہ کسی بحران کا شکار ہوجاتے ہیں، مثلاً ان پر کسی جرم کا الزام عائد کردیا جاتا ہے یا گرفتار کرلیا جاتا ہے یا قید میں ڈال دیا جاتا ہے، تو وہ نہیں جانتے کہ انہیں کیا کرنا چاہئے ، یا انہیں کہا جانا چاہئے یا کس سے رجوع کرنا چاہئے ۔اگر وکلاء مصیبت میں پھنسے ہوئے افراد کی مدد کے لئے آگے آنے کے بجائے ان کا استحصال کرتے ہیں ، یا انہیں لوٹنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ قانونی پیشہ کے لئے بدنامی کا باعث ہوگا اور ملک کے عوام کی ایک بڑی اکثریت کا وکیلوں پر سے اعتبار اٹھ جائے گا اور یہ جمہوریت اور قانون کی حکمرانی کے لئے تباہی کے مترادف ہوگا۔

سپریم کورٹ نے سکھ داس بنام اروناچل پردیش کیس میں اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر ریاست کو مفت قانونی امداد فراہم کرنے اور معاملے کو منطقی انجام پر پہونچانے کی اس کی آئینی ذمہ داریوں کی یاددہانی کرائی ۔سپریم کورٹ نے کہا کہ ایک غریب شخص اگر مطالبہ نہیں کرتا ہے تب بھی اسے قانونی امداد حاصل کرنے کا حق ہے۔کسی ملزم کی طرف سے مطالبہ نہیں کرنے کے باوجود اگر اسے مفت قانونی امداد فراہم کرنے میں ناکامی ہوتو اس سے مقدمہ بگڑ جاتا ہے۔

عدالت نے اس دلیل کو بھی مسترد کردیا کہ قانونی امداد اس صورت میں فراہم نہیں کی جانی چاہئے جب کوئی شخص اقتصادی جرائم یا جسم فروشی سے متعلق جرائم یا بچوں کے جنسی استحصال کے جرم میں ملزم ہو۔عدالت کا کہنا تھا کہ یہ دلیل کہ جب تک قصور ثابت نہ ہوجائے ہر شخص بے گناہ ہے، ہر ملزم پر نافذ ہوتا ہے اور خواہ وہ کسی بھی طرح کے جرائم میں ملزم ہو وہ مفت قانونی امداد حاصل کرنے کا حقدار ہے۔اب یہ بات پوری طرح طے ہوچکی ہے کہ قانونی امداد کا حق اور مقدمہ کی تیز رفتار سماعت دستور ہند کی دفعہ 21 میں دی گئی حقوق انسانی کی ضمانت کا حصہ ہیں۔

لیگل سروسز اتھارٹیز قانون

دفعہ 39A کے مدنظر لیگل سروسز اتھارٹیز قانون 1987 منظور کیا گیا۔یہ قانون ملک بھر میں قانونی امداد کے پروگراموں کو قانونی بنیاد فراہم کرنے کے لئے نافذ کیا گیا۔ اس قانون کا عملی نفاذ 9 نومبر 1995 کو عمل میں آیا۔5 دسمبر 1995 کو ایک قانونی ادارہ نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی (نالسا) کا قیام عمل میں آیا۔نالسا کے قیام کا مقصد قانون کے التزامات کے تحت قانونی خدمات فراہم کرنے کے لئے پالیسی اور اصول وضع کرنا اور قانونی خدمات کے لئے زیادہ سے زیادہ موثر اور کفایتی اسکیمیں تیار کرنا ہے۔اس قانون کے تحت قومی، ریاستی، ضلعی اور تعلقہ کی سطح پر قانونی سروسز اتھارٹیز قائم کی جاتی ہیں۔اس قانون کے دفعہ 3(2)(a) میں کہا گیا ہے کہ سپریم کورٹ کا چیف جسٹس نالسا کا سرپرست اعلی ہوگا اور ایک حاضر سروس یا ریٹائرڈ سپریم کورٹ جج کو نالسا کا ایگزیکیوٹیو چیئرمین نامزد کیا جائے گا۔ہر ریاست میں نالسا کی پالیسیوں اور ہدایات کو نافذ کرنے کے لئے نیز لوگوں کو قانونی خدمات فراہم کرنے اور ریاست میں لوک عدالتیں چلانے کے لئے ریاستی لیگل سروسز اتھارٹی قائم کی جائے گی ۔ریاستی لیگل سروسز اتھارٹی کا سربراہ ریاستی ہائی کورٹ کا چیف جسٹس ہوگا، جو اس کا سرپرست اعلی بھی ہوگا۔ایک حاضر سروس یا ریٹائرڈ ہائی کورٹ جج کو اس کا ایگزیکیوٹیو چیئرمین نامزد کیا جائے گا۔قانونی امداد کے پروگراموں اور اسکیموں کو ضلعی سطح پر نافذ کرنے کے لئے ہر ضلع میں ایک ڈسٹرکٹ لیگل سروسز اتھارٹی قائم کی جائے گی۔ضلع کا ڈسٹرکٹ جج اس کا بربنائے عہدہ چیئرمین ہوگا۔تعلقہ کی سطح پر قانونی خدمات کی سرگرمیوں کو مربوط کرنے اور لوک عدالتیں منعقد کرنے کے لئے ہر تعلقہ یا منڈل میں یا تعلقہ یا منڈل کے گروپ کے لئے تعلقہ لیگل سروسز کمیٹیاں قائم کی جائیں گی۔ایک سینئر سول جج تعلقہ لیگل

سروسز کمیٹی کا سربراہ ہوگا اور کمیٹی کے دائرہ کار میں وہ بربنائے عہدہ چیئرمین ہوگا۔

اس قانون کا اصل مقصد سماج کے کمزور طبقات کو مفت اور مناسب قانونی خدمات فراہم کرنا اور اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ وہ مالی یا دیگر مجبوریوں کی وجہ سے انصاف حاصل کرنے سے محروم نہ رہ جائیں ۔قانون کی دفعہ 2(1)(c) میں ''قانونی خدمات'' کی تشریح کے ذیل میں کسی بھی عدالت یا اتھارٹی یا ٹریبونل میں کسی بھی طرح کا کیس یا قانونی کارروائی کے سلسلے میں مشورہ یا کوئی قانونی مدد شامل ہے۔نالسا کو سماج کے غریب اور کمزور طبقات کو مفت قانونی امداد فراہم کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔یہ قانونی امدادی کیمپ لگانے اور لوک عدالتوں کے ذریعہ تنازعات کو حل کرنے کی بھی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔اس قانون نے مرکزی اتھارٹی پر کمزور طبقات کے کاز کے لئے سماجی قانون کے ذریعہ ضروری اقدامات کرنے اور سماجی کارکنوں کو قانونی مہارت کی تربیت دینے کی ذمہ داری ڈالی ہے۔یہ یونیورسٹیوں، لاکالجوں اور دیگر اداروں میں قانونی تعلیمی پروگرام اور لیگل ایڈ کلینک چلاتی ہے۔مرکزی اتھارٹی، ریاستی اتھارٹی اور ضلعی اتھارٹی قانونی امداد کے پروگراموں کے لئے دیگر سرکاری اور غیر سرکاری ایجنسیوں اور یونیورسٹیوں کے ساتھ مل کر کام کرتی ہے۔لیگل سروسز اتھارٹیز ایکٹ 1987 کے دفعہ 12 میں اہل افراد کو قانونی امداد فراہم کرنے کے لئے شرائط طے کئے گئے ہیں۔لیگل سروسز اتھارٹیز کسی درخواست دہندہ کی اہلیت کے شرائط کا جائزہ لینے کے بعد اور یہ دیکھنے کے بعد کہ بادی النظر میں کیس اس کے حق میں ہے، اسے ریاست کے خرچ پر وکیل فراہم کرتی ہے، ضروری کورٹ فیس ادا کرتی ہے اور متعلقہ کیس کے سلسلے میں تمام ضروری اخراجات برداشت کرتی ہے۔ لیگل سروسز اتھارٹی جب ایک بار کیس کو اپنے ہاتھ میں لے لیتی ہے تو جس شخص کو قانونی امداد فراہم کی جارہی ہے اسے کہتی ہے کہ وہ اس پر اب کوئی پیسہ خرچ نہ کرے۔مفت اور مناسب قانونی خدمات فراہم کرنے کے لئے نالسا نے نیشنل لیگل سروس اتھارٹی (مفت اور مناسب قانونی خدمات) ضابطے 2010 تیار کئے ہیں۔اس ضابطے کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ ایسے مخصوص معاملات میں جہاں کسی فرد کی زندگی اور آزادی داؤں پر لگی ہو، وہاں معمول کے مطابق فیس ادا کرکے سینئر وکیلوں کی خدمات حاصل کی جاتی ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ لیگل سروسز اتھارٹیز ایکٹ 1987 کے نافذ ہوجانے سے قانونی امداد فراہم کرنے کا ڈھانچہ پوری طرح قائم ہوگیا ہے۔اپنے آغاز سے ہی نالسا لیگل سروسز اتھارٹیز ایکٹ 1987 کے مقاصد کو نافذ کرنے کے لئے مخلصانہ کوششیں کررہی ہے۔عدالتوں پر مبنی قانونی امداد فراہم کرنے کے علاوہ نالسا تنازعات کو حل کرنے کے متبادل (اے ڈی آر) کی اپنی مہم کے تحت ملک بھر میں لوک عدالتیں لگانے پر خصوصی توجہ مبذول کررہی ہے۔نالسا نے اپنے بیداری پروگرام کے حصہ کے طور پر ملک بھر میں بڑے پیمانے پر قومی اور علاقائی کانفرنسیں ، ورک شاپ اور ٹریننگ پروگرام منعقد کئے ہیں۔نالسا کے سامنے سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ ملک کی آبادی کے اس بڑے طبقے تک کیسے پہونچا جائے جو ناخواندگی کی وجہ سے اپنے حقوق سے ناواقف ہیں۔اس لئے یہ اہم ہے کہ نالسا ایسے تمام افراد کو ان کے دروازے پر ہی قانونی خدمات فراہم کرنے میں سرگرم رول ادا کرے اور یہ صرف اطراف کے لا اسکولوں اور غیر سرکاری تنظیموں کی شرکت اور مدد سے ہی ممکن ہے۔قانون کے ضابطوں کے متعلق اطلاع انہیں بھی آسانی سے دستیاب نہیں ہو پاتی ہے جو قانون سے متاثر ہوتے ہیں۔

خلاصہ: اس قانون نے لوک عدالتوں کو فطری انصاف، مساوات اور ضمیر کے اصولوں کی بنیاد پر تنازعات کو حل کرنے کے ایک بہتر متبادل نظام کے نظریے کو مستقل اور قانونی تقدس عطا کردیا ہے۔انسانی حقوق کے مختلف اداروں کے ذریعہ تیار کردہ بین الاقوامی اور علاقائی حقوق انسانی کے تمام ضابطے اور طریقہ انصاف اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ غریبوں اور محروم طبقات کو سرکاری فنڈ سے انصاف اور قانونی امداد کی فراہمی اہم انسانی حق ہے۔اگر ریاست ضرورت مند افراد کو مفت قانونی امداد فراہم کرنے میں ناکام رہتی ہے تو یہ حقوق محض پرفریب ہیں۔اس لئے اس حق کی حفاظت کرنے کے لئے حکومت کو قانونی امداد کے مد میں مناسب فنڈ فراہم کرنا چاہئے۔قابل ذکر بات ہے کہ اقوام متحدہ نے بین الاقوامی سطح پر سال 2012 میں فوجداری مقدمات میں قانونی امداد تک رسائی حاصل کرنے لئے اقوام متحدہ کے اصولوں اور گائیڈ لائنس کو منظور کیا۔یہ اصول اور گائیڈ لائنس اس امر پر مبنی ہیں کہ ریاستیں، جہاں مناسب ہو، ایک کارگذار قانونی امدادی نظام کے قیام کے لئے تمام طرح کے اقدامات کریں۔یہ قانونی امداد سے متعلق بین الاقوامی سطح پر منظور شدہ پہلا قانونی دستاویز ہے۔قانونی امداد کا حق انصاف تک موثر رسائی کو یقینی بنانے کی بنیاد ہے۔دفعہ 21، جسے ہندوستانی آئین میں ایک غیر انحرافی انسانی حق کے طور پر منظور کیا گیا ہے، درحقیقت اس ضمن میں تمام پہلوؤں کا وسیع طور پر احاطہ کرتا ہے۔ہندوستانی عدلیہ نے قانون کو غریب اور دبے کچلے انسانوں کی خدمت کا ذریعہ بنانے کی کوشش کی ہے۔

☆☆☆

دیواشیش مترا

لیبر قوانین اور ہندوستان کا اشیا سازی کا شعبہ:

اصلاحات کی ضرورت

مزدوروں کی افراط والے ہندوستان میں مزدوروں پر مبنی اشیا سازی زیادہ تر اشیا سازی کی ان چھوٹی ’غیر منظّم‘ یا غیر اندراج شدہ‘ کمپنیوں میں مرتکز ہے‘ کو شاذونادر ہی ٹکنالوجیکل پہلو کی حامل ہیں جب کہ اشیا سازی کے ’رسمی‘ شعبے کے اندر بیشتر پیداواری سرگرمیاں سرمایے پر مبنی ہیں۔ چناں اس کے یہاں مزدوروں کی بہتات نیز اس کی آبادی اور اس کی معیشت کا بڑا سائز ہونے کے باوجود مزدوروں پر مبنی مصنوعات کے سلسلے میں عالمی بازار میں ہندوستان کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ جب کہ کچھ مبصرین نے اس خراب کارکردگی کے لئے الزام لیبر سے متعلق اس کے پابندی عائد کرنے والے ضابطوں سے پیدا ہونے والی ہندوستان کی سخت گیرانہ لیبر مارکیٹوں پر عائد کیا ہے۔ دیگر مبصرین نے دلالت کی ہے کہ ہندوستانی کاروباروں نے ان قوانین کے مطابق چلنے کے لئے راستے تلاش کر لئے ہیں۔ اس مضمون میں‘ میں نے ہندوستان کے اشیا سازی کے شعبے کو روکنے کے سلسلے میں لیبر سے متعلق ضابطوں کے کردار‘ اگر کوئی ہے‘ نیز کچھ پالیسی سفارشات کے ساتھ ساتھ‘ لیبر کے سلسلے میں اصلاحات کی ممکنہ ضرورت کا جائزہ لیا ہے۔

مضمون نگار نیو یارک‘ امریکہ کی سائراکیوس یونیورسٹی کے میکس ویل اسکول آف سٹی زن شپ اور پبلک امور میں اقتصادیات کے پروفیسر اور عالمی امور کے کریمر پروفیسر ہیں۔

ہندوستان میں لیبر سے متعلق ضابطے

ہندوستان کی لیبر مارکیٹ میں سخت گیریاں زیادہ تر لیبر سے متعلق فرسودہ ضابطوں کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں جو اس لحاظ سے بہت زیادہ پابندی عائد کرنے والی ہیں کہ ان کی وجہ سے مانگ اور ٹکنالوجی کے جھٹکوں کے ردعمل میں کمپنیوں کے ذریعے لیبر آہم آہنگی بہت مشکل ہو جاتی ہے۔ 52 مرکزی قوانین سمیت تقریباً 200 لیبر قوانین میں‘ سب سے زیادہ پابندی عائد کرنے والا لیبر قانون صنعتی تنازعات سے متعلق قانون (آئی ڈی اے) ہے۔ اس قانون کے تحت 100 سے زیادہ کارکنان کو روزگار دینے والی کمپنیوں کو کارکنان کی چھٹی کرنے یا انہیں کام سے نکالنے کے سلسلے میں اپنی متعلقہ ریاستی حکومتوں سے اجازت حاصل کرنی ہوتی ہے۔ یہ اجازت شاذونادر ہی دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ صنعتی روزگار (مستقل احکامات) سے متعلق قانون کی وجہ سے روزگار کی کیفیت میں ترمیمات اور ایک کمپنی (کچھ ریاستوں میں 100 سے زیادہ کارکنان اور دیگر ریاستوں میں 50 سے زیادہ کارکنان والی) کے اندر بین پلانٹ منتقلیاں بہت مشکل اور فی الواقع ناممکن ہو جاتی ہیں۔ مزدور یونین سے متعلق قانون کی وجہ سے ایک یونین بنانے کے سلسلے میں ایک کمپنی کے اندر کسی بھی سات کارکنان کو اجازت دینے سے کثیر یونین بن جاتی ہیں۔ جیسا کہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ یونینوں کی کثرت کی وجہ سے نظم ونسق کرنے کے سلسلے میں آجرین کے لئے امکانی طور سے ایک مشکل صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔ مزدوروں یونین سے متعلق قانون یونینوں و ہڑتال کرنے اور آجرین کے ساتھ قانونی تنازعات میں کارکنوں کی نمائندگ کرنے کا حق بھی فراہم کرتا ہے۔ چوں کہ اس قانون کے تحت ایک یونین بنانے کے لئے کم سے کم سات کارکنان کی ضرورت ہوتی ہے‘ اس لئے اس کا اطلاق قدرتی طور سے سات سے کم کارکنان والی کمپنیوں پر نہیں ہوتا ہے۔ چناں چہ اس سے خاص طور سے مزدوروں پر مبنی صنعتوں میں بہت چھوٹی رہنے کے سلسلے میں کمپنیوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

لیبر سے متعلق دیگر متعدد ضابطے ہیں مثلاً امپلائمنٹ اسٹیٹ انشورنس سے متعلق قانون‘ فیکٹریوں سے متعلق قانون‘ امپلائز پراویڈنٹ فنڈ اور متفرق اہتمام سے متعلق قانون‘ کم سے کم اجرتوں سے متعلق قانون زچگی کے سلسلے میں فوائد سے متعلق قانون وغیرہ جو روزگار کی مختلف آغازی سطحوں پر ہی قابل اطلاق ہو جاتے ہیں نیز ان کا اطلاق اداروں کی ایک وسیع اقسام پر ہوتا ہے۔ لیبر سے متعلق یہ ضابطے کام سے متعلق کم سے کم شرائط اور فوائد کی صراحت کرتے ہیں۔

آخر میں ٹھیکہ جاتی لیبر سے متعلق قانون ہے‘ جو

ٹھیکہ جاتی لیبر کے استعمال کو منضبط اور محدود کرتا ہے نیز اس سے مستقل اور ٹھیکہ جاتی کارکنان کے درمیان متبادل ہونے کی صلاحیت کو محدود کرتا ہے اور کم سے کم کاغذ پر اس ایک اہم ذریعے پر پابندی عائد کرتا ہے جس سے کمپنیاں اخراجات کم کرسکتی ہیں۔ کچھ کاموں کے لئے ٹھیکہ جاتی لیبر کا استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

چوں کہ صنعتی تعلقات کے شعبے کا تعلق ہندوستان کے آئین کے موضوعات کی متفقہ فہرست سے ہے' اس لئے ریاستی حکومتیں آئی ڈی اے میں خود اپنی ترمیمات کرنے کی اہل ہوئی ہیں۔ حالاں کہ یہ ایک مرکزی (وفاقی) قانون ہے۔ مزید برآں لیبر قوانین پر عمل درآمد کرنے کا کام ریاستوں کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔ اس کی وجہ سے ریاستوں میں لیبر مارکیٹ کی سخت گیری میں کافی فرق ہے۔

لیبر اصلاحات کے حالیہ اقدامات

آزادی کے بعد کی تقریباً پوری مدت میں ریاستوں نے لیبر قوانین میں ترمیمات کی ہیں تاکہ ان ریاستوں میں قانون اطلاق ان قوانین کو مرکزی ضابطوں کی نسبت سے یا تو آجر موافق یا ملازم موافق بنایا جائے جس کا انحصار ان متعلقہ ریاستیں حکومتوں کے نظریاتی میلانات پر تھا۔ ماضی کے برخلاف لیبر سے متعلق ضابطوں میں حالیہ تبدیلیاں غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) کو راغب کرنے' بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانے اور ایک زیادہ نرم کردہ تجارتی نظام کو فروغ دینے کی کوشش کے سیاق وسباق میں ہورہی ہیں۔

راجستھان کی ریاستی حکومت کی حالیہ ترمیم میں آئی ڈی اے کے تحت کارکنان کی چھٹی کرنے یا انہیں کام سے نکالنے کے لئے ریاستی حکومت سے اجازت حاصل کرنے کی حد 100 کارکنان سے بڑھ کر 300 کارکنان کردی گئی ہے۔ اس میں فیکٹریوں سے متعلق قانون کے تحت ایک کمپنی کے اندراج کے لئے روزگار کی حد میں بھی اضافہ کیا گیا ہے جو کہ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے' ایک ضابطہ ہے جو کام کرنے کے گھنٹوں' کام کرنے کے دنوں' کم سے کم عمر کی ضرورت وغیرہ کے بارے میں متعدد شرائط مقرر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ راجستھان ایک نمائندہ یونین کے رجسٹریشن کے لئے کم سے کم رکنیت اس کمپنی کے روزگار کے 15 فی صد سے بڑھا کر 30 فی صد کررہا ہے۔ اس طرح کی تبدیلی سے اتفاق رائے پیدا کرنے اور کثیر یونینوں میں تنازع کو حل کرنے کے سلسلے میں ضائع ہوا۔ پیداواری انتظامی اور لیبر وقت کم ہوسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اپرنٹس شپ سے متعلق قانون میں ریاستی حکومت کی ترمیم سے ہنرمند کے فروغ یعنی ماہرین اقتصادیات 'انسانی سرمایے کی تشکیل' کہتے ہیں' اس میں تیزی آئے گی۔

مرکز میں ریاستوں پر زیادہ تر ڈالے جارہے ہیں۔ اس طرح کی اصلاحات کرنے کے بوجھ کی وجہ سے لیبر سے متعلق اصلاحات کی سمت میں بہت کم پیش رفت ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں مرکز کے ذریعے کئے گئے بہت کم اہم اقدامات میں ہی حال ہی میں ایک متحدہ ویب پورٹل قائم کرنا شامل ہے' جس میں کمپنیاں خود سے 16 مرکزی لیبر قوانین سے متعلق اپنی عمل درآمد رپورٹیں داخل کرسکتی ہیں۔ توقع ہے کہ اس طرح کے ویب پورٹل میں ایک ایسا الگوریدم ہوگا جو اس بات کا تعین کرے گا کہ کون سی کمپنیاں ایسی ہیں جن کے سلسلے میں انسپکٹروں کے ذریعے معائنہ کئے جانے کی ضرورت ہے' لہٰذا اس سلسلے میں انسپکٹروں کا اختیار تمیزی کم کرکے اس میں انسپکٹر راج سے دور ایک اقدام سے توقع ہے کہ ہراساں کرنے اور کرایہ طلب کرنے کے معاملے میں کافی کم آئے گی۔ مزید برآں پروویڈنٹ فنڈس کی نقل پذیری کے مقصد سے حالیہ مرکزی اصلاحات مزدوروں کی حرکت پذیری کی حوصلہ افزائی ہوگی کیوں کہ پروویڈنٹ فنڈ کی نقل پذیری کی وجہ سے ملازمین اس صورت میں جب وہ روزگار بدلتے ہیں' پروویڈنٹ فنڈ کے اپنے کھاتے میں فنڈس منتقل کرسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ موجودہ حکومت کے ذریعے اپرنٹس شپ سے متعلق قانون میں ترمیمات سے ہنر کی تربیت کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ مزید برآں جیسا کہ وزیر خزانہ کی حالیہ بجٹ تقریر میں ذکر کیا گیا ہے۔ اب 'ہنرمندی کے فروغ کی ایک نئی وزارت' ہے جو ہنر کی حصولی کو مزید فروغ دینے کے لئے جلد ہی متعدد اہم اقدامات کا اعلان کرے گی۔

یہ بات اہم ہے کہ کارکنان کو برطرف کرنے پر پابندیاں بھی اخراج کی واقعی رکاوٹوں کا کام کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان میں کمپنیوں نے ہمیشہ براہ راست اخراج کی شدید رکاوٹوں کا سامنا کیا ہے جن میں دیوالیے پن سے متعلق جدید قوانین کے فقدان کی وجہ سے

اضافہ ہوتا ہے۔ نتیجتاً اخراج کی ان رکاوٹوں کی وجہ سے غیر ملکی اور ملکی نئی کمپنیاں ہندوستانی مارکیٹ میں داخل ہونے میں تامل کرتی ہیں۔ یہ مسئلہ دیوالیے پن سے متعلق ایک ایسا ضابطہ وضع کرکے ''دیوالیے پن سے متعلق قانون میں اصلاح'' سے کم شدید بنا دیا جائے گا جس سے وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر کے مطابق ''قانونی یقینیت اور رفتار'' آئے گی نیز جو آنے والے مالی سال کے لئے ان کی ایک اعلی ترجیح ہے۔

اقتصادی کارکردگی پر لیبر ضابطوں کا اثر

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، مختلف ریاستوں نے مرکزی طور سے وضع کردہ لیبر قوانین میں مختلف قسم کی ترمیمات کی ہیں۔ اس کے علاوہ نفاذ کا پیمانہ ریاستوں میں مختلف ہوتا ہے۔ اس سے ریاستوں میں لیبر مارکیٹ کی سخت گیری کے سلسلے میں کچھ فرق پیدا ہوتا ہے جس سے اس بات کا مطالعہ کرنے کے لئے محققین فائدہ اٹھاسکتے ہیں کہ کس طرح اشیاء سازی کے شعبے کی اقتصادی کارکردگی، جیسا کہ کمپنی/ پلانٹ کی سطح پر دیکھا گیا ہے،اس صنعت کو داد خطابت دیتی ہے یا مجموعی سطح تک بھی ان ریاستوں میں مختلف ہوتی ہے جو اپنی لیبر مارکیٹ کی لچک داری کے سلسلے میں مختلف رائے رکھتی ہیں۔ بیلے اور برگیس (2004) اس قسم کا پہلا مطالعہ تھا۔ اشیا سازی کی مجموعی اندراج شدہ پیداوار کے بارے میں ریاستی سطح کے اعداد وشمار کا استعمال کرتے ہوئے انہوں نے یہ پایا تھا کہ ان تمام تغیر پذیر چیزوں میں ملازم موافق (بندشی یا سخت گیرانہ) لیبر ضابطوں کی وجہ سے کمی آئی ہے۔ غیر رسمی (غیر اندراج شدہ) اشیا سازی کے لئے اسی جیسے میزانوں سے اس طرح کے لیبر ضابطوں کے ساتھ مخالف تعلق کا پتہ چلا ہے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ غیر رسمی شعبہ ترقی کی رفتار پکڑ لیتا ہے جسے رسمی شعبے میں لیبر مارکیٹ کی سخت گیریاں دبا دیتی ہیں۔ بعد کے مطالعات سے زیادہ الگ الگ اعداد وشمار کا استعمال کرکے اس کام کی مزید توسیع کرتے ہیں۔

حسن، گپتا اور کمار (2009) ریاست کے ذریعہ صنعت کی سطح پر ایک مطالعہ ہے۔ انہوں نے پایا ہے کہ نسبتاً بندشی لیبر ضابطوں والی ریاستوں نے دیگر ریاستوں کے مقابلے میں مزدوروں پر مبنی صنعتوں اور ان کے مجموعی روزگار کے سست تر فروغ کا تجربہ ہوا ہے۔ حسن اور جانڈرک نے اس سے بھی زیادہ ایک الگ الگ مطالعہ کیا ہے (2013)، جس میں انہوں نے اشیا سازی کی رسمی اور غیر رسمی کمپنیوں کے بارے میں اعداد وشمار جمع کئے ہیں۔ انہوں نے بندشی لیبر ریاستوں اور دیگر کے درمیان کمپنی کے روزگار کی تقسیم کے سلسلے میں فی الواقع کوئی فرق نہیں پایا ہے۔ لیکن جب وہ صرف لیبر پر مبنی شعبوں پر توجہ محدود کرتے ہیں تو صفر سے 9 ملازمین والی کمپنیوں کے روزگار کا حصہ دیگر (آجر موافق) ریاستوں (تقریباً 60 بمقابلہ 40 فی صد) کے مقابلے میں بندشی لیبر ضابطے والی (کارکن موافق) ریاستوں میں بہت زیادہ ہے 200 سے زیادہ ملازمین (تخمیناً 10 بمقابلہ 25 فی صد) کے زمرے میں آنے والی کمپنیوں کے لئے درجہ بندی الٹ دی جاتی ہے۔ انہوں نے اس وقت کوئی نمایاں بات نہیں ہو پائی ہے جب انہوں نے زیادہ اور کم بنیادی ڈھانچے والی ریاستوں کے درمیان اسی طرح کا ایک موازنہ کیا تھا۔ ان کے مطالعے کی ایک دلچسپ تحقیق یہ ہے کہ جب کہ ہندوستان کی ملبوسات کی صنعت میں روزگار چھوٹی کمپنیوں (ہر ایک 9 سے کم کارکنان کو روزگار دینے والی) میں مرتکز ہے تو چین کی ملبوسات کی صنعت میں یہ بہت بڑی کمپنیوں (ہر ایک 2000 سے زیادہ کارکنان کو روزگار دینے والی) میں مرتکز ہے۔

ڈوگھرٹی، فریسانکورو بلس اور کرشیا کے ذریعے ایک حالیہ مقالے (2014) سے پتہ چلتا ہے کہ مزدوروں پر مبنی صنعتوں میں نیز بہت زیادہ متلون مانگ کا سامنا کرنے والی صنعتوں میں کمپنیوں کی کل عنصر پیداواری صلاحیت دیگر کے مقابلے میں کم بندشی لیبر قوانین والی ریاستوں میں اوسطاً تقریباً 11 سے 14 فی صد زیادہ تھی۔

لیبر ضابطوں اور عالم کاری کے درمیان تفاعل: نظریہ اور ثبوت

پابندی عائد کرنے والے لیبر ضابطوں کے منفی اثرات کے بارے میں مذکورہ بالا ثبوت کے پیش نظر یہ بات حیرت انگیز نہیں ہے کہ ہندوستان کی تجارت اور غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری کے نظاموں میں بڑی اصلاحات، مزدوروں پر مبنی صنعتوں میں چھوٹے پیمانے کا ریز رویشن ختم کرنے، وغیرہ کے باوجود ہندوستان میں مزدوروں پر مبنی صنعتوں میں تیزی سے اضافہ اور ترقی نہیں ہو رہی ہے۔ مزید برآں گذشتہ دو دہوں میں جی ڈی پی میں غیر ہنر مند مزدوروں پر مبنی شعبوں مثلاً خوراک اور مشروبات، ملبوسات، کپڑے، فرنیچر وغیرہ کا حصہ کم ہو رہا ہے جب کہ ہنر پر مبنی اور سرمایے پر مبنی صنعتوں مثلاً موٹر گاڑیوں، پٹرولیم تیل کی صفائی، انجینئرنگ کے سامان، ٹیلی مواصلات، ادویہ سازی، مالیہ، سافٹ ویئر وغیرہ میں زیادہ تیزی سے اضافہ ہوا ہے نیز ہندوستان کی برآمدات میں ان کا حصہ 91-1990 میں 41 فی صد سے بڑھ کر 08-2007 میں 65 فی صد ہوگیا ہے۔ اس کے برخلاف ہندوستان میں مزدوروں کی بہتات ہونے کے پیش نظر تجارتی نرم کاری (جس کی وجہ سے عام طور سے پیداوار کے وافر ساز وسامان یا عناصر کے استعمال میں مجتمع سرگرمیوں میں خصوصی مہارت ہوتی ہے) بقیہ معیشت کی نسبت سے مزدوروں پر مبنی اشیا سازی کی توسیع ہونی چاہئے۔ درحقیقت ہندوستان آہستہ آہستہ بنگلہ دیش کے تئیں اور کافی تیزی سے چین کے تئیں ملبوسات کے سلسلے میں عالمی مارکیٹ کے حصے سے محروم ہوتا رہا ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے جب کہ چین کی ملبوسات کی صنعت میں روزگار بہت بڑی کمپنیوں (ہر ایک 2000 سے زیادہ کارکنوں کو روزگار دے رہی ہے) میں مجتمع ہے، ہندوستان کی ملبوسات کی صنعت میں یہ چھوٹی کمپنیوں (ہر ایک 9 سے کم کارکنوں کو روزگار دے رہی ہے) مجتمع ہے، جس کی وجہ سے بہت سی اہم اشیاء پیداوار کرنے کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ ملبوسات کے شعبے میں ہندوستان کی کارکردگی بنگلہ دیش کی کارکردگی

کے مقابلے میں کافی طور سے خراب ہے جو کہ غریبی کی زیادہ شرح خراب بنیادی ڈھانچے اور بدعنوانی کی زیادہ سطحوں کے ساتھ ایک زیادہ غریب تر ملک ہے۔ یہ موازنہ ہندوستان کے سخت گیرانہ لیبر ضابطوں کے ذریعے ادا کردہ منفی کردار کے بارے میں بہت معنی خیز ہے۔

سخت گیرانہ لیبر ضابطے دنیا کے دیگر حصوں کے مقابلے میں ہندوستان کی مقابلہ جاتی برتری اور ہندوستان میں مزدوروں پر مبنی کمپنیوں کی کارکردگی کو کس طرح متاثر کرتے ہیں؟ براہ راست طور سے لیبر کے اخراجات میں اضافہ کرنے کے علاوہ سخت گیرانہ لیبر ضابطے کمپنیوں کے سائز کو محدود کرتے ہیں' جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے۔مزدوروں پر مبنی کمپنیوں کا چھوٹا سائز انہیں بہت سی اشیا کی پیداوار کرنے سے روکتا ہے۔اس کی وجہ سے مزدوروں پر مبنی اشیا سازی کے سلسلے میں ہندوستان کی مقابلہ جاتی برتری کم ہوجاتی ہے۔

کچھ مبصرین کے ذریعے حال ہی میں نکالے گئے نتائج کے برخلاف ان نئے قوانین کے ساتھ وابستہ کردہ روزگار کے آغاز پر کمپنیوں کی گروپ بندی کی عدم موجودگی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان ضابطوں کے ذریعے عائد کردہ بندشیں لازمی نہیں ہیں۔مزدوروں پر مبنی کمپنیوں میں' اس طرح کے ضابطوں کی وجہ سے بڑے پیمانے کی پیداوار کے لئے درکار مصنوعات کی قسم یا ٹکنالوجی کے انتخاب کی حوصلہ شکنی ہوسکتی ہے۔ چھوٹے پیمانے کی پیداوار کی تکنیکیں یا مصنوعات کی اقسام' جن کا انتخاب کرنے کے لئے ان ضابطوں کے ذریعے کمپنیوں کو مجبور کیا جاتا ہے' روزگار کے ایک خوش امیدانہ سائز کی حامل ہوسکتی ہیں' جو مثال کے طور پر آئی ڈی اے کی سطح کے مقابلے میں زیادہ چھوٹا ہے۔اس کے علاوہ ان ضابطوں کا نامکمل نفاذ ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ قانونی سطحوں کی چھوٹی خلاف ورزیوں پر یا تو انسپکٹروں کی نظر نہیں پڑسکتی ہے یا وہ انہیں نظرانداز کرسکتے ہیں۔

پابندی عائد کرنے والے لیبر ضابطے کمپنیوں کو ٹکنالوجی اور مانگ کے جھٹکوں کے ردعمل میں اپنے ساز وسامان کے سلسلے میں مطلوبہ ہم آہنگیاں کرنے سے روکتے ہیں۔تجارت کی موجودگی میں اس سے ان ملکوں کی کمپنیوں کے مقابلے میں ملکی کمپنیاں مشروط ہوسکتی ہیں جہاں لیبر مارکیٹ کی سخت گیری ایک مسئلہ نہیں ہے۔ تجارت کے فائدہ جاتی اثرات کی حصولی کے لئے صنعتوں میں نیز ایک صنعت کے اندر کمپنیوں میں دونوں میں کافی تعداد میں مزدوروں کی ازسرنو تخصیص کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔صنعتوں میں اور ایک صنعت کے اندر' ازسرنو تخصیص کی دونوں اقسام پابندی عائد کرنے والے ضابطوں کے ذریعے مقید ہیں۔یہ قوانین بڑی تعداد میں مستقل کارکنان کو کام میں لگانے کے سلسلے میں کمپنیوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں نیز ایسے زیادہ سے زیادہ اتفاقی یا ٹھیکہ جاتی کارکنوں کو کام میں لگانے کے سلسلے میں انہیں ترغیب دیتے ہیں' جو کام کرنے کے دوران سیکھنے یا کمپنی کے لئے مخصوص ہنر حاصل کرنے کے سلسلے میں محدود ترغیب کے حامل ہیں۔اس کے علاوہ یہ ضابطے لیبر کے لئے سرمایے کا بدل کرنے کے سلسلے میں بھی کمپنیوں کو ترغیب دیں گے یعنی وہ ہر ایک صنعت میں پیداوار کی زیادہ سرمایے پر مبنی تکنیکوں کا استعمال کریں گے اور مصنوعات کی نسبتاً زیادہ سرمایے پر مبنی اقسام تیار کریں گے۔اس طرح یہ لیبر قوانین ہندوستان کی عنصر کی بہتات پر مبنی اس مقابلہ جاتی برتری کے خلاف کام کریں گے جو مزدوروں پر مبنی اشیا سازی کے سلسلے میں ہے نیز یہ قوانین تجارت سے اس کے فوائد کو روکیں گے۔

اب ہم بین اقوامی تجارت اور لیبر قوانین کے درمیان تفاعل نیز کمپنی کی کارکردگی کا تعین کرنے کے سلسلے میں اس تفاعل کے اثر کے سلسلے میں تجربی ثبوت کا ذکر کرتے ہیں۔مترا اور ارل (2008) نے 1988 سے 2000 کی مدت کے لئے 15 بڑی ریاستوں میں مختلف دوعددی صنعتوں میں تجارتی اصلاحات کا پیداواریت کا ایک بڑھتا ہوا اثر پایا ہے۔معیار کے لحاظ سے اسی طرح کے اثرات روزگار' پیداوار' مالیت کے اضافے' بڑے ذخیرے اور سرمایہ کاری کے معاملے میں بھی پائے گئے ہیں۔چناں چہ یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے کہ سندرم' احسان اور مترا (2013) نے یہ پایا ہے کہ تجارت کی نرم کاری سے پانچ سے زیادہ کارکنان والی غیر رسمی اشیا سازی کے شعبے کے ذریعے کچھ حد تک اضافہ ہوتا ہے۔

جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے' تجارت اور لیبر ضابطوں کے درمیان تعلق کو عنصر کی شدتوں پر موخرالذکر کے اثر پر نظر ڈال کر مزید سمجھا جاسکتا ہے کیوں کہ عنصر کی بہتات کے ساتھ امتزاج میں عنصر کی شدتیں تجارت کے تحت مقابلہ جاتی برتری اور خصوصی مہارت نیز نتیجتاً تجارت سے متعلق فوائد کا تعین کرتی ہیں۔گذشتہ عرصے میں صنعتوں اور ملکوں پر نظر ڈالتے ہوئے حسن' مترا اور سندرم (2013اے) نے یہ پایا ہے کہ پابندی عائد کرنے والے ضابطوں' خاص طور سے ٹھیکے پر رکھنے اور نکال دینے سے متعلق ضابطوں' کم سے کم اجرت کے ضابطے اور بے روزگاری سے متعلق فوائد کے امتزاج سے پیدا ہونے والی لیبر مارکیٹ کی خامیاں اشیا سازی کے شعبے کی مختلف صنعتوں میں خاص طور سے غیر ہنرمند مزدوروں پر مبنی صنعتوں اور ان صنعتوں میں سرمایہ جاتی شدت میں اضافے سے وابستہ ہیں' جن کی مانگ اور ٹکنالوجی مزدوروں کی بکثرت ہم آہنگیوں کی مانگ کرنے کے سلسلے میں کافی متلون ہیں۔ چناں چہ یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے کہ حسن' مترا اور سندرم (2013بی) نے یہ پایا ہے کہ ہندوستان کا غذ اور طباعت' چمڑے' ربڑ اور پلاسٹکس' کیمیاوی اشیا غیر دھاتی معدنیات' بنیادی دھاتوں' دھاتی مصنوعات' بجلی کے ساز و سامان اور آلات' پٹرولیم وغیرہ سمیت بہت سی صنعتوں میں ترقی کی اپنی سطح کے ذریعے پیش گوئی کردہ کے مقابلے میں نیز چین کے ذریعے استعمال کردہ کے مقابلے میں پیداوار کی زیادہ سرمایے پر مبنی تکنیکوں کا استعمال کرتا ہے۔

لیبر مارکیٹ کی ایک اور اہم تغیر پذیر چیز بے روزگاری کی شرح ہے جو ہم نے تجارت اور لیبر مارکیٹ کی سخت گیری کے تفاعل سے متاثرہ پائی ہے۔حسن' مترا'

رنجن اور احسان (2012) کو لچک دار لیبر مارکیٹوں والی ریاستوں میں تجارتی نرم کاری کے اثر کو کم کرنے والی بے روزگاری کا ثبوت ملا ہے۔ بے روزگاری میں حقیقی کمی کا تقریباً 37 فی صد حصہ ممکنہ طور سے تجارتی نرم کاری سے منسوب کیا جارہا ہے۔ بے روزگاری کے بارے میں یہ نتائج 1988-1997 کی مدت کے لئے ریاست کے ذریعے دوعددی صنعت کی سطح کے اعداد وشمار کا استعمال کرکے حسن، مترا، اور راما سوامی کے اس مطالعہ کے نتائج کے مطابق ہیں جس میں یہ پایا گیا ہے کہ تجارتی اصلاحات سے اجرتوں میں اضافہ کے تئیں روزگار میں کمی کی اثر پذیری میں اعداد وشمار کے لحاظ سے نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ جیسا کہ روڈریک (1997) نے دلیل دی ہے، یہ اثر پذیری کارکنان کی معاملہ کرنے کی طاقت کو ناموافق طور سے منعکس کرتی ہے جو تجارتی نرم کاری کی وجہ سے کمی ہوجاتی ہے۔ ایک ذریعہ بالکل براہ راست ہے نیز ایسے سازوسامان کی سستی اور ایک بڑی قسم کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جو تجارتی نرم کاری کے بعد ملکی مزدوروں کی خدمات سے مقابلہ کرسکتا ہے۔ دوسرا ذریعہ زیادہ ہلکا ہے نیز اس حقیقت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ ملکی طور سے تیار کردہ سازوسامان تجارتی نرم کاری کے بعد غیر ممالک میں تیار کردہ سازوسامان سے زیادہ مقابلے کا سامنا کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اجرت میں کسی بھی اضافے کی وجہ سے جس کے نتیجے میں لاگت میں اضافہ اور نتیجتاً قیمت میں اضافہ ہوتا ہے، اب مانگ کردہ پیداوار کی مقدار/تعداد میں اور اس لئے روزگار میں زیادہ بڑی کمی آتی ہے۔ اس سے طے کردہ اجرتیں کم ہوسکتی ہیں، جس کے بارے میں بے روزگاری کے بیشتر ماڈل بے روزگاری میں کمی کرنے کی ترغیب دینے کی پیشین گوئی کریں گے۔ توقع ہے کہ یہ ذریعہ ایک نسبتاً لچک دار لیبر مارکیٹ کی موجودگی میں اپنی بھرپور صلاحیت سے کام کرے گا۔

اختتامی کلمات: پالیسی سفارشات اور نتائج

اس خیال کی تائید کرنے کے لئے واضح طور سے قومی ثبوت موجود ہے کہ ہندوستان کے فرسودہ اور پابندی عائد کرنے والے لیبر ضابطے اس کے اشیا سازی کے شعبے، خاص طور سے اس شعبے کے اندر نسبتاً مزدوروں پر مبنی صنعتوں کی ترقی کی راہ میں ایک سنگین رکاوٹ ہیں۔ یہ ضابطے اشیا سازی کے شعبے میں کمپنیوں کے سائز کو کم کرکے نیز انہیں بہت سی اہم امکانی اشیا کی پیداوار کرنے سے محروم کرکے انہیں دباتے ہیں۔ وہ انہیں پیداوار کی نسبتاً سرمایے پر مبنی تکنیکیں اپنانے اور ہر ایک صنعت کے اندر مصنوعات کی سرمایے پر مبنی اقسام کی پیداوار کا انتخاب کرنے پر بھی مجبور کرتے ہیں۔ اس طرح وہ انہیں ہندوستان کی عنصر کی بہتات پر مبنی مقابلہ جاتی برتری کا مخالف بناتے ہیں۔ مزید برآں یہ قوانین عارضی کارکنان کا استعمال کرنے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں جو اپنے کام کے دوران سیکھنے کی کسی ترغیب کے حامل نہیں ہیں نیز جن کے سلسلے میں کمپنیوں کے پاس سرمایہ کاری کرنے کے لئے کوئی ترغیب نہیں ہے، لہٰذا خاص طور سے مزدوروں پر مبنی صنعتوں مثلاً کپڑے اور ملبوسات کی صنعتوں مثلاً کپڑے اور ملبوسات کی صنعتوں میں ہندوستان کی اشیا ساز کمپنیاں چین، بنگلہ دیش، ویتنام وغیرہ میں جہاں لیبر مارکیٹس بہت زیادہ لچک دار ہیں، ان کے ہم پلہ کے مقابلے میں شدید طور سے غیر مراعات یافتہ ہیں۔

جیسا کہ ظاہر ہے کہ ہندوستان کی کام کرنے والی وسیع آبادی کو 'اچھا' روزگار فراہم کرنے واحد طریقہ مزدوروں پر مبنی اشیا سازی کی توسیع کرنا ہے، اگرچہ حال ہی میں ہندوستان میں خدمات کے شعبے کی تیزی سے توسیع ہوئی ہے لیکن یہ ایک حد سے آگے ترقی کا اس کا خاص ذریعہ نہیں ہوسکتا ہے کیوں کہ یہ تعلیم یافتہ کارکنوں کی محدود دستیابی کی وجہ سے بندش سے دوچار ہوگا۔ خدمات پر مبنی پائیدار ترقی کے لئے درکار ورک فورس کی منتقلی میں کئی دہے لگیں گے، لہٰذا لیبر ضابطوں میں اصلاح کرنے کی ضرورت ہوگی۔

کس قسم کی لیبر اصلاحات کی ضرورت ہے؟ جب کہ آئی ٹی اے کا آغازی روزگار ایک سو سے بڑھا کر 300 کرنا فائدہ مند ہوسکتا ہے، جیسا کہ راجستھان میں کیا گیا ہے، اس میں زیادہ اعلی سطحوں تک مرحلہ وار مزید اضافہ کیا جانا چاہئے۔ اصلاحات کے عمل کو آئی ڈی اے کے باب V بی سے آگے جانے کی ضرورت ہے، اس پر بیشتر مبصرین عام طور سے توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ بھگوتی اور پناگریا کا کہنا ہے کہ صنعتی روزگار (مستقل احکامات) سے متعلق قانون میں ترمیم کی جانی چاہئے تاکہ ایک کارکن کو ایک کام سے دوسرے کام میں جس کے لئے وہ اہل ہے، جانے کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ لچک داری ملے۔

میں اس بات کی سفارش کروں گا کہ ایک کمپنی کے اندر کثیر یونٹوں کی اجازت نہیں دی جانی چاہئے کیوں کہ ان سے مخلوط صورت حال پیدا ہوسکتی ہے جس کے نتیجے میں پیداواری صلاحیت کا بڑا نقصان ہوگا۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، توقع ہے کہ ویب پورٹل پر ضابطوں کی بجا آوری کی خود سے اطلاع دینے کے نئے اقدام سے انسپکٹر راج ختم ہوگا۔ اس اسکیم کے تحت احاطہ کردہ ضابطوں کی تعداد میں اضافہ کئے جانے کی ضرورت ہے۔

جب کہ ہندوستان کے پابندی عائد کرنے والے ضابطوں کی اخراجات کو وسیع طور سے تسلیم کیا جاتا ہے، ان کی اصلاحات کو بیشتر لوگوں کے ذریعے سیاسی طور سے پائیدار نہیں خیال کیا جاتا ہے۔ مزدور یونینوں کو سیاسی طور سے بہت منظم اور سیاسی عمل میں محوری کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ لیکن اب اس بات کا ثبوت ہے کہ زیادہ تجارتی کھلے پن سے ہندوستان میں رسمی شعبے کے کارکنوں کی معاملہ کرنے کی طاقت میں کمی آئی ہے۔ چناں چہ لیبر ضابطوں میں بتدریج اصلاحات سے نہ صرف ان اصلاحات کے لئے سیاسی طور سے مخالفت ختم ہوگی بلکہ اس طرح کی اصلاحات کے لئے سیاسی حمایت میں بھی اضافہ ہوگا کیوں کہ کارکنان اس بات کو پوری طرح سمجھتے ہیں کہ وہ اس طرح کی اصلاحات کے سب سے بڑے مستفیدین ہیں۔

☆☆☆

آنند شرما، ویرپال کور

ہندوستان میں ہائی ٹیک مینوفیکچرنگ

نئی حکومت گزشتہ مئی 2014 میں اپنے قیام کے پہلے روز سے ہی 'میک ان انڈیا' پہل کو فروغ دے رہی ہے ۔ اس مہم کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کو ایک "مینوفیکچرنگ مرکز' بنا کر ہندوستانی معیشت کو پھر سے مضبوط کیا جائے اور روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کیے جائیں۔ میک ان انڈیا پالیسی کے تحت، ہندوستانی حکومت 2025 تک جی ڈی پی میں مینوفیکچرنگ کے تناسب کو 25 فیصد تک بڑھانا چاہتی ہے جو گزشتہ دو دہائیوں کے دوران 15 سے 16 فیصد پر برقرار ہے۔ ہندوستان ڈھانچے کی تبدیلی کے عمل میں ترقی اور خدمات کے تناسب (57 فیصد) اور صنعتی شعبے میں ترقیاتی عمل کے بہت ہی ابتدائی سطح پر سبقت حاصل کی ہے۔ ہندوستان میں صنعتی علاقے کی سست شرح ترقی کے لیے مینوفیکچرنگ شعبے کی سست ترقی کو ذمہ دار ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ اقتصادی سروے 2014-15 کے مطابق، مینوفیکچرنگ شعبہ نیم گرم برقرار ہے ؛ مینوفیکچرنگ میں اپریل-دسمبر 2014 میں 1.2 فیصد ترقی درج کی گئی ہے۔ مینوفیکچرنگ میں کم ترقی کی وجہ زیادہ سود کی شرح، بنیادی ڈھانچے میں رکاوٹوں، اور کم گھریلو اور بیرونی مانگ ہے۔ مینوفیکچرنگ کے شعبے کی سست رفتار ترقی پوری معیشت کے لیے بہت مایوس کن ہے۔ ہندوستان کا مینوفیکچرنگ شیئر (1.5 فیصد) دنیا کے مقابلے میں کوئی وجود نہیں رکھتا جبکہ چین کا مینوفیکچرنگ تناسب دنیا کے مینوفیکچرنگ کا 14 فیصد ہے۔ اس کے اسباب میں ایک سبب ہندوستانی مینوفیکچرنگ سیکٹر کی پیداواری ساخت میں ہائی ٹیک مینوفیکچرنگ کی کم اہمیت ہے۔

نئی حکومت اس مینوفیکچرنگ شعبے کارکردگی کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے کیونکہ اس شعبے کے اندر ترقی کا انجن بننے اور معیشت کو کم آمدنی سے زیادہ آمدنی کی حالت میں لے جانے کی صلاحیت ہے۔ صنعتی انقلاب جو انگلینڈ میں ہوا' اس سے یہ بھی واضح ہے کہ اس کے نتیجے میں فی کس آمدنی اور معیار زندگی میں ایک اہم اضافہ ہوا۔ کزنیٹ نے بھی کسی معیشت کے پرائمری سے سیکنڈری اور تیسرے درجے کے شعبے کی اسٹرکچرل تبدیلی کی نشاندہی کی ہے جو جدید اقتصادی ترقی کے ساتھ منسلک ہے۔ جب کسی معیشت میں اسٹرکچرل تبدیلی آتی ہے، تجارتی ساخت میں بھی تبدیلیاں آتی ہیں۔ اس متحرک مناسب ترقی نے جنوبی کوریا، سنگاپور اور حال ہی میں چین کی کامیابی کی کہانی رقم کی ہے۔ اس تناظر میں، مینوفیکچرنگ برآمدات ترقی کو رفتار دینے اہم کردار ادا کرتی ہے اور مینوفیکچرنگ شعبے کی کارکردگی اور مکمل معیشت کو فروغ دینے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ برآمدات غیر ملکی آمدنی، تکنیکی ظواہر، پیمانے کی معیشت اور اضافہ شدہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری (لال، 2000) کا ذریعہ ہیں۔ اس لیے اگر حکومت حقیقت میں میک ان انڈیا پروگرام کو نافذ کرنا چاہتی ہے تو اسے اسکل انٹینسیو مینوفیکچرنگ کو فروغ دینے پر توجہ مرکوز کرنا ہوگا کیونکہ یہ معیشت کو تیزی سے ترقی دینے اور وسیع کرنے کی حرکیات ہیں اور برآمدات کے ڈھانچے کو بہتر کرنے سے بین الاقوامی سطح پر مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

ایک معیشت سے مینوفیکچرنگ برآمدات مختلف طرح کی تکنیک سے ہو سکتی ہیں جیسے چھوٹی، درمیانی اور اعلی ٹیکنالوجی۔ چین، جرمنی اور امریکہ جیسے مینوفیکچرنگ ممالک نے اپنے برآمدات کمپوزیشنز کو نچلی سطح سے اوسط اور پھر ہائی ٹیک مصنوعات میں بدلنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ ہائی ٹیک مصنوعات غیر ملکی کرنسی کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں (اگروال، گپتا اور گاندھی، 2004)، اور ہنر مند روزگار کے مواقع پیدا کرنے کا (ایگزیم بینک، 2014) سب سے بڑا ذریعہ بھی مانا جاتا ہے۔ امپیریل لٹریچر نے بھی ہائی ٹیک مختلف مصنوعات کے ذریعہ مینوفیکچرنگ برآمدات کی ترقی پر مثبت اثرات کی وضاحت کی ہے۔ (کرگمین، 1995، لال 1999) ۔ایک متنوع برآمداتی ساخت کی اہمیت ہندوستان جیسے

مصنفین بالترتیب انڈین انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ احمد آباد اور سی ایس آر ڈی' جے این یو سے وابستہ ہیں۔

ترقی پذیر ممالک کے لئے خاص طور پر اہم ہے۔ حالانکہ ہندوستان کم تر ٹیکنالوجی، غیر تربیت یافتہ لیبر سے لے کر اعلی ٹیکنالوجی اور انتہائی سرمایہ کاری والے تمام مصنوعات کی مینوفیکچرنگ کرتا ہے تاہم عالمی مارکیٹ میں اس کا کردار اب بھی بہت اہم نہیں ہے اور وہ اپنے پڑوسی ملک چین اور دیگر ایشیائی ممالک سے پیچھے ہے۔ عالمی مارکیٹ میں ہندوستانی برآمدات کی خراب کارکردگی کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کو اب بھی اپنے اعلی ٹیکنالوجی کی برآمدات پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اعلی ٹیکنالوجی کی برآمدات عالمی معیار کے لحاظ سے زیادہ مسابقتی ہوتی ہیں اور دیگر کٹیگری کے برآمدات کے بالمقابل زیادہ لچکدار اور زیادہ آمدنی پیدا کرنے والی ہوتی ہیں۔

عالمی مینوفیکچرنگ میں ہندوستان کی حالت

ٹیبل 1 سے پتہ چلتا ہے؛ کہ ہندوستان کی عالمی مینوفیکچرنگ میں 2012 میں 2.1 فیصد کے تناسب کے ساتھ برائے نام حصہ داری تھی۔ جبکہ چین نے دنیا کے اہم ممالک مثلاً امریکہ، جاپان اور جرمنی پر سبقت لے جاتے ہوئے 22.4 فیصد کی حصہ داری کے عالمی مینوفیکچرنگ میں سرفہرست رہا۔ برکس ممالک کے چار ابھرتی ہوئی معیشتیں 2012 کی فہرست میں شامل ہیں۔

آگے ہم ہندوستان کی جانب سے عالمی مینوفیکچرنگ برآمدات میں ہندوستان کی مینوفیکچرنگ برآمدات کی حصہ داری کا تجزیہ کریں گے۔

دنیا کے دوسرے ممالک کے تناظر میں ہندوستان کی کارکردگی کا اندازہ کرنے کے لئے ہم نے ترقی یافتہ، ترقی پذیر اور غیر ترقی یافتہ ممالک میں سے 21 بڑے برآمد کرنے والے ممالک سے اس کا موازنہ کیا۔ جدول نمبر ایک سے دنیا کی ٹوٹل مینوفیکچرنگ ایکسپورٹس میں ہندوستان اور دوسرے ممالک کی مینوفیکچرنگ برآمدات کے تناسب کا پتہ چلتا ہے۔ یہ واضح کرتا ہے کہ ٹوٹل مینوفیکچرنگ میں ہندوستان کا حصہ مجموعی ممالک کے حساب سے بہت کم ہے جو بہت ہی سست روی کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔ 1991 میں یہ تناسب 0.57 فیصد تھا جبکہ 2013 میں یہ شرح 1.81 فیصد تک پہنچ گئی ہے۔ اس کے برعکس چین کا حصہ 2013 میں 18.6 فیصد پر سب سے زیادہ تھا۔ یہ اعداد و شمار مینوفیکچرنگ کی برآمدات میں چین کی طاقت کو دکھاتے ہیں۔ ہندوستان اور چین کے علاوہ تمام ممالک کے مینوفیکچرنگ برآمدات کے تناسب میں 1991 سے 2013 کی مدت میں کمی درج کی گئی ہے۔ مزید دلچسپ بات یہ ہے کہ گزشتہ 13 برسوں میں چین میں اس شعبے میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے جبکہ ہندوستان نے اس مدت میں بڑی سست رفتار ترقی حاصل کی ہے۔ لہذا، یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں کہ چین دنیا میں کل مینوفیکچرنگ برآمدات میں نمبر ایک حصہ دار ہے جبکہ ہندوستان نویں مقام پر ہے۔

ٹیبل 2 دنیا کی کل اعلی ٹیکنالوجی برآمدات میں دنیا کے 21 ممالک کا اعلی ٹیکنالوجی برآمدات کا حصہ ظاہر کرتا ہے۔ ہائی ٹیک مصنوعات کے ایکسپورٹس میں چین کی اہم پوزیشن واضح ہے۔ چین کی حصہ داری دنیا کی کل اعلی ٹیکنالوجی کی برآمدات میں 2013 میں

ٹیبل 1: مینوفیکچرنگ ویلیو ایڈیڈ کے لئے 10 سب سے بڑے ممالک

رینک	میں عالمی مینوفیکچرنگ کا تناسب 2012	2012	2002	1992
1	22.4	چین	امریکہ	امریکہ
2	17.4	امریکہ	جاپان	جاپان
3	9.7	جاپان	چین	جرمنی
4	6	جرمنی	جرمنی	اٹلی
5	2.8	کوریا	اٹلی	فرانس
6	2.4	اٹلی	برطانیہ	برطانیہ
7	2.3	روس	فرانس	چین
8	2.2	برازیل	کوریا	روس
9	2.1	ہندوستان	میکسیکو	اسپین
10	2	فرانس	کنیڈا	کنیڈا

ماخذ: ایم اے پی آئی

27.56 فیصد کے ساتھ سب سے زیادہ تھی۔اس کی سب سے اہم خصوصیت 2000 اور 2013 کے درمیان تناسب میں زبردست اضافہ ہے۔جرمنی،امریکہ اور جاپان جیسے ترقی یافتہ ممالک 1995 میں چین سے آگے تھے۔لیکن حالیہ برسوں میں ان کی حصہ داری چین کے مقابلے میں کافی کم ہے۔2013 میں ہندوستان 0.62 فیصد کے ساتھ تیرہویں نمبر پر ہے۔اس تناسب میں بڑی سست رفتار ترقی ہوئی ہے اور یہ 1990 کے 0.09 فیصد سے 2013 کے 0.62 فیصد تک پہنچا ہے۔اس وجہ سے ہندوستان کا عالمی ہائی ٹیک ایکسپورٹ میں بہت کم حصہ ہے۔اس کالعدم حصہ داری کے تعلق سے ہندوستانی پالیسی سازوں کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے اور اس میں غیر معمولی اضافے کے لیے پالیسیاں تیار کرنی چاہیے۔

جدول 2 میں 1991 سے 2013 ٹوٹل مینوفیکچرنگ ایکسپورٹس میں ہندوستان کے ہائی ٹیک ایکسپورٹ کا تناسب دکھایا گیا ہے۔ہندوستان کے معاملے میں 1991 میں ہائی ٹیک ایکسپورٹس صرف 3.3 فیصد پر مشتمل ہے۔اس حصہ داری میں اضافہ کا رجحان دکھایا گیا ہے لیکن یہ رفتار بہت سست ہے۔اس تناسب کو 2013 میں 8.2 فیصد تک پہنچنا چاہیے۔درج پانچ ممالک میں سے 2013 میں ہائی ٹیک برآمدات میں چین کی حصہ داری 35.5 فیصد کے ساتھ سب سے اوپر تھی۔امریکہ اور جاپان کیشیئر میں گزشتہ ایک دہائی سے زیادہ گراوٹ کا رجحان درج کیا گیا ہے۔جرمنی کے شیئر میں اس مدت میں ٹھہراؤ رہا ہے۔اس کے برعکس، اعلی ٹیکنالوجی کی برآمدات میں چین کی حصہ داری میں 1995 اور 2005 کے درمیان نمایاں اضافہ ہوا ہے اور اس کے بعد بھی اس میں اضافہ ہوا ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ اور جاپان جیسے ترقی یافتہ ممالک کے ہائی ٹیک برآمدات میں کمی چین کی طرف سے مختص کی گئی ہے۔ظاہر ہے،چین دنیا کے تمام اہم معیشتوں پر حاوی ہوکر حالیہ برسوں میں ایک مینوفیکچرنگ مرکز کے طور پر ابھر کر سامنے آیا ہے۔چین کے مینوفیکچرنگ کی کامیابی کچھ حد تک ہائی ٹیک مصنوعات کے ایکسپورٹ میں اضافہ پر مبنی ہے۔ایک قوم کے ایکسپورٹس پورٹ فولیو میں ہائی ٹیک برآمدات کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے ہندوستان کے پالیسی سازوں کو پالیسیوں کے فریم ورک میں اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔

ہندوستان اور چین میں ہائی ٹیک مینوفیکچرنگ کا موازنہ

مندرجہ بالا تجزیہ سے یہ واضح ہے کہ چین کو عالمی مارکیٹ میں سبقت حاصل ہے۔ہندوستان اور چین

ٹیبل 2: دنیا کی کل اعلی ٹیکنالوجی برآمدات میں ہائی ٹیک برآمدات کا حصہ: اہم ممالک

ممالک	1990	1995	2000	2005	2010	2013	میں درجہ
چین		2.27	4.32	14.55	23.55	27.56	1
جرمنی	11.77	8.78	7.30	9.18	8.59	8.48	2
امریکہ	21.88	16.67	16.79	11.16	6.96	6.27	3
کوریا ریپبلک	3.03	4.55	4.79	5.76	6.25	5.91	4
سنگاپور	4.27	7.45	6.28	6.48	6.34	5.75	5
جاپان	17.38	16.30	11.51	8.02	6.41	4.90	6
فرانس	6.21	5.53	4.73	4.08	4.16	4.15	7
ملائیشیا	1.72	3.58	4.01	3.55	3.13	2.66	8
برطانیہ	7.44	6.60	5.38	4.14	2.12	1.97	9
سوئٹزرلینڈ	1.76	1.37	0.91	1.20	1.55	1.72	10
ہنگری		0.27	0.90	1.41	1.70	1.02	11
فلپائن		0.62	3.02	2.10	1.03	1.01	12
ہندوستان	0.09	0.10	0.10	0.18	0.44	0.62	13
اسرائیل	0.42	0.40	0.53	0.34	0.53	0.54	14
روسی فیڈریشن			0.20	0.23	0.24	0.38	15
انڈونیشیا	0.05	0.21	0.57	0.41	0.38	0.33	16
جنوبی افریقہ	0.13	0.13	0.15	0.15	0.12	0.12	17
کوسٹاریکا		0.00	0.15	0.10	0.08	0.11	18
مالٹا	0.11	0.13	0.12	0.07	0.05	0.04	19
کینیا	0.00	0.00	0.00	0.00	0.01	0.00	20
قبرص					0.00	0.00	0.00

دونوں کے درمیان کئی طرح کی مشابہتیں پائی جاتی ہے جیسے دونوں کے پاس بڑی ڈومیسٹک مارکیٹ ہیں، دونوں نے 1980 میں ایک ہی سطح سے معاشی ترقی شروع کی اور کم ترقی کا سامنا کرنے کے بعد دونوں لبرل ازم کی راہ پر چلے۔

سماج وادی اور خود پسندی پر مبنی حکمرانی پر عمل کر کے یہاں ہم نے ساخت کا ایک تقابلی تجزیہ کیا ہے اور ہندوستان اور چین کے ہائی ٹیک کی برآمدات کے تقابلی تجزیہ (آرسی اے) کا پتہ لگایا ہے۔

ٹیبل 3، 1995 سے 2013 کے درمیان ہندوستان اور چین کے ہائی ٹیک ایکسپورٹس کی ساخت کی وضاحت کرتا ہے۔ لال (2000) کی بنیاد پر ہائی ٹیک ایکسپورٹ کو دو اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایچ ٹی -1 اور ایچ ٹی -2۔

ایچ ٹی -1 مصنوعات میں الیکٹرانک اور الیکٹریکل مصنوعات اور ایچ ٹی -2 میں دیگر ہائی ٹیک مصنوعات شامل ہیں۔ چین کے لئے، ایچ ٹی -1 مصنوعات کے زمرے میں، روٹیٹنگ الیکٹرک پلانٹ کا شیئر (716)، دفتر مشینیں (751)، دفتر مشینوں کے پارٹس (759)، ٹیلی ویژن ریسیورز (761)، بجلی کی مشینری پارٹس (771)، الیکٹریکل پاور مشینری کے اوزار (778) میں 1995-2013 کی مدت میں زوال کا رخ دیکھا گیا ہے۔ دوسری طرف، خودکار طریقے سے ڈیٹا پروسیسنگ کے آلات (752)، ٹیلی مواصلات کے آلات اور پارٹس (764) اور ٹرانزسٹر والویز (776) میں اس مدت میں اضافہ کا رجحان دکھائی دیتا ہے۔ اسی طرح، ہندوستان کے معاملے میں، روٹیٹنگ الیکٹرک پلانٹ (776)، دفتر مشینیں (751) کا معاملہ بھی ہے۔

خودکار ڈیٹا پروسیسنگ آلات (752)، دفتر مشینوں کے پارٹس (759)، ٹیلی ویژن ریسیورز (761)، ٹرانزسٹر والویز (776) اور الیکٹریکل مشینری کے اوزار (778) میں کمی کا رخ دیکھا جا رہا ہے۔

ٹیبل 3: ہندوستان اور چین میں ہائی ٹیک ایکسپورٹس کی ساخت: 1995-2013

		چین			بھارت		
	ایچ ٹی -1 مصنوعات	1995	2002	2013	1995	2002	2013
716	روٹیٹنگ الیکٹرک پلانٹ	6.7	3.2	2.7	5.2	9.6	1.7
718	توانائی پیدا کرنے کی دیگر مشنری	0.2	0.1	0.3	0.5	1.4	10.8
751	دفتر مشین	5.3	2.7	2.9	1.1	0.9	0.6
752	آٹومیٹک، ڈیٹا پروک، آلات	14.3	24.9	24.8	14.1	11.3	3.2
759	دفتر مشین کے لئے پارٹس،	10.3	17.2	5.6	18.5	10.6	3.3
761	ٹی وی رسیور وغیرہ	5.0	3.0	3.2	5.7	3.2	3.2
764	ٹیلی کام ساز و سامان، پارٹس	25.2	24.8	30.5	14.1	8.7	42.1
771	الیکٹرک بجلی مشینری پارٹس	9.6	5.2	4.2	7.0	9.1	11.1
774	الیکٹرومیڈکل، ایکسرے کے ساز و سامان	0.3	0.3	0.4	2.4	13.4	3.9
776	ٹرانزسٹر، والوز، وغیرہ	8.1	9.0	17.4	15.4	12.2	5.2
778	الیکٹرک، مشین، اپارٹس، نیس	14.9	9.7	7.8	16.0	19.6	15.0
			چین			بھارت	
	ایچ ٹی -2 مصنوعات	1995	2002	2013	1995	2002	2013
525	ریڈیو فعال مواد	7.3	3.9	1.0	0.1	0.1	0.1
541	میڈیسین، وغیرہ، ای ایکس سی، جی آر پی 542	38.1	31.1	13.5	18.4	24.7	12.7
542	میڈیکمینٹ	9.7	4.7	4.3	76.0	63.3	59.1
712	اسٹیم ٹربائنس	0.2	0.6	2.0	0.6	1.6	0.5
792	ہوائی جہاز، سے متعلق ساز و سامان	4.3	6.7	2.8	1.0	5.1	22.6
871	چشمے کے آلات، نیس	8.4	18.2	56.7	0.2	0.2	0.1
874	اقدامات، کنٹرول آلات	11.8	18.5	18.2	3.6	4.5	4.6
881	تصویر اپارٹس، وغیرہ، نیس	20.3	16.3	1.4	0.2	0.5	0.2

ماخذ: وٹس یو این کمٹریڈ کے اندازے کے مطابق

ہندوستان میں ایچ ٹی ۔ 2 میں اہم شیئر میڈیکمنٹ (59.1 فیصد) اور طیارے اور متعلقہ آلات (22.7 فیصد) نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ دوائی کو بنیادی طور پر خالص کیپٹل سیکٹر کے طور پر دیکھا جاتا ہے جبکہ طیارے اور متعلقہ آلات لیبر انسینٹیو سیکٹر پر مبنی مہارت کی بنیاد پر ہیں۔

ٹیبل 4، 2013 میں ہندوستان اور چین کے لئے ہائی ٹیک کی برآمد میں رشتہ داری پر مبنی تقابلی فائدہ کو ظاہر کرتا ہے۔ اس مقالے میں ہم نے بلاسا (1959) کے پیمائش کو کسی ملک کے برآمدات کی کارکردگی کو ناپنے کے لیے استعمال کیا ہے جو دنیا کے کل ایکسپورٹ میں کسی ملک کے شیئر کے طور پر منقسم ہوتی ہے۔ ایچ ٹی ۔1 کے زمرے میں چین کی آرسی اے تمام مصنوعات میں ہندوستان سے زیادہ ہے۔ یہ ہائی ٹیک مصنوعات کی برآمدگی میں ہندوستان پر چین کی فوقیت کو واضح کرتا ہے۔ تاہم، ایچ ٹی ۔2 میں ہندوستان کا آرسی اے قدرے بہتر ہے۔ ہندوستان میڈیکمنٹ (542) اور طیارے (792) میں ہی آرسی اے رکھتا ہے۔

نتیجہ اور پالیسی مضمرات:

یہاں پیش کیے گئے تجزیہ میں ہائی ٹیک مینوفیکچرنگ ایکسپورٹس کے مختلف پہلوؤں کو دکھایا گیا ہے جس کا مقصد ہائی ٹیک ایکسپورٹس پر زور دینا ہے۔ ہائی ٹیک مصنوعات کے میدان میں ٹیلی کمیونی کیشن آلات، بجلی کی پیداوار کی مشینری، بجلی کے آلات، دواسازی اور طیارے کے اجزاء

ایک: عالمی مینوفیکچرنگ ایکسپورٹس میں مینوفیکچرنگ ایکسپورٹس کا شیئر 1

ممالک	1990	1995	2000	2005	2010	2013	2013 میں رینک
چین		3.53	4.92	10.04	15.69	18.60	1
جرمنی	16.14	12.47	10.29	12.05	11.05	10.76	2
امریکہ	12.63	11.89	13.14	9.19	7.79	7.50	3
جاپان	12.54	11.89	10.08	7.84	7.23	5.61	4
کوریا ریپبلک	2.76	3.23	3.47	3.70	4.38	4.31	5
فرانس	7.35	6.33	5.36	4.99	4.25	3.91	6
برطانیہ	6.74	5.41	4.97	4.24	3.04	2.84	7
سنگاپور	1.71	2.79	2.64	2.66	2.70	2.58	8
بھارت	0.57	0.65	0.74	1.02	1.47	1.81	9
سوئٹزرلینڈ	2.72	2.15	1.57	1.68	1.80	1.80	10
ملائیشیا	0.72	1.55	1.77	1.51	1.42	1.24	11
ہنگری		0.24	0.54	0.76	0.83	0.79	12
روس فیڈریشن			0.56	0.65	0.60	0.78	13
انڈونیشیا	0.41	0.65	0.79	0.58	0.62	0.61	14
اسرائیل	0.48	0.48	0.58	0.51	0.58	0.55	15
فلپائن		0.32	0.98	0.82	0.42	0.44	16
جنوبی افریقہ	0.55	0.39	0.58	0.58	0.43	0.38	17
کوسٹاریکا		0.02	0.08	0.07	0.06	0.06	18
مالٹا	0.05	0.05	0.05	0.03	0.03	0.02	19
کینیا	0.01	0.01	0.01	0.02	0.02	0.02	20
قبرص	0.01	0.01	0.00	0.00	0.00	0.00	21

ماخذ: وٹس یو این کمٹریڈ کے اندازے کے مطابق

کوان اہم علاقوں میں شمار کیا جاسکتا ہے جو ہندوستان کے ہائی ٹیک ایکسپورٹس میں اعلی شیئر ادا کرتے ہیں۔ان تمام شعبوں کے علاوہ ادویات کو چھوڑ کر سبھی مہارت پر مبنی لیبر انسینٹیو سیکٹر ہیں جو ہندوستان کے نوجوانوں کی آبادی میں اضافے کا فائدہ اٹھانے میں مدد کر سکتے ہیں۔ ہندوستان کے بالمقابل چین نے ہائی ٹیک مصنوعات کی زیادہ متنوع ایکسپورٹ ساخت پیش کی ہے ۔اپنے ایکسپورٹس کی ساخت میں تنوع لانے کے لیے ہندوستان کو ویلیو ایڈڈ اسکل انٹیسیو مینوفیکچرنگ میں اضافہ پر زیادہ توجہ مرکوز کرنی ہوگی۔جیسا کہ اس وقت ہندوستان کے تحقیق اور ترقی (آر اینڈ ڈی) اخراجات بہت کم ہیں اور 2012 میں وہ جی ڈی پی کا محض 0.7 فیصد تھا۔ دواسازی کے شعبے کی ترقی کے لئے مزید آر اینڈ ڈی اور لیبس کھولنے ہوں گے۔ ٹیلی کمیونیکیشن سیکٹر کے لئے ٹیکنالوجی کی تجدید کے لیے مزید حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے ۔مخصوص شعبوں کے لیے فنانس کرنا اور دوستانہ ٹیکس ڈھانچہ تشکیل کیا جانا چاہئے۔ براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری میں اضافہ کرنا چاہئے اور بین الاقوامی مارکیٹ میں اہم ٹیکنالوجی اداروں کو ہندوستانی مارکیٹ میں اترنے کے لئے حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے۔

☆☆☆

قلم کار حضرات سے گذارش ھے که وہ یوجنا کے معیار کے مطابق ھی مضامین ارسال کریں۔

اے2: ملک کے کل مینوفیکچرڈ ایکسپوورٹ میں ہائی ٹیک ایکسپورٹ کا حصہ

ممالک	1990	1995	2000	2005	2010	2013	2013 میں رینک
چین		3.53	4.92	10.04	15.69	18.60	1
جرمنی	16.14	12.47	10.29	12.05	11.05	10.76	2
امریکہ	12.63	11.89	13.14	9.19	7.79	7.50	3
جاپان	12.54	11.89	10.08	7.84	7.23	5.61	4
کوریا ریپبلک	2.76	3.23	3.47	3.70	4.38	4.31	5
فرانس	7.35	6.33	5.36	4.99	4.25	3.91	6
برطانیہ	6.74	5.41	4.97	4.24	3.04	2.84	7
سنگاپور	1.71	2.79	2.64	2.66	2.70	2.58	8
بھارت	0.57	0.65	0.74	1.02	1.47	1.81	9
سوئٹزرلینڈ	2.72	2.15	1.57	1.68	1.80	1.80	10
ملائیشیا	0.72	1.55	1.77	1.51	1.42	1.24	11
ہنگری		0.24	0.54	0.76	0.83	0.79	12
روس فیڈریشن			0.56	0.65	0.60	0.78	13
انڈونیشیا	0.41	0.65	0.79	0.58	0.62	0.61	14
اسرائیل	0.48	0.48	0.58	0.51	0.58	0.55	15
فلپائن		0.32	0.98	0.82	0.42	0.44	16
جنوبی افریقہ	0.55	0.39	0.58	0.58	0.43	0.38	17
کوسٹاریکا		0.02	0.08	0.07	0.06	0.06	18
مالٹا	0.05	0.05	0.05	0.03	0.03	0.02	19
کینیا	0.01	0.01	0.01	0.02	0.02	0.02	20
قبرص	0.01	0.01	0.00	0.00	0.00	0.00	21

جیتندر سنگھ

قومی کھاتوں کا نیا سلسلہ

اشیاء سازی کا شعبہ نظر ثانی شدہ بنیاد پر بہتر کیوں نظر آتا ہے؟

مستقل قیمتوں کے حساب سے اضافہ جس کا حساب یا تو نئی بنیاد یا پھر پرانی بنیاد کی قیمتوں کا استعمال کرکے لگایا گیا ہے' اس صورت میں مختلف نہیں ہونا چاہئے' اگر دوسری چیز وہی رہتی ہے۔ دیگر الفاظ میں محض بنیادی سال میں تبدیلی کو نئی یا پرانی بنیاد استعمال کرکے حساب کردہ مستقل قیمتوں کے حساب سے اضافے میں فرق کا سبب بتایا جاسکتا ہے۔

مضمون نگار حکومت ہند کی تجارت اور صنعت کی وزارت کے صنعتی پالیسی اور فروغ کے محکمے کے اقتصادی مشیر کے دفتر میں ڈپٹی ڈائریکٹر (آئی ای ایس) ہیں۔

اقتصادی سرگرمیوں کا ڈھانچہ معیشت میں پیداوار اور مانگ کے ڈھانچے میں تبدیلیوں کی وجہ سے کچھ عرصے میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ پیداوار کی جانب' پیداوار کا طریقہ ٹکنالوجی میں تبدیلیوں اور نظام میں اختراعات کے ساتھ تبدیل ہوجاتا ہے اور اس عمل میں کچھ پیداوار متروک ہوجاتی ہیں اور دیگر پیداوار مروج ہوجاتی ہیں۔ جب کہ مانگ کی جانب کھپت کا طریقہ بھی کچھ عرصے میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ متعلقہ قیمتوں میں تبدیلیاں کھپت اور پیداوار کے انتخابات میں تبدیلیوں کی محرک ہوتی ہیں۔ چناں چہ ان ڈھانچہ جاتی تبدیلیوں کا حساب لگانے کے لئے نیز قیمتوں کو تازہ ترین کرنے کے لئے ایک مقررہ مدت کے بعد از سر نو بنیاد بنانے کے عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ قومی کھاتوں کی از سر نو بنیاد بنانے کے عمل سے نئی بنیادی قیمتیں اپنانے کے ساتھ ساتھ معیشت کے اقتصادی ڈھانچے میں تبدیلیوں کے بارے میں بہت ساری نئی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اس سے معیشت کا سائز تجویز کرنے' تعصّبات کی اصلاح کرنے اور معیشت میں شعبوں کی متعلقہ اہمیت پر از سر نو نظر ڈالنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

اعداد و شمار کے مرکزی دفتر (سی ایس او) کے ذریعے قومی کھاتوں کے نئے سلسلوں کی حالیہ شروعات سے 05-2004 سے 12-2011 کے لئے قومی کھاتوں کے اعداد و شمار کی بنیاد کی نظر ثانی ہوئی ہے جو آخری بار جنوری 2010 میں قائم کی گئی تھی۔ بنیاد کی نظر ثانی کے ساتھ ساتھ متعدد طریقہ جاتی تبدیلیاں بھی کی گئی ہیں۔ اس کے جامع ہونے کے باوجود پریس نوٹ نے اس کی وضاحت کرنے کی بجائے لوگوں کو مزید الجھایا جاتا ہے۔ استعمال کنندہ کو ترقیاتی اعداد و شمار کی غیر متوقع جنبشوں نے حیرت میں ڈال دیا تھا۔ ان میں سے بہت سی جنبش پریشان کن ہونے کی وجہ سے پالیسی مقصد کے لئے نئے اعداد استعمال کرنے کے سلسلے میں ایک محتاط طریقے کی ذمہ دار تھیں۔ اس بارے میں الجھن پائی جاتی ہے کہ کون سے اعداد استعمال کرنے چاہئیں۔ پرانے یا نئے؟ اس مضمون میں نئے سلسلوں میں کی گئیں تبدیلیاں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے نیز یہ بیان کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ کچھ شعبوں' خاص طور سے اشیا سازی کے شعبے کے لئے ترقیاتی اعداد میں غیر متوقع تبدیلیاں کیوں دیکھنے میں آئی ہیں؟

قومی کھاتوں کے نئے سلسلے کارپوریٹ شعبے اور سرکاری سرگرمیوں کے اس کے جامع احاطے نیز قومی نمونہ جاتی سروسز کے ذریعے تیار کردہ حالیہ اعداد و شمار کے شمولیت کے لحاظ سے پرانے سلسلے (بنیاد: 05-2004) میں ایک بہتری ہے۔ اس سے جائزے کے طریقوں' اقتصادی سرگرمیوں کا حساب لگانے کے طریقوں' شروع کردہ نئے نظریوں اور نئی درجہ بندیوں کی شمولیت میں کچھ تبدیلی بھی آئی ہے۔

صنعتوں کے لئے این آئی سی 2008 درجہ بندیوں کی شمولیت ایک صنعت کے لئے سرگرمیوں میں ہم آہنگیوں کی ممکنہ طور سے ایک وجہ ہے۔ صنعتوں کی تعداد پرانے سلسلے میں آٹھ سے بڑھ کر نئے سلسلے میں 11

ہوگئی ہے۔ اضافی تین صنعتوں کی ازسرنو درجہ بندی خدمات کے شعبے کی اندر کی گئی ہے یعنی 'ٹرانسپورٹ' اسٹوریج مواصلات اورنشریات سے متعلق خدمات' املاک غیرمنقولہ' مکان کی ملکیت اور پیشہ ورانہ خدمات' نیز دیگرخدمات''۔ صنعتوں کی تعریف بھی بدل دی گئی ہے۔ مثال کے طور پر قدیم ''کمیونٹی خدمات' بدل کر'' پبلک نظم و نسق اور دفاع'' ہوگئی ہیں۔

نئے نظریات مثلاً بنیادی قیمت پر مجموعی مالیت کا اضافہ (جی وی اے) شروع کئے گئے ہیں جب کہ کچھ پرانے نظریات مثلاً عنصر کی لاگت پر جی ڈی پی اب سے ترک کردیئے گئے ہیں۔ بنیادی قیمتوں پر جی اے وی عنصر کی لاگت پر جی ڈی پی نیز پیداواری ٹیکس اور سبسڈیوں کی خالص کے برابر ہے۔ اس کے نتیجے میں عنصر کی لاگت جی ڈی پی کے مقابلے میں جی وی اے کے سائز پر اثر پڑے گا جو مختلف شعبوں کے لئے مختلف ہوسکتا ہے۔ مثال کے طور پر اشیا سازی میں مثبت ہونے کی وجہ سے خالص پیداواری ٹیکس کے نتیجے میں اس شعبے میں جی ڈی پی کے مقابلے میں زیادہ جی وی اے ہوگا۔ بنیادی قیمتوں پر جی وی اے کے لئے نئے ترقیاتی اعداد و شمار ٹیکس اور سبسڈیوں کے ایک اثر کے حامل بھی ہوں گے جو عنصر کی لاگت پر جی ڈی پی میں معاملہ نہیں تھا۔

پیداواری ٹیکس کو مصنوعات کے ٹیکس سے ممیّز کردیا گیا ہے کیوں کہ اول الذکر تیار کردہ مقدار/تعداد سے آزاد ہے' جب کہ آخرالذکر اس سے مختلف ہوتا ہے۔ اسی طرح کا فرق پیداوار اور مصنوعات کی سبسڈیوں کے درمیان بھی کیا جاتا ہے۔ بازار کی قیمتوں پر جی ڈی پی' جس کا ذکر اب سے جی ڈی پی کے طور پر کیا جائے گا' اس کا حساب بنیادی قیمتوں پر جی وی اے میں مصنوعات کے ٹیکس اور مصنوعات کی سبسڈیوں کے خالص کا اضافہ کرکے لگایا جاسکتا ہے۔

اشیاء سازی اور خدمات کے غیر شامل کردہ اداروں کے لئے ''محنت کا نیا موثر طریقہ' اپنایا گیا ہے تاکہ غیر منظّم غیر زرعی شعبے کے لئے ان کے تخمینوں کا حساب لگایا جائے۔ یہ طریقہ پچھلے طریقے کے برخلاف پیداواری صلاحیت اور ہنرمندیوں پر مبنی کارکنوں کی مختلف اقسام کو مناسب اہمیت دیتا ہے جب کہ پچھلے طریقے میں ان کی ہنرمندیوں اور پیداواری صلاحیت کے لحاظ سے بغیر ہر کارکن کو مساوی اہمیتی دی جاتی تھی۔ امید ہے کہ نیا طریقہ اپنانے سے غیر منظّم غیر زرعی شعبے میں مالیت اور اہمیت کے اضافے کا بہتر اندازہ لگایا جاسکے گا۔

پرانی اور نئی بنیاد سے اعداد و شمار میں فرق

مستقل قیمتوں پر جی او وی اے کا فروغ پرانی بنیاد (2004-05) کے حساب سے عنصر کی لاگت پر جی ڈی پی کے 4.5 فی صد فروغ کے مقابلے میں نئی بنیادی (2011-12) کے حساب سے 2012-13 میں زیادہ یعنی 4.7 فی صد بتایا گیا ہے۔ 2013-14 میں نئی بنیاد کے حساب سے جی وی اے کا فروغ 6.6 فی صد بتایا گیا ہے جو پرانی بنیاد کے حساب سے 4.7 فی صد تھا۔ 2012-13 اور 2013-14 میں اشیا سازی کے لئے جی وی اے کے فروغ میں قابل دید اضافہ دیکھنے میں آیا ہے جسے بالترتیب پرانی بنیاد کے سال کے حساب سے پچھلے 1.1 فی صد اور 0.7 فی صد کے مقابلے میں نئی بنیاد کے سال کے حساب سے 6.2 فی صد اور 5.3 فی صد تازہ ترین کیا گیا ہے۔ اشیاء سازی کے شعبہ جاتی حصے میں بھی 2012-13 اور 2013-14 میں کافی اضافہ ہوا ہے جو 2011-12 میں پرانی بنیاد بنیاد کے حساب سے 14.1 فی صد کے مقابلے میں نئی بنیاد کے حساب سے 17.9 فی صد بتایا گیا ہے۔ یہ فرق یقیناً بہتر احاطے اور تبدیل کردہ طریقوں نیز ممکنہ طور پر نظریات اور درجہ بندیوں میں تبدیلیوں کی وجہ سے ہیں۔ یہ بات جاننا اہم ہے کہ ان عناصر کی وجہ سے جی وی اے میں نیز کس شعبے میں کتنا فرق آیا ہے۔

مستقل قیمتوں کے حساب سے اضافہ جس کا حساب یا تو نئی بنیاد یا پھر پرانی بنیاد کی قیمتوں کا استعمال کرکے لگایا گیا ہے' اس صورت میں مختلف نہیں ہونا چاہئے' اگر دوسری چیز وہی رہتی ہے۔ دیگر الفاظ میں محض

نئی اور پرانی بنیاد کی مستقل قیمتوں کے حساب سے شعبہ جاتی ترقی میں فرق

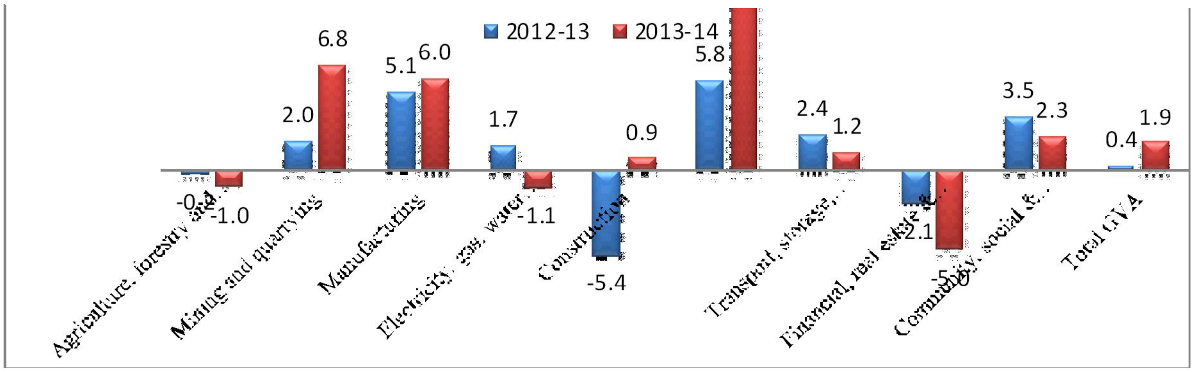

مآخذ: اعداد و شمار کا مرکزی دفتر نوٹ: پچھلے سال 05-2004 سلسلے) کے لئے تخمینے عنصر کی لاگت کے حساب سے جی وی اے سے اخذ کئے گئے ہیں جب کہ 2011-12 سلسلے کے لئے تخمینے بنیادی قیمتوں کے حساب سے جی وی اے سے اخذ کئے گئے ہیں۔

بنیادی سال میں تبدیلی کو نئی یا پرانی بنیاد استعمال کر کے حساب کردہ مستقل قیمتوں کے حساب سے اضافے میں فرق کا سبب بتایا جاسکتا ہے۔ اس منطق کے ساتھ نئی اور پرانی بنیاد کی مستقل قیمتوں پر حساب کردہ شعبہ جاتی ترقی کی شرحوں میں فرق کا گراف۔1 میں نقشہ کھینچا گیا ہے۔ من جملہ دیگر باتوں کے ان فرق سے یہ فرض کرتے ہوئے کہ نئے سلسلے میں تخمینے سرگرمیوں کی بہتر نمائندگی ہیں' معیشت کی ترقی و فروغ میں کم یا زیادہ تخمینہ جاتی تعصب کا پتہ چلتا ہے۔ مجموعی طور سے معیشت کی ترقی و فروغ میں پرانے سلسلے میں 2013-14 میں تقریباً دو فی صد پوائنٹ کے ساتھ کم تخمینہ لگایا گیا تھا۔ اگرچہ اس تعصب کی وجوہات صرف ڈھانچہ جاتی تبدیلیاں' قدر و قیمت کا اندازہ لگانے کے بہتر طریقے' بہتر احاطہ وغیرہ بھی ذمہ دار ہیں۔ ان شعبوں میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کان کنی اور کھدائی' اشیاء سازی و تجارت' مرمت اور ہوٹل' ٹرانسپورٹ' اسٹوریج وغیرہ کے فروغ کا بھدے پن سے کم اندازہ لگایا گیا ہے جب کہ پرانے سلسلے میں زراعت اور متعلقہ نیز مالی غیر منقولہ جائیداد اور کاروباری خدمات میں فروغ کا زیادہ تخمینہ لگایا گیا تھا۔

نئی بنیاد کے حساب سے اشیا سازی کے شعبے کی ترقی میں اضافہ کی وجوہات ڈھانچہ جاتی نیز مرتب کرنے کے طریقے میں تبدیلی ہیں۔ طریقہ جاتی تبدیلیوں میں نظر میں تبدیلی' بہتر احاطہ' قدر و قیمت کا اندازہ لگانے کے نئے طریقوں کا استعمال اور نئے نظریات کی شروعات شامل ہیں۔ پریس نوٹ میں اجاگر کردہ تبدیلیوں میں سے کچھ تبدیلیاں حسب ذیل ہیں:

(i) اداری کے طریقے سے صنعت کے طریقے میں تبدیلی: صنعتوں کے سالانہ سروے میں استعمال کردہ ادارہ کے طریقے میں اشیاء سازی کے علاوہ ایک یونٹ کی سرگرمیوں کا احاطہ نہیں کیا گیا ہے۔ جب کہ اشیاء سازی کی اس کی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ایک صنعت کو اشیاء سازی کے علاوہ دیگر سرگرمیوں مثلاً ضمنی سرگرمیوں میں بھی شریک کیا جاتا ہے۔ اب نئے طریقے میں اشیاء سازی کے علاوہ ایک اشیاء ساز کمپنی کی سرگرمیوں کو اشیاء سازی کے شعبے میں شمار کیا جاتا ہے۔ صنعت کے طریقے میں کارپوریٹ امور کی وزارت کے ایم سی اے 21 اعداد و شمار کے ذریعے سہولت بہم پہنچائی جاتی ہے۔ ان تبدیلیوں سے اشیا سازی کے رجسٹرڈ شعبے کے احاطے میں اضافہ ہوا ہے۔

(ii) این ایس او سروسز کے نتائج کی شمولیت: نئے این ایس ایس سروسز یعنی غیر شامل کردہ صنعتوں کے سروے (2010-11) کی تفصیلات اب دستیاب ہیں' اس لئے نئے سلسلے میں انہیں شامل کیا گیا ہے۔ تازہ ترین تفصیلات اشیاء سازی کے غیر منظم شعبے میں سرگرمیوں کی نمائندگی میں ایک بہتری ہے۔

(iii) محنت کے طریقے میں تبدیلی: نئے سلسلے میں اشیاء سازی اور خدمات کے غیر شامل کردہ اداروں کے لئے ''محنت کا موثر طریقہ'' شامل کیا گیا ہے۔ پچھلے طریقے میں کارکنان کی تمام اقسام کو مساوی اہمیت دی جارہی تھی جب کہ نئے طریقے میں کارکنان کی پیداواری صلاحیت کے مطابق ان کو مختلف اہمیت دی جاتی ہے۔

(iv) سبسڈیوں کو منہا کرکے پیداواری ٹیکس کی شمولیت: پیداواری ٹیکس اور پیداواری سبسڈیوں کا خالص اشیا سازی کے سلسلے میں مثبت ہے جب کہ یہ من جملہ اور چیزوں کے زراعت اور متعلقہ' نیز بجلی' گیس وغیرہ کے سلسلے میں منفی ہے۔ چناں چہ مثبت خالص پیداواری ٹیکس سے قطعی طور سے دیگر شعبوں کی نسبت سے اس شعبے میں جی وی اے کے سائز میں اضافہ ہوگا۔ مزید برآں پالیسی میں تبدیلی سمیت کسی بھی تبدیلی سے اگر مجموعی پیداواری ٹیکس اور سبسڈیوں میں تبدیلی آتی ہے تو اس بات کا امکان ہے کہ یہ اس شعبے کی ترقیاتی شرحوں میں منعکس ہوسکتی ہے۔

☆☆☆

آکاشوانی کی خبروں کے فیس بک پیج کو پسند کرنے والوں کی تعداد 20 لاکھ سے زیادہ

☆ فیس بک کا استعمال کرنے والوں نے آل انڈیا ریڈیو (آکاشوانی) کی خبروں کے فیس بک پیج کو خبروں کے دوسرے اداروں کی فیس بک پیج سے زیادہ اہمیت دیتے ہوئے اس کے قابل بھروسہ اور مصدقہ ہونے کی تصدیق کی ہے۔ اس کا اظہار اس بات سے ہوتا ہے کہ آکاشوانی کے خبروں کے فیس بک پیج کو پسند کرنے والوں (لائکس) کی تعداد 20 لاکھ سے تجاوز کر گئی ہے جو ایک ریکارڈ ہے۔ فیس بک کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ آکاشوانی کا خبروں کا شعبہ (این ایس ڈی) پورے ملک کے علاوہ بیرونی ملکوں میں رہنے والے ہندوستانیوں نے تقریباً ایک کروڑ افراد تک پہنچ رہا ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ آکاشوانی کے خبروں کے شعبے نے اپنے سوشل میڈیا پلیٹ فارم کو فروغ دینے کے لیے کوئی اضافی یا رقم خرچ کر کے کسی ذریعے کو استعمال نہیں کیا ہے۔

خط افلاس سے نیچے رہنے والوں کے لئے غذائی اجناس کی تخصیص: صارفین امور، خوراک اور نظام تقسیم کے وزیر مسٹر رام ولاس پاسوان نے ایک سوال کے تحریری جواب میں لوک سبھا کو مطلع کیا کہ حکومت نے 2014-15 کے دوران خط افلاس سے نیچے رہنے والے کنبوں (بی پی ایل) کے لئے 194.04 لاکھ ٹن اور خط افلاس کی سطح سے اوپر رہنے والے کنبوں (اے پی ایل) کنبوں کے لئے 137.27 لاکھ ٹن غذائی اجناس تخصیص کی ہے۔ 218.85 لاکھ ٹن غذائی اجناس نیشنل فوڈ سیکورٹی ایکٹ کے تحت مختص کیا گیا ہے۔ رواں مالی سال کے دوران قدرتی آفات کے شکار کنبوں کے لئے ریاستوں کو 12.04 لاکھ ٹن غذائی اجناس مختص کیا گیا ہے۔

شائن جیکب

ہندوستان میں

پٹرولیم کی قیمتوں کا ماضی اور حال

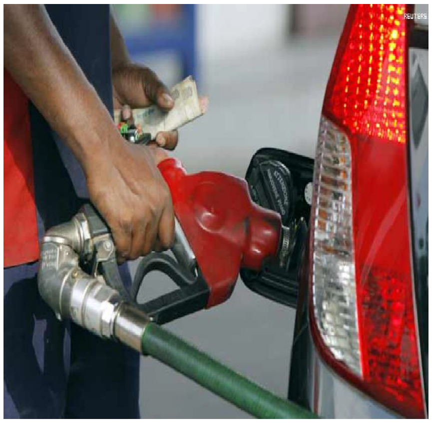

مالی خسارے سے لے کر اشیائے صرفہ کی قیمتوں کے عدد اشاریے تک خام تیل کی بین اقوامی قیمتیں ہندوستان میں ہر ایک چیز پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

عام آدمی کے لئے ہمارے ملک میں پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کا تعین اور خام تیل کی عالمی قیمتوں کا تعین ہمیشہ ایک معمہ رہا ہے۔اس سے بھی زیادہ پریشان کن ہندوستانی باسکٹ خام تیل اور مساواتِ مبادلہ کی قیمتوں کے تعین کے ہندوستانی نظام جیسی اصلاحات ہیں جن پر ہندوستان اس وقت پٹرولیم مصنوعات کی تیل صاف کرنے کے کارخانے باہر کی قیمتوں کا حساب لگانے کے لئے عمل پیرا ہے۔

پٹرولیم کے شعبے کو بنیادی طور سے دو زمروں میں تقسیم کیا جاتا ہے(1)اوپری زمرہ جو خام تیل اور گیس کی تلاش اور پیداوار پر مشتمل ہے اور 2)نچلا زمرہ جس میں تیل کی صفائی اور مارکیٹنگ شامل ہے۔گذشتہ مالی سال میں ملک میں خام تیل کی پیداوار 37.788 ملین ٹن(ایم ٹی)رہی ہے جس سے 0.20 فی صد کی معمولی سی کمی کا پتہ چلتا ہے جو 2012-13 میں 37.862 ایم ٹی تھی۔اس سلسلے میں ہندوستان کے لئے بڑی تشویشات پرانے علاقے اور ٹکنالوجی کا فقدان ہیں جب کہ راجستھان اور کے جی گہرے پانی والے علاقوں جیسے نئے علاقوں سے پیداوار کے سلسلے میں امید کی ایک کرن نظر آتی ہے۔ دریں اثنا گذشتہ سال کے دوران تیل صاف کرنے کی صلاحیت سالانہ 215.066 ملین ٹن(ایم ٹی پی اے) رہی اور توقع ہے کہ 2017 تک یہ صلاحیت بڑھ کر تقریباً 307 ایم ٹی پی اے ہوجائے گی۔

یہاں پٹرولیم کی قیمتوں کو اثر انداز کرنے والے کلیدی عناصر خام تیل کے اخراجات' مانگ اور سپلائی میں عدم توازن' ٹیکس اور محصولات' مارکیٹ کے حالات' پیداوار اور کھپت' ذخائر' درآمدات' بین اقوامی قیمتیں' سبسڈی اور جائے وقوع کے اثرات ہیں۔قیمتوں کا تعین کرنے کے نظام کے پہلوؤں کا جائزہ لینے کے لئے خام تیل کے محرکات نیز ہندوستان میں ایندھن کی قیمتوں کا تعین کرنے کی تاریخ کا جائزہ لیا جانا چاہئے۔

ہندوستانی باسکٹ خام تیل

خام تیل ماقبل تاریخ زوپ لنکٹن اور کائیوں کے ان باقیات سے لاکھوں برسوں میں بنتا ہے جو کہ اینوکسک حالات میں بنتے ہیں۔اس کے منبع کی بنیاد پر خام تیل کی درجہ بندی ویسٹ ٹیکساس انٹرمیڈیٹ' ڈبلیو ٹی' برینٹ' دبئ یا منٰی کے طور پر کی جاتی ہے۔ دوسری طرف تیل صاف کرنے والے کارخانے بھی اس کی زمرہ بندی 'سوئیٹ'(شیریں) گندھک کے کم جزو والا) یا سو(ترش (2.5 فی صد سے زیادہ صاف کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ مصنوعات کی کیفیات پوری کی جاسکیں) کے طور پر کرتے ہیں جو کہ اس کے وزن اور اس کی چپچپاہٹ پر مبنی ہوتی ہے۔

ہندوستانی باسکٹ خام تیل ملک میں شیریں' اور ترش خام تیل کی مجموعی پروسیسنگ سے بنایا جاتا ہے۔ یہ فوری گذشتہ سال میں شیریں خام تیل اور ترش خام تیل کی حقیقی پروسیسنگ کے تناسب میں تیل صاف کرنے کے کارخانوں کے ذریعے پروسیس کئے جارہے خام تیل کی اوسط نمائندگی کرتا ہے۔شیریں خام تیل کی قیمتوں کی لئے زمرہ بند کردہ خام تیل' برینٹ' کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ترش خام تیل کے لئے زمرہ بند کردہ خام تیل' دبئ اور عمان کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔گذشتہ مالی سال کے دوران ہندوستانی باسکٹ خام تیل نے برینٹ کے لئے قیمت کے روزانہ تعین نیز 301:69.9 کے تناسب میں دبئ اور عمان زمروں کے اوسط کی نمائندگی کی تھی۔

ہندوستانی باسکٹ میں عمان اور دبئ میں خام تیل کی

اہمیت میں تیل صاف کرنے والے ہندوستانی کارخانوں کے ذریعے ترش خام تیل کا زیادہ استعمال شروع کئے جانے کے بعد حالیہ برسوں میں اضافہ ہوا ہے۔ حال ہی تک بین اقوامی مارکیٹ میں حالیہ یکا یک سرد بازاری تک ہندوستان میں تیل کی قیمتوں میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہا تھا۔ ہندوستانی باسکٹ خام تیل کی اوسط قیمتوں میں تقریباً تین گنا اضافہ دیکھنے میں آیا تھا جو 2003-04 میں فی بیرل 27.97 ڈالر سے بڑھ کر 2013-14 میں فی بیرل 105.52 ڈالر ہوگئی تھیں (نقشہ ذیل میں دیا گیا ہے)۔

لیکن ہندوستانی خام تیل باسکٹ اور پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کے درمیان کوئی رابطہ نہیں ہے۔ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کا انحصار بین اقوامی مارکیٹ پر نیز انفرادی مصنوعات کی مانگ اور سپلائی کی صورت حال پر بھی ہے۔ پٹرول کی قیمتوں کا انحصار سنگاپور خطے کی قیمتوں پر نیز ڈیزل، مٹی کے تیل اور ایل پی جی کے لئے عرب خلیجی خطے کی قیمتوں پر ہے۔

قیمتوں کا تعین اور اس کا ماضی

ہندوستان میں تیل کی قیمتوں کی تاریخ کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ اولاً حکومت نے ویلیوڈ اسٹاک اکاؤنٹ (وی ایس اے) نظام کے ذریعے برماشیل سے ایک معاہدہ کرکے کافی پہلے 1948 میں قیمتوں پر قابو پانے کی کوشش کی تھی۔ وی ایس ایس انتظام ایک فارمولے پر مبنی تھا۔ جو فری آن بورڈ (ایف او بی) قیمت، بحری مال بھاڑے بیمے، بحری نقصان، درآمداتی محصول، سود اور دیگر اخراجات کا ایک مجموعہ تھا۔

قیمتوں کا تعین کرنے کے پورے طریقے کو ضابطہ بندی کرنے کے بارے میں کافی غور وخوض کرنے کے بعد حکومت نے جولائی 1955 میں قیمتوں کے تعین کا امدادی نظام (اے پی ایم) شروع کیا تھا۔ لیکن کمپنیوں کی ترقی کی رفتار بہت ہی سست بنادینے کی تنقید کا سامنا کرنے کے بعد اسے اپریل 2002 میں ختم کردیا گیا تھا کیوں کہ کمپنیاں توانائی کی سیکورٹی کے سلسلے میں مطلوبہ سرمایہ کاریوں کے لئے کافی مالی وسائل پیدا نہیں کرسکی تھیں۔

اس کے بعد ملک میں اپریل 2002 سے جنوری 2004 تک کنٹرول ختم کرنے کا ایک مختصر نظام شروع ہوا تھا جس میں تیل کی کمپنیوں نے مارکیٹ کے عناصر پر مبنی پٹرول، ڈیزل اور گھریلو رقیق کردہ پٹرولیم قدرتی گیس (ایل پی جی) کی گھریلو صارف قیمتیں تبدیل کردی تھیں۔ جب کہ مٹی کے تیل کی قیمتوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی تھی۔ اس اثنا میں قیمتوں کے بینڈ کے ایک نظام کا بھی تجربہ کیا گیا تھا جس میں حکومت نے بین اقوامی قیمتوں کے تعین اور مال بھاڑے کے اخراجات پر مبنی ایک مخصوص دائرے میں خردہ قیمتوں پر نظر ثانی کرنے کے سلسلے میں تیل کی مارکیٹنگ کرنے والی کمپنیوں کو محدود آزادی دی تھی۔

تجارتی مساواتِ مبادلہ کی قیمتوں کا تعین (ٹی پی پی)

قیمتوں کا تعین کرنے کا ایک جامع ڈھانچہ تجویز کرنے کی غرض سے مرکز نے اکتوبر 2005 میں سی رنگاراجن کی قیادت میں ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس پینل نے تیل صاف کرنے کے کارخانے کی سطح پر نیز خردہ سطح پر پٹرول اور ڈیزل کے لئے تجارتی مساوات مبادلہ کی قیمتوں کا تعین کرنے کے ایک فارمولے کی سفارش کی تھی۔ یہ فارمولہ بالترتیب 80.20 کے تناسب سے درآمداتی مساوات مبادلہ (آئی پی پی) اور برآمداتی مساوات مبادلہ (ای پی پی) کا ایک قدر کردہ اوسط تھا۔ ملک میں 16 جون 2006 کو تجارتی مساوات مبادلہ کا نظام شروع کیا گیا تھا۔ اسی کے مطابق تیل صاف کرنے کے کارخانے کے دروازے پر قیمت (آر جی پی) وہ قیمت ہے جس پر ایک مصنوعات تیل صاف کرنے کے کارخانے سے تیل کی مارکیٹنگ کرنے والی ایک کمپنی کو فروخت کی جاتی ہے۔ اس کے بارے میں فیصلہ کیا جاتا ہے۔ درآمداتی مساوات مبادلہ اور برآمداتی مساوات مبادلہ کی قیمتوں کا تعین کرنا کیا ہے؟ درآمداتی مساوات مبادلہ کے نظام کا تعلق قیمتوں کے اس تعین سے ہوتا ہے، جو ایک درآمد کنندہ ہندوستانی بندرگاہوں پر ادا کرتا ہے، جو کہ فری آن بورڈ قیمت، بحری مال بھاڑے، بیمے، بحری نقصان، درآمداتی محصول اور دیگر اخراجات کی ایک رقم ہے۔ دوسری طرف برآمداتی مساوات مبادلہ کا نظام وہ قیمت ہے جو تیل کی کمپنیاں اس کی تیار کردہ مصنوعات کی برآمدات پر وصول کرتی ہیں۔ ای پی پی کے جزو میں ایف او بی قیمت اور پیشگی لائسنس کا فائدہ شامل ہے۔ برآمداتی مساوات مبادلہ کو پٹرولیم مصنوعات کی برآمدات میں ملک کے حصے میں اضافہ ہونے کے بعد قیمتوں کے تعین کا ایک حصہ بنایا گیا تھا۔ گذشتہ مالی سال کے دوران ہندوستان نے 67.864 ایم ٹی پٹرولیم مصنوعات کی برآمدات کی تھیں، جن کی مالیت 368279 کروڑ روپے تھی۔

اس نظام کے مطابق تیل کی مارکیٹنگ کرنے والی سرکاری شعبے کی کمپنیاں (او ایم سی) مثلاً انڈین آئل کارپوریشن، بھارت پٹرولیم کارپوریشن اور ہندوستان پٹرولیم کارپوریشن تیل صاف کرنے والے کارخانوں کو اس وقت تجارتی مساوات مبادلہ کی قیمت ادا کرتی ہیں جب وہ ہر پندرہ دن میں ڈیزل اور پٹرول خریدتی ہیں۔ دریں اثنا ایل پی جی اور مٹی کے تیل کی قیمتوں کا حساب درآمداتی مساوات مبادلہ کی بنیاد پر نیز ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو لگایا جاتا ہے جب کہ بقیہ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں آزادانہ طور سے مقرر کی جاتی ہیں۔

موجودہ رجحانات

اس شعبے میں اصلاحات کرتے ہوئے تیل کی کمپنیوں کو جون 2010 میں بین اقوامی قیمتوں اور شرح مبادلہ کے مطابق خود سے پٹرولیم کی قیمتوں پر نظر ثانی کرنے کی منظوری دی گئی تھی۔ ایک بڑھتی ہوئی کم وصولی کو کم کرنے کے لئے جنوری 2013 میں ڈیزل پر کنٹرول کو مرحلے وار ختم کرنے کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا تھا۔ تجارتی مساوات مبادلہ/ درآمداتی مساوات مبادلہ پر مبنی مطلوبہ قیمت اور وصول کردہ حقیقی قیمت فروخت کے درمیان فرق او ایم سی کی کم وصولیوں کی نمائندگی کرتا ہے)

لیکن اس کے بعد خام تیل کی بین اقوامی قیمتوں میں ایک تیز اضافے کی وجہ سے ان کی کوششوں کی حوصلہ شکنی کی گئی تھی لیکن گذشتہ سال کے آخر میں قیمتوں کے گرنے کا سلسلہ شروع ہونے سے نئی حکومت نے اکتوبر 2014 میں ڈیزل کی قیمتوں پر کنٹرول کو مکمل طور سے ختم کرنے کا انتخاب کیا تھا۔

بہترین بین اقوامی قیمتوں اور روپے کو مستحکم بنانے کے ساتھ ساتھ' کنٹرول ختم کر کے ڈیزل کے سلسلے میں کم وصولی کو اثر انداز کرنے سے اپریل تا دسمبر مالی سال کے پہلے نو مہینوں کے لئے حساس پٹرولیم مصنوعات کے سلسلے میں مجموعی کم وصولیوں کے اعداد و شمار کم ہو کر 67091 کروڑ روپے ہو گئے۔ سبسڈی کے اعداد و شمار 2013-14 میں تقریباً 139869 کروڑ روپے اور مالی سال 2012-13 کے دوران 161029 کروڑ روپے کے آس پاس تھے (ذیل میں دیا گیا نقشہ دو دیکھئے)۔

پٹرولیم کی منصوبہ بندی اور تجزیہ سے متعلق شعبے کے مطابق ہندوستانی باسکٹ خام تیل کی قیمتیں 27 فروری کو فی بیرل 59.19 ڈالر تھیں۔ یہ قیمتیں گذشتہ مہینے فی بیرل 1343 ڈالر تھیں جو چھ سال پہلے تھیں۔ مٹی کے تیل کے معاملے میں فروری کے لئے کم وصولی فی لیٹر 13.32 ہے۔ اس حقیقت پر غور کرتے ہوئے ہندوستان کے لئے یہ اب بھی ایک راحت ہے کہ برینٹ خام تیل کی قیمتیں جون 2014 تک فی بیرل 115 ڈالر کے آس پاس تھیں۔ ہندوستان جیسے ملک کے لئے جو خام تیل کی اپنی 80 فی صد ضرورت کے لئے درآمدات پر انحصار کرتا ہے' یہ اب بھی اچھی خبر ہے۔

2013-14 کے دوران خام تیل کی درآمدات 189.238 ایم ٹی تھیں' جن کی مالیت 864875 ایم ٹی تھی' جب کہ 2012-13 میں یہ درآمدات 184.795 ایم ٹی تھیں جس کی مالیت 784652 کروڑ روپے تھی جس میں مقدار کے لحاظ سے 2.40 فی صد اور مالیت کے لحاظ سے 10.22 فی صد کا اضافہ ہوا ہے۔ ایک درآمد کنندہ ہونے کی وجہ سے

نقشہ-1

ہندوستانی باسکٹ کام تیل کی قیمتیں (ڈالر فی بیرل)

سال	اوسط
2003-04	27.97
2004-05	39.21
2005-06	55.72
2006-07	62.46
2007-08	79.25
2008-09	83.57
2009-10	69.76
2010-11	85.09
2011-12	111.89
2012-13	107.97
2013-14	105.52

نقشہ-2

سال	کم وصولی (روپے/کروڑ)
2005-06	40000
2006-07	49387
2007-08	77123
2008-09	103292
2009-10	46051
2010-11	78190
2011-12	138541
2012-13	161029
2013-14	139869

نقشہ-3

ہندوستانی باسکٹ خام تیل 2014-15

خام تیل کی اوسط قیمتیں

مہینہ	(ڈالر فی بیرل)
اپریل	105.56
مئی	106.85
جون	109.05
جولائی	106.30
اگست	101.89
ستمبر	96.96
اکتوبر	86.83
نومبر	77.58
دسمبر	61.21
جنوری	46.59

ماخذ: وزارت تیل اور پی پی اے سی)

تیل کی قیمتوں میں کمی آنے سے حکومت کو سبسڈی کا اپنا بوجھ کم کرنے میں مدد ملی ہے نیز چالو کھاتے کے خسارے کو قابو میں رکھ کر اور اس کی بدولت روپے پر دباؤ کو کم کر کے ایک راحت بھی فراہم ہوئی ہے۔ بین اقوامی قیمتوں میں کمی کی زیادہ تر وجہ امریکہ اور کناڈا میں شیل تیل کی غیر روایتی پیداوار میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔

جب قیمتیں پھسلی تھیں تو دنیا کی سب سے بڑی تیل انجمن اوپیک سے یہ توقع کی گئی تھی کہ وہ پیداوار میں کمی کرے گی کیوں کہ اس سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا لیکن سب سے بڑا پیداوار کنندہ ہونے کی وجہ سے سعودی عرب یہ توقع کرتے ہوئے مارکیٹ کا اپنا حصہ چھوڑنے کے سلسلے میں متذبذب تھا کہ کم قیمتوں سے امریکی شیل کی گرم بازاری کم ہو جائے گی۔ اس کے نتیجے میں تیل کی قیمتوں میں آزادانہ کمی آئی جو چھ سال پہلے تھیں۔

جب کہ روس' سعودی عرب اور وینزویلا جیسے تیل کے بڑے پیداوار کنندگان کے لئے یہ مشکل وقت تھا لیکن ہندوستان اور جاپان جیسے صارفین کے لئے یہ اس مشکل وقت میں ایک نعمت ثابت ہوا۔ اس کے نتیجے میں ہندوستانی باسکٹ خام تیل کی اوسط قیمتوں میں 56 فی صد کی کمی آئی جو اپریل میں فی بیرل 105.56 ڈالر سے کم ہو کر جنوری میں فی بیرل 46.54 ڈالر ہو گئیں (ذیل میں نقشہ 3 ملاحظہ کیجئے) لیکن ماہرین کو خدشہ ہے کہ ڈیزل اور پٹرول پر کنٹرول کو ختم کئے جانے سے بین اقوامی قیمتوں میں تلون اور اضافہ ہندوستان میں پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کو متاثر کرسکتا ہے۔ یہ تشویش صحیح ثابت ہوئی اور وزیر خزانہ کے ذریعے پورے سال کا اپنا پہلا بجٹ پیش کئے جانے کے محض کچھ گھنٹوں بعد ہی پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں بالترتیب فی لیٹر 3.18 روپے اور فی لیٹر 3.09 روپے کا اضافہ ہو گیا۔

بہر حال ہندوستانی معیشت اور تیل کی کمپنیوں کے لئے اب وقت ہے کہ وہ عالمی قیمتوں کے یکایک گرنے کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔

☆☆☆

کفایت اللہ

میک ان انڈیا

دفاعی شعبے کے حوالے سے

حکومت نے ہندوستان کی ترقی کومزید بلندیوں تک لے جانے اور یہاں روزگار کے مواقع فراہم کرنے کے لئے میک ان انڈیا کا تصور پیش کر کے بہت ہی اہم کام کیا ہے۔ اس سے نہ صرف ہندوستان خود کفیل ہوگا بلکہ بڑی تعداد میں نوجوانوں کوروزگار کے مواقع دستیاب ہوں گے۔ یہاں وزارت دفاع میں میک ان انڈیا کے تصور کے بارے میں بات کی گئی ہے۔ سال 2014 کووزارت دفاع کی تاریخ میں کافی اہمیت کا حامل اور یادگار سال کی حیثیت سے یاد رکھا جائے گا۔ یہ سال ملک کے حفاظتی انتظام کو مضبوط بنانے، نئی سوچ پیدا کرنے اور مسلح افواج کی جدید کاری کیلئے ضروری اقدامات کا گواہ بنا۔ چنانچہ وزارت دفاع کے گلیاروں میں لفظ 'میک اِن انڈیا' کی گونج رہی۔

وزارت کے اہم پالیسی ساز ادارے دفاعی تحویلی کونسل ڈی اے سی نے صرف اسمال سروس کیلئے ایک کروڑ پچاس لاکھ سے بھی زیادہ کی تجویز پیش کی۔ دفاعی تحویلی کونسل کی جانب سے کہا گیا ہے کہ اب ہتھیار ملک کے اندر ہی بیرونی کمپنیوں کے تعاون اور صلاح ومشورہ سے سرکاری اور غیر سرکاری کمپنیوں میں بنائے جائیں گے۔ ڈی اے سی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمام 384 ہلکے ہیلی کاپٹر کو چیتا یا چیتک کی جگہ فوج اور فضائیہ کی ضرورت کے مطابق ہندوستان میں ہی بیرونی تعاون سے بنایا جائیگا۔ 25 اکتوبر 2014 کو ڈی اے سی نے تاریخ ساز فیصلہ کرتے ہوئے 80000 کروڑ سے زیادہ کی لاگت کا پروجیکٹ شروع کیا ہے۔ 50 ہزار کروڑ کی لاگت سے چھ تیز ترین بحریہ بنانے اور 8000 کروڑ سے زیادہ کی لاگت سے اسرائیلی دفاعی میزائل اور اعلیٰ حفاظتی طیارہ ڈانیر خریدنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ 80000 کروڑ کے علاوہ 65000 کروڑ سے بھی زیادہ میک اِن انڈیا کیلئے مخصوص کیا گیا ہے۔

اس لئے کچھ خود مختار پالیسی کی وجہ سے براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کو دفاعی میدان میں بڑھاوا ملا ہے۔ گزشتہ سال کی اہم خصوصیات میں اطلاعاتی انتظامیہ اور تجزیاتی مرکز اور قومی مواصلاتی کنٹرول کمانڈ اور انٹلی جنس کا قیام بھی ہے۔ یہ 2008 میں ممبئی میں ہوئے 26/11 کے دہشت گردانہ وحشیانہ حملہ کی وجہ سے ساحلی تحفظ کیلئے ہماری سوچ بدلنے کیلئے بیحد ضروری تھا۔ سرکار نے براہِ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کو 26 فی صد سے بڑھا کر 49 فیصد تک کی منظوری دے دی۔ اسی لئے سرکار نے دفاعی میدان سے سرمایہ کاری کے ابتدائی تین سالہ میعاد کو بھی ختم کر دیا ہے۔ صنعتی لائسنس کے حصول کیلئے دفاع کی مصنوعاتی فہرست پر نظر ثانی بھی کی جاچکی ہے اور ڈی آئی پی پی نے 26 جون 2014 کو پریس نوٹ نمبر 2 (2014) کے حوالہ سے اطلاع بھی دے دی ہے۔ نظر ثانی فہرست میں سے اکثر خام مال کی ڈھلائی، گھڑائی مشینی پیداوار اور تجرباتی اسلحہ کو صنعتی لائسنس کے دائرہ سے باہر رکھا گیا ہے۔ جبکہ دفاعی نقطہ نظر سے فہرست میں شامل سامان کے علاوہ دوسرے استعمال کی چیز کو صنعتی لائسنس کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اس سے بہت ساری شق کیلئے لائسنس کی

1245 کٹرہ حسین مرزا، دہلی-6

ضرورت میں کمی ہوگی کیوں کہ پہلے سامان تیار کرنے کیلئے لائسنس کی ضرورت ہوا کرتی تھی۔ دفاعی میدان کے پیداوار میں پرائیویٹ سیکٹر کی شرکت کی حمایت کرنے کے ساتھ حکومت نے IAF کے 56AVRO ٹرانسپورٹ کے موجودہ بیڑے کو صرف پرائیویٹ سیکٹر کیلئے مخصوص پروجیکٹ میں بدلنے کا فیصلہ لیا ہے۔

جدید کاری پروگرام کو رفتار دینے کیلئے حکومت نے موجودہ مرکزی بجٹ میں 5000 کروڑ روپئے کا ایک خاص بجٹ بنایا ہے۔ حکومت نے ملک میں ٹیکنالوجی صلاحیت کو بڑھانے کیلئے اور نئے دفاعی نظام کی ترقی اور تحقیق کیلئے ایک ٹیکنالوجی ڈیولپمنٹ بورڈ بنانے کیلئے 1000 کروڑ روپئے مختص کئے ہیں۔

ڈی اے سی نے فیصلہ لیا ہے کہ امریکہ سے مار کرنے والی 22 اپاچے ہیلی کاپٹر اور بھاری وزن اٹھانے والے 15 چنوک ہیلی کاپٹر کی خریداری کا کام جاری رہے گا اور یہ بھی واضح کیا ہے کہ اس سلسلے میں امریکی فضائیہ کے میجر کوئن نے غور شدہ تجویز کو پاس کر دیا ہے۔

حکومت نے بحریہ کے تجویز کردہ 16 مختلف قسم کے ہیلی کاپٹر کو منظوری دے دی ہے تا کہ جنگی طیاروں کا استعمال کرکے دشمنوں کے جنگی تجربہ کا پتہ لگایا جاسکے۔ دفاعی تحویلی کونسل نے مکمل دفاعی بحریہ اور جنگی لباس خریدنے کی اجازت دی ہے جسے ہندوستان میں تیار کیا جائیگا اور پھر خفیہ بحریہ اور چار جنگی طیاروں پر نصب کیا جائیگا۔ ڈی اے سی نے 17 دسمبر 2014 کو 4,444 کروڑ کے منصوبہ بشمول 4 سراغ رساں طیارے، جس کی قیمت 2,324 کروڑ ہے، کو خریدنے کی منظوری دی ہے۔ مزید برآں 1,682 کروڑ روپئے کی لاگت سے موبائل انٹیگریٹیڈ الیکٹرونک وارفیئر سسٹم سمیکتا کو ترقی دینے کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔ حکومت نے لداخ اور مشرقی کمانڈ میں صف آرا فوجی دستہ کے مخصوص موبائل مواصلاتی نظام کیلئے 900 کروڑ روپئے دینے کا اعلان کیا ہے۔ حکومت نے بجٹ میں سرحدی علاقے میں ریلوے نظام کے تعمیراتی کام کو تیز کرنے کیلئے 1000 ہزار کروڑ روپئے مختص کئے ہیں۔ اس سے سرحدی علاقے میں ہتھیاری نظام اور فوجی دستہ کو کافی تحریک ملے گی اور جدید کاری کا کام بھی تیزی سے ہوگا۔

سال 2014 دفاع کے موجودہ شعبوں نیز نئے اسٹریٹجک شعبوں میں اہلیت پیدا کرنے کا مشاہدہ کیا۔ جس میں گھریلو سطح پر تیار شدہ نیوکلیئر توانائی سے چلنے والی آبدوز کشتی آئی این ایس اریہنت کا سمندری ٹرائل کا آغاز اور عرصے سے انتظار کئے جانے والے ایل سی اے (بحریہ) پروٹو ٹائپ 1 کی اڑان کا تجربہ شامل ہے۔ ایل سی اے پروگرام نے 8 نومبر 2014 کو ایک اور سنگ میل کو عبور کیا جب تیجس (Tejas) ٹرنر پی وی 6 کو کامیابی کے ساتھ آسمان میں اڑایا گیا۔ یہ اڑان 16 واں تیجس (Tejas) ثابت ہوا جو اس پروگرام کے تحت اڑایا گیا۔ واضح رہے کہ تیجس (Tejas) ایل سی اے دو سیٹوں والا ایرفورس طیارہ ہے jس میں پہلی فلائٹوں کے تمام بڑے ڈیزائنوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ پی وی 6 فائنل پروٹائپ ہے جو تیز پیداوار سیریز کا علمبردار ہے۔ اس کے اندر ہوا سے ہوا میں اور ہوا سے زمین پر مار کرنے والے اسلحوں کو لے جانے کی صلاحیت ہے۔ اس کے علاوہ اس کو سنگل سیٹ والے طیارہ کے ذریعہ لے جایا جاسکتا ہے۔ دیگر سنگ میل میں ایل سی ای (بحریہ) پروٹو ٹائپ این پی 1 ہے اس کو مقامی سطح پر ڈیزائن کرکے بنایا گیا ہے۔ یہ چوتھا جنریشن طیارہ ہے۔ ایل سی اے (بحریہ) پروٹو ٹائپ 1 کو 20 دسمبر 2014 کو ہوا میں آئی این ایس ہنسا کے اوپر ساحل پر مبنی تجرباتی سہولت ایس بی ٹی ایف کے اسکائی جمپ سے جادوئی طریقے سے پرواز کرایا گیا۔ ایس بی ٹی ایف نے اسکائی جمپ سے ایر کرافٹ بردار طیارے کو اڑانے اور اتارنے کا نمونہ پیش کیا۔ یہ دفاعی ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ کے لیے پائلٹ ٹریننگ کی حیثیت سے آپریشن میں آیا۔ ہندوستانی بحریہ خود اعتمادی اور مقامیت کے فروغ میں ملک کی جستجو کا قائد رہا ہے۔ آئی این ایس کولکاتا گھریلو سطح پر تیار شدہ تباہ کرنے والا جہاز ہے جسے مجگاؤں ڈوک لمیٹیڈ ممبئی میں تیار کیا گیا۔ یہ ہندوستان میں تیار ہونے والا اب تک کا سب سے بڑا جنگی جہاز ہے۔ آئی این ایس کولکاتا کو وزیراعظم جناب نریندر مودی کے ہاتھوں 16 اگست 2014 کو ہندوستانی بحریہ میں شامل کیا گیا۔ اس کی شمولیت سے ہندوستانی بحریہ میں نئی توانائی اور صلاحیت آئے گی۔ آئی این ایس کا مورتا جہاز کو گارڈن ریچ شپ بلڈر اینڈ انجینئرس لمیٹڈ کولکاتا میں تیار کیا گیا اور اس کو 23 اگست 2014 کو ہندوستانی بحریہ میں شامل کیا گیا۔ اس کے علاوہ ساحل کی نگرانی کرنے والے جہاز آئی این ایس سمترا کو گوا شپ یارڈ لمیٹیڈ کے ذریعہ تیار کیا گیا اور اس کو 4 ستمبر 2014 کو ہندوستانی بحریہ میں شامل کیا گیا۔ دیگر بڑے جنگی جہاز کے بنانے کے پروگرموں کے تحت 15A P اور P15B درجے کے 6 تباہی پھیلانے والے طیارے اور P 75 درجے کی 6 آبدوز کشتیوں کو مجگاؤں ڈوک لمیٹیڈ ممبئی میں تیار کیا گیا۔ پندرہ مزید جہاز گارڈن ریچ بلڈر اینڈ انجینئرس لمیٹیڈ کولکاتا میں تیار کئے جارہے ہیں۔ ہندوستان بحریہ کا ساحل کی نگرانی کرنے والا جہاز آئی این ایس سمیدھا کو گوا میں 6 مارچ 2014 کو ہندوستانی بحریہ میں شامل کیا گیا۔ آئی این ایس سمیدھا 200 واں جہاز ہے جسے گھریلو سطح پر گوا شپ یارڈ لمیٹیڈ کے ذریعہ تیار کیا گیا ہے۔ گوا شپ یارڈ لمیٹیڈ ملک میں واحد یارڈ ہے جو او پی وی کے چاروں قسم کے جہازوں کو ہندوستانی بحریہ اور کوسٹ گارڈ، دونوں کو فراہم کرایا ہے۔ آئی این ایس سمیدھا نیا ایک سو پانچ میٹر کے درجے کے این او پی وی سیریز کا تیسرا جہاز ہے اور یہ ہندوستانی بحریہ کے لیے گوا شپ یارڈ لمیٹیڈ کے ذریعہ تیار کردہ سب سے بڑا جہاز ہے۔ اس جہاز کے ذریعہ ہندوستانی بحریہ کی سمندر میں نگرانی کی تمام بڑھتی ہوئی ضروریات کی تکمیل ہوگی۔ مزید برآں اس کے ذریعہ ہندوستانی سمندری علاقوں میں بیرونی مداخلت اور ہر قسم کے حملے کو روکنے میں مدد ملے گی۔ نیوکلیائی آبدوز جہاز آئی این ایس چکرا کو روس سے کرایہ پر لیکر ہندوستانی بحریہ میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ ہندوستانی بحریہ کی تاریخ میں بے حد

اہم باب ہے۔اس کے علاوہ ہندوستانی بحریہ میں آئی این ایس وکرمادتیہ بشمول Migzak فائٹر ایئر کرافٹ کی شمولیت ہوئی ہے۔ ہندوستانی بحریہ کی سمندر نگرانی کی صلاحیت میں لمبی رینج کے سمندر نگرانی ایئر کرافٹ P81 کی شمولیت سے بے حد اضافہ ہوا ہے۔ ترقی یافتہ جہازوں اور آبدوز کشتیوں کے ساتھ ہندوستانی بحریہ کی بغیر کسی رکاوٹ کے سالوں بھر ترسیل کی صلاحیت میں اس وقت ایک نیا موڑ آیا جب نہایت ادنی درجے کی فری کوینسی ترسیل اسٹیشن وی ایل ایف کا 31 جولائی 2014 کو آئی این ایس کٹابومن، تمل ناڈو میں افتتاح ہوا۔ ہندوستان دنیا میں مٹھی بھر ملکوں میں سے ایک ہے جس کے پاس اس قسم کی صلاحیت ہے۔ پہلے سے خبردار نیز حملے کرنے والے دو ترقی یافتہ ایئر کرافٹوں کو دیگر ساز و سامان مثلاً ڈاٹا لنک مشن سسٹم کنٹرولر، ڈاٹا ہینڈلنک اور آویزاں نظام کے ساتھ منسلک کر کے مقامی راڈار کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے۔نشانت یواے وی کو پانچی کے نام سے عملی تعبیر دیکر 24 دسمبر 2014 کو پہلی اڑان کے لئے بھیجا گیا۔ ہائی اسپیڈ ٹسٹ ٹرائل کے بعد یہ ممکن ہوسکا۔ 450 کلوگرام تک پھیلنے والے گیس ٹربائن انجن مانک کو 1000 کلومیٹر سپر سونک کروز میزائل کے لیے تیار کیا گیا۔اسکے تجربے کا کام فی الحال جاری ہے۔

دفاع کی اہم حصولیابیوں میں ویزول رینج اسٹرا میزائل کے علاوہ سپر سونک برہموز، پرتھوی II کا ٹرائل یوزر، دور تک مار کرنے والی نربھیا میزائل شامل ہیں نیز 5000 کلومیٹر کی دوری تک مار کرنے والی اگنی 5 کی کامیاب نمائش اور زمین سے ہوا میں مار کرنے والی آکاش میزائل کا کامیاب تجربہ اور ہندوستانی فضائیہ میں اس کی شمولیت بھی امسال کی اہم حصولیابیوں میں شامل ہے۔ ہندوستانی فضائیہ اب جدید کاری کے اعلی معیار پر ہے اور مکمل اسپکٹرم صلاحیت تعمیری عمل سے گزر رہا ہے جبکہ C-30J اور C-17 کی شمولیت نے فضائیہ کو خاص آپریشن صلاحیت عطا کی ہے نیز M-1-17V5 ہیلی کاپٹر بیڑے نے میڈیم ہیلی لفٹ صلاحیت کے درمیان خلا کو بھی پر کردیا ہے۔ ایچ اے ایل کے ذریعہ تیار کردہ لمیٹیڈ پیداوار سیریز کا ایک جنگی جہاز کی شمولیت کا بھی خواہاں ہے۔ ہندوستانی فضائیہ میں فضائی نظام نیٹ ورک سینٹرک سسٹم کا تعمیری عمل جاری ہے۔تمام زمینی اور فضائی سطح کے سنسر جال کو اندرونی فضائی خلا کی مکمل تصویر مہیا کرانے کے لیے بچھایا جارہا ہے۔ ہندوستانی فضائیہ نے کامیابی کے ساتھ روہنی راڈار، ماڈرن جنریشن میڈیم پاور راڈار اور نچلی سطح کے ٹرانسپورٹیبل راڈار کو شامل کیا ہے۔ مشرقی اور شمالی علاقوں میں ہماری صلاحیت کو مزید ترقی دینے کے لیے ماؤنٹین راڈار کا خاکہ تیار کیا گیا ہے۔ سال 2014 نے گڑگاؤں میں انفارمیشن مینجمنٹ اینڈ انالائسس سنٹر (آئی ایم اے سی) کی تجرباتی کامیابی کے علاوہ ساحلی حفاظتی نیٹ ورک کو مضبوط بنانے میں کی گئی زبردست ترقی کا بھی مشاہدہ کیا۔ امریکی سافٹ ویئر کے ساتھ بی ای ایل کے ذریعہ قائم کردہ آئی ایم اے سی نیشنل کمانڈ کنٹرول کمیونیکیشن اور انٹیلیجنس نیٹ ورک کا خود مختار سنٹر ہوگا۔ اس مقصد کے تحت ساحلی نگرانی کو بہتر بنانے، ساحلی حفاظت کو سخت کرنے کی کوشش کی جائے گی تا کہ ممبئی کے 26/11 کی طرح سمندری دہشت گردانہ حملوں کو روکا جاسکے۔ حکومت نے وسیع ساحلی لائن کے ساتھ بندرگاہوں اور سمندری پولیس اسٹیشن کی تعمیر کے لیے 150 کروڑ روپے دینے کا فیصلہ کیا ہے جو اس سمت میں ایک مثبت قدم ہے۔ آزادی کے وقت سے ہی سابق ملازمین نیز بیواؤں کی خوشحالی اور فلاح و بہبودی ہماری آبادکاری پالیسی کا بنیادی حصہ رہا ہے۔ سبکدوش دفاعی ملازمین کو ایک رینک ایک پنشن کی عرصے سے معلق مانگ کو قبول کرتے ہوئے حکومت نے رواں مالی سال میں اسے عملی جامہ پہنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے لئے یونین بجٹ 15-2014 میں 1000 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اس کام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے حال ہی میں مختلف زمینداروں سے بات چیت کی گئی ہے اور یہ ابھی حکومت کے سرگرم منصوبہ کے تحت ہے۔ اسے حکومت کی جانب سے منظور شدہ اسکیم کے تحت عملی جامہ پہنایا جائے گا۔ ہندوستانی فوج نے 5 جون 2014 کو دہلی میں فوجی شکایت کو دور کرنے والے پورٹل کا افتتاح کیا اور اسے باضابطہ اگست 2014 کو فوجوں کیلئے شروع کردیا گیا ہے۔

ہندوستانی بحریہ کے سربراہ نے 15 اگست 2014 کو پالم میں شادی شدہ بحریہ کے جوانوں کیلئے رہائشی منصوبہ کے تحت 80 نئے رہائشی مکان کا افتتاح کیا۔ ہندوستانی فضائیہ نے 13 نومبر 2014 کو دہلی میں فضائیہ ماہرین کیلئے ایک بڑے روزگار میلے کا انعقاد کیا تھا، جس میں بہت سی کثیر ملکی کمپنیوں (ایم این سی) کے علاوہ ہندوستانی دفاعی مصنوعات اور حفاظتی تنظیم نے بھی شرکت کی۔ گزشتہ سال جموں و کشمیر میں دسمبر کے مہینے میں آئے ایک زبردست سیلاب نے پورے وادی کشمیر کو 15 سے 20 فٹ گہرے پانی میں تقریباً تین ہفتے تک ڈبو کر رکھا، جس کی وجہ سے بڑے پیمانے پر انسانی زندگی اور جائیداد کا نقصان ہوا۔ جس طرح تباہ کن سیلاب نے پورے عوام کی زندگی کو بے بس کردیا اسی طرح ہندوستانی فوج نے ریاستی حکومت کی ہدایت پر عمل کر کے این ڈی آر ای کے ساتھ مشترکہ بچاؤ کاری اور راحتی آپریشن کا کام شروع کردیا۔ تقریباً 330 فوجیوں پر مشتمل ٹیم نے بے گھر لوگوں کو محفوظ مقام تک پہنچایا۔ فوجیوں نے اپنے آپریشن سہایتا کے تحت بہت سے تیز ترین بوٹ اور راحتی کشتی کو خدمات کیلئے پیش کیا اور تقریباً 2.4 لاکھ لوگوں کو بچانے میں کامیابی حاصل کی۔ ہندوستانی فضائیہ نے بھی اپنے آپریشن لہر کے تحت 79 ہیلی کاپٹر اور ہوائی جہاز کو اتارا اور 310 لوگوں کو بچا کر محفوظ مقام تک پہنچایا۔ بعض جگہوں پر گارڈوں نے چھتوں کو توڑ کر گھروں کے اوپری منزل پر پھنسے لوگوں کو نکالا۔ سری نگر سمیت دیگر چھ مقامات سے ہیلی کاپٹر کی مدد سے بچاؤ کاری کا کام کیا گیا جبکہ راحتی اشیاء ملک کے مختلف حصوں سے سری نگر جموں وکشمیر، آونتی پور اور دوسرے متاثرہ علاقوں میں بھیجی گئیں جس میں کمبل، خیمے، دوائیاں، تیارہ شدہ کھانا، پینے کا پانی اور مواصلاتی ذرائع بھی شامل تھے۔ آئی اے ایف نے

بعض MI-17-V5 کو 7 نومبر 2014 کو وشاکھا پٹنم کے قریب لگے جنگل میں زبردست آگ کو بجھانے کیلئے استعمال کیا۔ مسلسل آگ بجھانے کے عمل سے حالات پر قابو پایا گیا۔

مسلح افواج قابل تعریف اقدام، تیز بچاؤ کاری اور امدادی آپریشن نے ہدہد طوفان جو 12 نومبر 2014 کو آندھرا پردیش اور اڑیسہ کے ساحل پر آیا تھا، کے اثر کو کم کرنے میں کافی اہم رول ادا کیا۔ اس لئے پوری دنیا کی طرف سے اس کام کی تعریف کی گئی۔

دفاعی تحقیقاتی و ترقیاتی تنظیم (ڈی آر ڈی او) خود اعتمادی کو مضبوط کرنے کی راہ پر مسلسل آگے بڑھ رہی ہے۔ ترقی یافتہ نظام ڈی آر ڈی او کی پیداواری شرح نے جنگی نظام کو چھوڑ کر 1,70,000 کروڑ روپے سے بھی زیادہ رقوم کو دفاعی تحویل کیلئے مختص کرنے کا اعلان کیا ہے۔ سال 2014 دفاعی تکنیکی میدان میں خود اعتمادی کو مزید طاقتور بنانے کیلئے زبردست جدوجہد کا بھی گواہ بنا۔ 4000 کلومیٹر کی دوری تک مار کرنے والے بیلسٹک میزائیل اگنی IV کا کامیابی دوبار تجربہ کیا گیا۔ 20 جنوری 2014 مسلح افواج کے ذریعہ پہلے تجربے نے 2 دسمبر 2014 کے دن ہونے والی اصلی تجربے کے لیے راہ ہموار کی۔ منقسم فن تعمیر اور کمپیوٹر بورڈ کے پانچویں جنریشن کے ساتھ اگنی 4 کا تجربہ کیا گیا۔ مزید برآں پرواز میں گڑبڑی کا پتہ لگانے اور صحیح سمت لے جانے والے جدید ترین سہولیات کا بھی تجربہ کیا گیا۔ ہندوستان کی جھولی میں پہلے ہی سے اگنی 1، اگنی 2، اگنی 3 کے ساتھ اگنی 4 کی رسائی اور دفاعی صلاحیت کو مزید بڑھایا گیا ہے۔ جبکہ تربیت اور مشق کیلئے پہلے سے ہی موجود جنگی میزائیل جیسے اگنی 1، اگنی 2 اور پی II اور دھنش کا مسلح افواج تجربہ بھی کر چکے ہیں۔ 17 اکتوبر 2014 کو 1000 کلومیٹر کی دوری تک مار کرنے والے سمندری میزائیل 'نربھیا' کا کامیاب تجربہ کیا گیا۔ ایک گھنٹے سے زیادہ دیر تک اڑان کا تجربہ کیا جاتا رہا اور اس دوران اڑان نے متعین مقام کو اپنے راستے پر رفتار کے ساتھ چلتے ہوئے سارے اہداف کو مکمل کیا۔ 27 اپریل 2014 کو پی ڈی وی ایگزو ایٹمو سفریک انٹرسپیٹر کی پہلی اڑان دو سطحی بیلسٹک میزائیل ڈیفنس سسٹم کو ترقی دینے کے سمت میں ایک بے مثال کامیابی تھی۔ انٹرسپیٹر کے علاوہ 2000 ہزار کلومیٹر سے زیادہ کی دوری تک مار کرنے والی دوز بردست میزائیل Hostile بیلسٹک میزائیل کو خاص طور سے مشن کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

متعدد اہداف اور صلاحیتوں کا حامل درمیانی فضائی دفاعی نظام آکاش کی شمولیت اور پیداواری بھی غیر معمولی کامیابی ہے۔ آکاش کو فضائیہ کے متعدد جنگی طیاروں کے دستے کے عام مقبولیت سے پہلے ہی متعدد آپریشن میں زبردست تجربہ کے ساتھ مخصوص تعداد میں شامل کیا گیا ہے۔ آکاش (آرمی) اپنے ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے مقبول ہوئی ہے۔ ایل آر ایس اے ایم دور تک مار کرنے والی فضائی میزائیل کا 10 نومبر 2014 کو اسرائیل میں فضائی نشانہ کے پس منظر میں کامیاب تجربہ کیا گیا۔ لگاتار تجربوں کے سلسلے نے میزائل کی فضائی خصوصیات اس کی طاقت وقوت اور صلاحیت کو ہتھیاری نظام کے طور پر ثابت کردیا ہے۔ ایک ہزار کلوگرام کا جی بی بی کے شکل کو بنایا اور تیار کیا گیا اور پھر کامیاب تجربہ بھی کیا گیا۔ فضائیہ اور سمندری سطح پر چھوڑے گئے بم اب 100 کلومیٹر کی دوری کے نشانہ کو پہنچ سکتا ہے۔ 4 کلومیٹر کی دوری میں پھیلی ہوئی قومی تجرباتی سہولت یعنی ریل ٹریک راکٹ سلیڈ پینٹا ریل سوپر سونک ٹریک کی بنیاد رکھی گئی ہے جو ہندوستان کو چنندہ ملکوں میں لاکھڑا کردیا ہے اور بے مثال تجرباتی سہولت اختیار کررہا ہے۔ آر ٹی آر ایس نے اسرو کے اہم مشن کیلئے تنقیدی نظام کے تجرباتی مشقی سہولت اور جنگی طیاروں اور میزائیل کے جہاز رانی نظام اور ایل سی اے جیسے طیاروں پر قابو پانے والے نظام کے ساتھ دیگر ترقی یافتہ نظام کو سہولت فراہم کرنے کی بات کہی ہے۔

ہیومن اسپیس پروگرام II کا بنیادی حصہ ترقی یافتہ پیراشوٹ نظام کا خاکہ تیار کرکے بنایا گیا اور پھر ڈی آر ڈی او نے کامیاب تجربہ بھی کیا۔ 18 دسمبر 2014 کو جی ایس ایل وی ایم کے III کے ذریعہ خلا میں بھیجے گئے مون مشن کریو کیپسل کی حصولیابی نے ہندوستان کے خلائی مشن کے منصوبہ کو ثابت کردیا ہے۔ اس طرح پرائیویٹ تعیناتی نظام نے مکمل طور پر کام انجام دیکر اہم کامیابی حاصل کی۔ آئی ایل 76 زبردست طیارہ سے حملہ کرنے کیلئے ایک ہیوی ڈروپ سسٹم پی 16 کو تیار کرکے تجرباتی دور سے آزمایا جارہا ہے۔ پلیٹ فارم سسٹم کے موجودہ نظام کو اعلیٰ درجے کا پیراشوٹ نظام اور 16 ٹن سے زیادہ کا بوجھ اٹھانے والا نظام بنایا گیا ہے اور اس بوجھ میں فوجی ساز وسامان مثلاً گاڑیاں، اسلحہ وغیرہ ہونگے۔ پہلی مرتبہ ملکی سطح پر انفلیٹیبل ریڈم کو بنایا اور ترقی دیا گیا ہے۔ جس سے فوجی اور شہری ضرورت کے رڈار یعنی حساس نظام کو 24 گھنٹے چلایا جاسکے اور ماحول پر قابو پایا جاسکے۔ انفلیٹیبل کا ڈھانچہ ہنگامی جنریٹر اور ترقیاتی کنٹرول سسٹم ایئر کنڈیشن کا مجموعہ ہے۔

اہم جنگی ٹینک ارجن ایم کے II کا پانچواں تربیتی دور کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا 130mm ایس پی

آرٹ گن ارجن کیٹپلٹ سیلف پرویلڈ ارٹیلری گن کو ارجن شکل میں بہتر ڈھنگ سے بنانے کا کام جی ایس کیو آر کے مطابق ہوچکا ہے۔اندرونی تجرباتی جواز ڈی آر ڈی او بھی ہوچکا ہےاورارجن کیٹپلٹ بھی یوزرٹرائل کے لئے تیار ہے اور پنا کا ایم کے II کا پوزر ڈبلوٹرائل بھی کامیابی کے ساتھ مکمل ہوچکا ہے۔سی بی آر این اور ایم پی ڈی ایس کے کامیاب یوزر اسسٹیڈ ٹیکنیکل ٹرائل پر بھی کام کیا گیا ہے۔دونوں گن بوفورس اور سلطام کو بی ایم سی ایس کے ڈی جی کیو اے اور یوزرٹرائل بھی مکمل ہوچکا ہے اور پیداواری عمل کے جواز پر تجربہ کا انحصار ہے۔ 120mm پی سی بی کا ایم بی ٹی ارجن ایم اے II کیلئے کامیابی کے ساتھ عمل میں لایا جاچکا ہے۔ پہاڑی علاقوں میں تیزی سے کام کرنے والا اور 35 میٹر تک کے فاصلے کو جوڑنے والا مین پورٹیبل موڈیولر ملٹری بریجنگ سسٹم نے یوزر اسسٹیڈ ٹیکنیکل ٹرائل کو مکمل کرلیا ہے۔ ماڈیول جس کا وزن 18 کلوگرام سے کم ہے نے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک بغیر کسی رابطہ کے پل بنانے کی اجازت دی ہے۔ 35 میٹر کا پل تقریباً ایک گھنٹے میں طے کیا جاسکتا ہے۔ایچ اے ایل کے ڈونیر طیارہ کے طور پر فلائنگ ٹیسٹ بیڈ ''نبھرتنا'' کو مکمل کرلیا گیا ہے۔ایف ٹی بی رڈار طیاروں کی تشخیص کیلئے ٹیسٹ بیڈ پلیٹ فارم کے طور پر کام کرتی ہے۔ایس اے آر اور ایم پی اے آر کے ساتھ ایف ٹی بی نے کامیابی کے ساتھ ترقی ہے۔ملکی اعلیٰ پرفارمنس کمپیوٹنگ سسٹم کی کڑی میں جدید ترین دھروا3 کو دفاعی آر ڈی اپلی کیشن کے مشن کو کامیاب بنانے کیلئے بنایا گیا ہے۔الٹاس کو دو پیداواری مرکز کے سو فی صدی ملکی صلاحیت کے ساتھ ٹوڈ ارے سونار ٹیکنالوجی کے ذریعہ تیار کیا گیا ہے۔اس نظام کو بحریہ اور پانی کے اندر ہتھیار کا پتہ لگانے اور تلاش کرنے کیلئے بنایا گیا ہے۔ چنانچہ الٹاس کا پہلا تکنیکی تجربہ اطمینان بخش رہا ہے۔سونار معاہدہ کا ہمسایو جی اور ابھے کو دو پلیٹ فارم پر نصب کیا گیا ہے جو چھوٹے پلیٹ فارم پر انتظامی امور اور تکنیکی عملہ کے سامان کی حفاظت کیلئے بے مثال (بہت کارآمد) ہے۔لیکن ابھی تکنیکی تجربہ کے دور سے گزر رہا ہے۔ بھاری بھرکم سونار 'ہمسا این جی' کو آئی این ایس کو لکاتا اور آئی این ایس کو مورٹا کے قریب نصب کیا گیا ہے۔ بھاری بھرکم آبدوز ورون استرا اور آبدوزی حملہ کے دفاع کیلئے حفاظتی نظام مارچ نے تجربہ کیلئے تقریباً 10-12 سیٹ تیار کیا ہے۔ یو آر ڈی او کی لائف سائنس لیب مسلسل اپنی پوری طاقت کے ساتھ فوجی دفاعی نظام کو ترقی دینے اور مختلف متاثرہ علاقے اور ملکی فضا پر فوجوں کے اثر دکھانے کیلئے امدادی کوشش جاری رکھے ہوئے ہے۔ 120 میٹر کی گہرائی سے بحریہ کو کھوج نکالنے والا تجربہ ایکب سیٹ 120m کا ابھی تجربہ کیا جارہا ہے۔ جبکہ مارک 1 پہلے ہی سے زیر تخلیق ہےاور ٹیلی میڈیسن سسٹم کو ہندوستانی بحریہ میں شامل کرنے کیلئے منتخب کیا گیا ہے۔ مختلف بحری راستوں پر پہلے سے موجود بنیادی میڈیکل اور معلوماتی شورائی نظام کو اب ہندوستانی بحریہ میں ریموٹ نیول یونٹ کی طرح نصب کیا جائیگا۔حکومت نے 1947 کی آزادی کے بعد کے جنگوں میں شہید ہونے والے دفاعی فوجیوں کے اعزاز میں ایک قومی جنگی میموریل اور ایک جنگی میوزیم بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔

وزارت دفاع اور تاریخی ڈویژن کے دستاویزوں کو ڈیجیٹل کرنے کا کام مسلسل جاری ہے۔ممکن ہے کہ دسمبر 2016 تک یہ کام مکمل ہوجائے۔اسی طرح دفاعی زمین سے متعلق دستاویزوں اور فائلوں کو بھی ڈیجیٹل کرنے کا کام جاری ہے۔اس کا مارچ 2016 تک مکمل ہونے کی امید ہے۔

☆☆☆

عالمی یوم تپ دق پر صدر جمہوریہ کا پیغام

☆صدر جمہوریہ ہند جناب پرنب مکھرجی نے عالمی یوم تپ دق کے موقع پر کہا ہے کہ " عالمی یوم تپ دق "کے موقع پر میں تمام ہندوستانیوں سے اپنے ملک سے تپ دق کی لعنت کے خاتمے کے لئے متحدہوکر کام کرنے کی اپیل کرتا ہوں۔تپ دق (ٹی بی)ایک بڑی بیماری ہے جو عام طور پر نوجوانوں کو اور ملک میں محنت و مزدوری کرنے والی آبادی کو متاثر کرتی ہے۔ یہ انتہائی افسوس ناک بات ہے کہ ہندوستان میں آج بھی ہر دو منٹ پر ایک شخص اس بیماری سے ہلاک ہوتا ہے۔ اس مرض کے قابل علاج اور اس کے بچاؤ کے تئیں عوامی بیداری پیدا کرنے کی فوری ضرورت ہے ۔ اس مرض کے علاج کے تعلق سے تحقیق و ترقی کے طریقوں کو بھی تا حال بنایا گیا ہے ۔مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ نظر ثانی شدہ قومی ٹیوبر کلوسس کنٹرول پروگرام کے ذریعہ 1993 میں اس کے قیام کے بعد سے 86 ملین افراد کی جانچ کی گئی، 19 ملین افراد کا علاج کیا گیا اور 3.4 ملین افراد کی زندگی بچائی گئی۔میں عالمی یوم تپ دق کے موقع پر اس کام میں شامل تمام شرکاء سے کم از کم ممکنہ مدت کے اندر ملک میں ٹی بی کے سبب کوئی موت نہ ہو، اس نشانے کو حاصل کرنے کے لئے میں سنجیدہ کوششیں کرنے کی اپیل کرتا ہوں۔" یہ دن ہر سال 24 مارچ کو منایا جاتا ہے۔

پبلی کیشنز ڈویژن کی اُردو مطبوعات

خدا کی نظر میں سب برابر ہیں	مترجم: ایم اے عالمگیر	120/=
ہندوستانی عوام کی مختصر تاریخ	ایچ-آر-گوشال/ راحت جبیں	140/=
پیڑ پودوں کی داستان	پرمیلا پنڈت بروا/ راشد انور راشد	90/=
قلم، قلم کار اور کتاب	عبدالغنی شیخ	110/=
آجکل اور غبارِ کارواں	ادارہ	170/=
آجکل کی کہانیاں	ادارہ	162/=
آجکل اور سفرنامہ	ادارہ	105/=
آجکل اور صحافت	ادارہ	115/=
آجکل کے ڈرامے	ادارہ	125/=
آجکل کے مضامین	ادارہ	112/=
آجکل اور اقبال	ادارہ	95/=
آجکل اور طنز و مزاح	ادارہ	112/=
اردو ادب کے پچاس سال	ادارہ	95/=
اٹھارہ سو ستاون	سریندر ناتھ سین/ خورشیدہ پروین	556/=
کلاسیکی موسیقار	مترجم: خورشید اکرم	137/=
عوام الناس کے لیے گائڈ	مترجم: عادل صدیقی	145/=
مہاتما گاندھی	آچاریہ کرپلانی/ لکشمی چندریاس	300/=
مہاتما بدھ کی حکایتیں	پال کاروس/ مسعود فاروقی	155/=
شہیدوں کے خطوط	ادارہ	110/=
قلی قطب شاہ	نریندر لوتھر/ زبیر رضوی	280/=
سفینۂ غالب	ادارہ	95/=
آئینۂ غالب (طبع دوم)	ادارہ	75/=
گنجینۂ غالب (طبع دوم)	ادارہ	60/=
یادیں مجاہدین آزادی کی	نوین جوشی/ راحت جبیں	120/=
غالب بہ صد انداز تشکیل:	برجندر سیال	1000/
پہیلیاں - امیر خسرو	مرتب شہباز حسین، نند کشور وکرم	22/=
کاغذی ہے پیرہن	عصمت چغتائی	65/=
کشمیر کی لوک کتھائیں	جے۔این۔گنھر	45/=
ہندوستانی تہذیب کا مسلمانوں پر اثر	ڈاکٹر محمد عمر	127/=
راگ راگنیوں کی تصویریں	شکیل الرحمٰن	325/=
ہند اسلامی طرز تعمیر	ضیاء الدین ڈیسائی/ اختر الواسع	54/=
ہندوستان میں اسلامی علوم کے مراکز	ضیاء الدین ڈیسائی/ بہار برنی	54/=

ہماری تہذیبی وراثت	راجندر پرشاد، بی این پانڈے	50/=
ہندوستان کے عظیم موسیقار	شمبھو ناتھ مشرا/ رئیس مرزا	65/=
سروجنی نائیڈو	تارا علی بیگ/ لکشمی چندریاس	125/=
حکیم اجمل خاں	ظفر احمد نظامی	75/=
سردار ولبھ بھائی پٹیل	آئی جے پٹیل/ یعقوب یاور	95/=
مختار احمد انصاری	مشیر الحسن/ فرحت احساس	80/=
رفیع احمد قدوائی	ڈاکٹر ہاشم قدوائی	60/=
سرسید احمد خاں	خلیق احمد نظامی/ اصغر عباس	35/=
حسرت موہانی	ڈاکٹر خلیق انجم	50/=
مولانا آزاد (طبع دوم)	عرش ملسیانی	40/=
بدرالدین طیب جی	اے جی نورانی/ راجندر انجم	70/=
مظہر الحق قیام الدین احمد، جٹا شنکر جھا	مترجم: رضوان احمد	55/=
رابندر ناتھ ٹیگور	ہرن مے بنرجی/ اشہر ہاشمی	80/=
جواہر لال نہرو	ایم چلاپتی راؤ/ کے بی شرما	105/=
مشعل آزادی	ساغر نظامی	40/=
رامائن--بچوں کے لئے	مترجم: ساوتری	18/=
دنیا کی منتخب لوک کہانیاں	ادارہ	11/=
دھنواں راجہ	مترجم: وشوناتھ سکہ	13/=
ہیرے کی لونگ	ادارہ	5/50
امر شہید گنیش شنکر ودیارتھی	مالتی شنکر	11/=
بھارت خلائی دور میں	موہن سندر راجن	12/=
ہم ایک ہیں	عرش ملسیانی	10/=
پھولوں کی وادی	رفعت سروش	16/=
روشنی کے مینار	مرتب: شہباز حسین	25/=
جاتک کتھائیں	مترجم: راجندر انجم	32/=
ہندوستان کی مسجدیں	ضیاء الدین ڈیسائی	18/=
ہندوستان کے دریا	شیخ سلیم احمد	11/=
پنجاب اور کلو کی کہانیاں	مترجمہ: آمنہ ابوالحسن	27/=

نوٹ: کتابیں اور رسالے منگوانے کے لئے رقم پیشگی ارسال کریں۔

ملنے کا پتہ: بزنس منیجر پبلی کیشنز ڈویژن، سوچنا بھون، سی جی او کمپلیکس

نئی دہلی۔10003

محمد جاوید

آمدورفت کا سب سے سستا ذریعہ:

ہندوستانی ریل

وزیر اعظم نریندر دامودر مودی حکومت کے ریلوے کے وزیر سریش پربھو نے لوک سبھا میں اپنا پہلا ریل بجٹ پیش کیا۔ اپنے اولین ریل بجٹ میں مسٹر پربھو نے ریل مسافروں کی سہولیات کا خیال رکھتے ہوئے ریل کرایہ میں کسی بھی قسم کا کوئی اضافہ نہیں کیا۔ کثیر آبادی والے اس ملک میں جہاں لوگ سفر کے لئے ریلوے کو اہم اور سب سے سستا ذریعہ مانتے ہیں وہیں ریلوے کے چیلنجوں اور مسافروں کی عام شکایات سے نمٹنا حقیقتاً ایک بڑا چیلنج ہے۔ عام طور پر مسافروں کو ٹکٹ نہ ملنے، سیکورٹی کا نامناسب انتظام اور سفر کے دوران ریلوے کی گندگی سے جڑی شکایتیں رہتی ہیں لیکن ریلوے کی خستہ حالت کو دیکھتے ہوئے اس میں سرمایہ کاری ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے نپٹ کر ہی ان مسائل کو دور کیا جاسکے گا اور ریلوے کے نظام کو بہتر بنایا جا سکے گا۔ واضح رہے کہ ہندستانی ریلوے کا شمار دنیا کے بڑے ریلوے نیٹ ورکس میں ہوتا ہے۔ عام آدمیوں کی لائف لائن مانی جانے والی ٹرین ذرائع آمدورفت کے لئے چھوٹے بڑے شہروں کو جوڑنے کا کام بخوبی کرتی نظر آتی ہے۔

یوں تو ریل پٹری پر چلتی نظر آتی ہے لیکن جب ایوان میں ریل بجٹ پیش ہوتا ہے تو ریل وعدوں پر بھی دوڑتی نظر آتی ہے۔ ذرائع نقل وحمل کے اس اہم اور سستے ذریعے کو بہت مقبولیت اور اہمیت حاصل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ریلوے کا بنیادی فریضہ شہریوں کو آمد ورفت اور مال برداری کی سہولیات تو فراہم کرانا ہے ہی اسی کے ساتھ ساتھ اس مقصد کے حصول کے لئے تمام بڑے شہروں کے درمیان ریلوے کا ایک مربوط انتظام قائم کرنا بھی ہے۔ آج بھی ایک عام شہری کسی بھی دوسرے ذریعہ آمدورفت کی بجائے ریل سے سفر کرنے کو ترجیح دیتا ہے کیونکہ یہ سستا اور محفوظ ذریعہ ہے۔ اگر ریل کرائے میں اضافہ ہوتا ہے تو حقیقت میں عام آدمی بہت زیادہ پریشان ہوجاتا ہے۔ عام آدمی کے لئے کرایوں میں معمولی اضافہ جیب پر پڑنے والا فاضل خرچ ثابت ہوسکتا ہے۔ اس مرتبہ حکومت کو بالآخر خستہ حال ریلوے کو دوبارہ پٹری پر تیزی سے دوڑانے کے لئے مسافر کرائے میں اضافہ نہ کرنے کا جرات مندانہ قدم اٹھانا پڑا جو حکومت کے سامنے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ دنیا کے دوسرے ترقی یافتہ ممالک کے ساتھ ترقی کرتے دیکھنا کا خواب ہندستانی ریلوے کا نیٹ ورک اور وسیع کرنا، نئی ریل گاڑیوں کے اضافہ، ایسی برق رفتار ٹرینیں چلانا جس کی رفتار 250 سے 350 کلو میٹر فی گھنٹہ ہو، نئی ٹکنالوجی کے نظام سے ریلوے کے ڈھانچہ میں تبدیلی لانے کی جو تجاویز اس بجٹ میں پیش کی گئی ہے وہ واقعی قابل رشک ہیں۔

اس بجٹ میں سب سے خاص بات یہ رہی کہ مسافر کرایہ میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا ہے۔ یعنی ریل مسافروں کو کم سے کم یہ راحت ملی ہے کہ ان کی جیب پر یہ اضافی بوجھ نہیں پڑا ہے اور انہیں ٹکٹ کی زیادہ قیمت نہیں ادا کرنی ہوں گی۔ اسی کے ساتھ کسی نئی ٹرین کا اعلان بھی نہیں کیا گیا ہے. ہر بار نئی ٹرینوں کا اعلان بجٹ تقریر کا خاص حصہ ہوا کرتا تھا لیکن اس بار ایسا نہیں کیا گیا ہے۔ ضرورت پڑنے پر نئی ٹرینوں کا اعلان بعد میں کیا جاسکتا ہے۔

ریلوے کے وزیر سریش پربھو نے ریل بجٹ 2015-16 پارلیمنٹ میں پیش کرتے ہوئے ہندستانی ریلویز کو مزید بہتر کرنے لئے ریلویز میں خاطر خواہ تبدیلی پر زور دیا ہے۔ ٹرینوں کی رفتار کو تیز کرنا، پرانے اور نامکمل پروجیکٹوں کی تکمیل تک پہنچانا، مسافروں کو پیش آنے والی دشواریوں کو حل کر کے انہیں مزید سہولیات فراہم کرانا، اور ریلوے کے سفر کو مزید محفوظ بنانا ہے۔ اس مرتبہ بجٹ میں مسافروں کو اپنی شکایت درج کرانے کے لئے ساتوں دن چوبیسوں گھنٹے ہیلپ لائن نمبر 138 اور خواتین کے لئے ٹول فری نمبر 182 کا اعلان بھی کیا گیا ہے۔ اسی کے ساتھ بنیادی ڈھانچہ میں تبدیلی لاکر اس کی جدید کاری کرنا اور سب سے اہم ہندستانی ریلوے کو مالی طور پر خود کفیل کرنا ہے۔ جیسا کہ بجٹ میں کہا گیا ہے کہ آئندہ پانچ برسوں میں آٹھ عشاریہ پانچ لاکھ کروڑ روپے کی سرمایہ کا منصوبہ ہے۔

آئندہ سال 2016 میں ریلوے کی صلاحیت کو

1036، راجن اسٹریٹ، فراش خانہ۔ دہلی۔ 11006

بڑھانے کے لئے 182،96 کروڑ روپے خرچ کئے جانے کا بھی منصوبہ ہے۔ مسافروں کو سفر کے دوران اپنے رشتہ داروں سے بات چیت کرنے میں دشواری پیش نہ آئے، اس کا بھی دھیان رکھا گیا ہے۔ اس کے لئے ٹرینوں میں موبائل فون کو چارج کرنے کی سہولت فراہم کرائی جائی گی۔ ہائی اسپیڈ ٹرین چلانے کے منصوبوں میں تیزی لائی جائے گی۔ پینٹری کا خاص خیال رکھتے ہوئے ویب سائٹ پر پسند کھانا بک کرانے کی سہولت سے آراستہ کیا جائے گا۔ ٹرینوں میں کھانے کو لے کر مسافروں کو اکثر شکایت رہتی ہے۔ اب IRCTC ویب سائٹ پر مسافر پسند کا کھانا بھی بک کروا سکیں گے۔ ٹرینوں میں حفظان صحت کے لئے اب اے سی کمپارٹمنٹ میں مسافروں کو بستر کے ساتھ ہی ایسے ڈسپوزایبل بیگ دیئے جائیں گے جن میں وہ اپنا کوڑا جمع کرسکیں تاکہ کمپارٹمنٹ میں گندگی نہ پھیلے۔ اس بجٹ میں یہی نہیں ٹرین کے ڈبوں میں بایو ٹائلیٹ کا انتظام توسیع کرنے کی بات بھی کہی گئی ہے۔

ریلوے بجٹ میں ریل کے سفر کو جدید بنانے، سلامتی کے لئے بہتر اقدامات اٹھانے کی کچھ اہم سفارشات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس مرتبہ ہندستانی ریل کا جدید چہرہ پیش کرنے والے جو اہم اعلانات کئے گئے ہیں، ان میں مسافروں کو مزید سہولیات فراہم کرائی جائیں گی۔ ریل کے سفر کو محفوظ بنانے کو اولین ترجیح دی جائے گی۔ ریلوے میں حفاظت اور سلامتی کا معیار عالمی درجے کے بنانے پر زور دیا جائے گا۔ ریلوے کی سہولتوں کا دائرہ وسیع کرنے میں وہ ہمہ جہت طریقے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ مسافروں کو ان کے ٹرین کے آنے جانے کے وقت کی اطلاع ایس ایم ایس الرٹ کے ذریعے ملے گی۔ ٹرین میں بیٹھے مسافر کو آنے والے اسٹیشن کے لئے 15 منٹ پہلے ہی آگاہ کردیا جائے گا۔ ایک ہی پورٹل پر ریلوے سے منسلک تمام خصوصیات کو حاصل کرنے کا انتظام کیا جائے گا۔ ایک خاص سہولت جو مسافروں کو پیش آتی تھی وہ یہ کہ سفر کے لئے کی جانے والی ریزرویشن میں اب چار مہینے پہلے کی مدت کردی گئی ہے۔ جو ٹکٹ اس سے قبل دو مہینے پہلے بک کرائے جاتے تھے وہ اب چار ماہ قبل بک کرائے جاسکتے ہیں۔ ٹکٹ خریدنے کے لئے طویل لائنوں میں لگنا مسافروں کے لئے خاصا جھنجھٹ کا کام ہوا کرتا تھا لیکن بہت جلد اس سے نجات ملنے والی ہے کیونکہ وزیر ریل نے اعلان کیا ہے کہ ٹکٹ اب فون ہی بک کرائے جاسکیں گے۔

یہ بجٹ بھی صاف بیان کررہا ہے کہ جہاں مسافروں کو زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کرانے کے وعدے کئے گئے ہیں وہی دوسری طرف ایک قابل تشویش بات یہ ہے کہ ریلوے کے پاس ان سب منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کیلئے کتنی رقم درکار ہے۔ ماضی کے ریلوے بجٹ پر نظر ڈالیں تو اعداد وشمار میں قابل ذکر گراوٹ درج کی گئی ہے اور اتنی شدید گراوٹ کے بعد بھی ریلوے کے بجٹ میں بے تحاشہ اعلانات اور اسکیموں کا اعلان کیا گیا۔

ریلوے کے وزیر سریش پربھو نے اپنے ریل بجٹ میں اس طرح کی بہت سی وسیع کوششوں کی جھلک دکھائی ہے جو ریلوے کو آگے لے جانے میں معاون ثابت ہوسکتی ہے اور ان کی ریلوے کو آگے لے جانے کی حکمت عملی نظر صاف نظر آرہی ہے۔ ان تمام پہلوؤں کو ایک طرف رکھا اگر تصویر کی دوسری طرف نظر ڈالی جائے تو ایسا لگتا ہے کہ تمام تجاویز اپنی جگہ ٹھیک ہیں۔ دوسری جانب ریلوے کا خزانہ کچھ اور ہی داستان بیان کررہا ہے۔ اعداد وشمار اور ماہرین بتاتے ہیں کہ ریلوے کے فائنس کی حالت نازک ہے۔ ریلوے بجٹ میں سب سے پہلے اولین ترجیح معاشی صورتحال کو مستحکم کرنے کی ہونی چاہئے۔ ریلوے کو مسافروں سے ہونے والا نقصان ہزار کروڑ روپے تک پہنچ چکا ہے۔ حالانکہ کرایہ بڑھانے کا نقصان سفر کرنے والے کو ہی ہوتا ہے جبکہ کرایہ بڑھنے کا نقصان ہر شخص کو ہوتا ہے چاہے وہ سفر کرے یا نہ کرے۔ تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ اس سے ریلوے کے نظام کو کئی دقتیں درپیش آئیں گی اور آخر میں اس کا خمیازہ عام آدمی کو بھگتنا پڑے گا۔ کرایہ بڑھتا ہے تو ریلوں پر لادی جانے والی سیمنٹ سے لیکر سبزیوں تک کی ہر چیز مہنگی ہوجاتی ہے۔

جو بجٹ پیش کیا گیا ہے وہ بھلے ہی مسافروں کے حق میں ہے اور کرایہ میں اضافہ نہ کرکے عوام کا دل جیتا گیا ہے اور نئی ٹکنالوجی کے نظام سے ریلوے کے ڈھانچہ میں تبدیلی لانے کی جو تجویز پیش کی ہے وہ واقعی قابل رشک ہے لیکن تجزیہ کاروں کے اندازے کے مطابق یہ تجاویز ریلوے کی صحت کے لئے کسی حد تک درست نہیں ہیں۔ جس طرح ریلوے بجٹ میں صرف خرچ کی بات کہی گئی اور جو تجاویز پیش کی گئی ہیں اور ان پر جو اخراجات آئیں گے وہ کہاں سے پورے کئے جائیں گے۔ ایسے میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ریلوے کو کہاں سے منافع ہوگا۔

ہر مرتبہ جب ہم ریل بجٹ کو سننے یا دیکھنے کیلئے بیٹھتے ہیں اور اس کی دستاویزات پر غور کرتے ہیں تو یہ امید کرتے ہیں کہ اس سال کچھ نیا ضرور ہوگا۔ کوئی نئی سوچ کوئی نئی حکمت عملی ہوگی جو ریلوے نظام میں بہت بڑی تبدیلی لے کر آئی گی۔ گزشتہ سالوں کے عام بجٹ پر غور کریں تو لگتا ہے کہ وہی باتیں دہرائی گئی ہیں جو اس بجٹ میں تھیں۔ ریل نیٹ ورک بڑھانے کی جو تجویز پیش کی گئی ہے وہ موجودہ رفتار سے بھی کام کرے تو انہیں پورا کرنے کے لئے تقریباً کئی برس لگ سکتے ہیں جب تک ان کی لاگت کئی گنا بڑھ چکی ہوگی۔ گزشتہ ریل بجٹوں کے اعلانات کے مطابق جو کام کئے گئے اور ان کے کاموں کی رفتار نہایت سست رہی۔ گزشتہ پروجیکٹ ابھی بھی نامکمل ہیں۔

جہاں ایک طبقہ ریل بجٹ کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ مستقبل کو دھیان میں رکھ کر تیار کیا گیا ہے۔ جس میں سیکورٹی اور ریلوے کو جدید بنانے پر خصوصی توجہ دی گئی ہے اور یہ ترقی کی طرف لے جانے والا بجٹ ہے اس میں سارا زور سلامتی اور جدید کاری پر دیا گیا ہے وہیں دوسرا طبقہ نکتہ چینی کرتا ہوا بھی نظر آتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ ریل نیٹ ورک بڑھانے کی جو تجویز پیش کی گئی ہے وہ موجودہ رفتار سے بھی کام کرے تو انہیں پورا کرنے کے لئے کئی برس لگ سکتے ہیں جب تک ان کی لاگت کئی گنا بڑھ چکی ہوگی۔ گزشتہ ریل بجٹوں کے اعلانات کے مطابق جو کام کئے گئے اور ان کے کاموں کی رفتار نہایت سست رہی۔ گزشتہ پروجیکٹ ابھی بھی

ناکمل ہیں۔

سرمایہ کاری کی ضرورت

آج دنیا بھر میں ریلوے کومواصلات کا سب سے سستا، موثر اور کارآمد ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے تک ریلوے کو ہی آمدورفت اور مال برداری کا سب سے موثر ذریعہ تصور کیا جاتا تھا اور آج بھی ریلوے کو زمین پر آمدورفت اور مال برداری کا سب سے مقبول عام ذریعہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ کچھ دہائیوں قبل ملک میں سڑکوں کا ابتدائی انفراسٹرکچر چونکہ کمزور تھا اور وسائل کی کمی کی وجہ سے نہ تو سرکاری سطح پر اور نہ ہی نجی سطح پر روڈ ٹرانسپورٹ کا کوئی مضبوط نیٹ ورک قائم تھا اس لئے لے دیکر ایک ریلوے ہی ایسا ذریعہ نقل وحمل تھا جس پر سرکار کیساتھ ساتھ عوام کا انحصار تھا۔

جہاں تک ریلوے کی آمدنی کی بات ہے تو ریلوے کی آمدنی صرف مال بھاڑے اور مسافروں کے کرایہ پر منحصر ہے۔ جبکہ اس سال بھی جہاں مال بھاڑے میں تھوڑا سا اضافہ ہوا وہی مسافروں پر کرایہ کا اضافی بوجھ نہیں ڈالا گیا ہے۔ قابل تشویش بات یہ ہے کہ گزشتہ چند سالوں میں ریلوے کو مسافروں کے کرائے میں کروڑوں روپے کا نقصان ہوا تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آمدنی کم اور اخراجات زیادہ ہیں۔ اس سے ریلوے کے رکھ رکھاو پر خاصہ اثر پڑتا ہے۔ یہی نہیں اگر گزشتہ دہائی کی طرف نظر ڈالیں تو سال 2004-05 میں اقتصادی بحران کا تناسب 90.98 فیصد تھا، یعنی ایک روپے میں تقریبا آٹھ پیسے کی بچت ہوجاتی تھی۔ لیکن مالی سال 2013-14 میں یہ تناسب بڑھ کر 93.5 فیصد ہوگیا. اس مالی سال میں ریلوے کو محض 600 کروڑ روپے کا فائدہ ہو۔ اس وقت محکمہ ریلوے کے پاس تین سو سے زائد ایسے ریلوے پروجیکٹ ہیں جو التوا میں پڑے ہوئے ہیں، جن کو مکمل کرنے کے لئے اربوں روپوں کی ضرورت ہے۔

واضح رہے کہ ہندستانی ریلوے کو ذرائع نقل وحمل کے لئے ایشیا کا سب سے بڑا اور دنیا کا دوسرا سب سے بڑا نیٹ ورک ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ طویل عرصہ سے مسافروں کی بڑی تعداد کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بحفاظت لے جانا اور مال ڈھلائی کا کام ہندستان کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک لیجانے کا کام ریلویز برسوں سے بخوبی کرتا آرہا ہے۔

ریلوے نظام کو بہتر بنانے کے لئے کیا اقدامات ہوسکتے ہیں، اگر پر غور کیا جائے تو مسافروں کو اس سے بڑی راحت مل سکتی ہے۔ نہ صرف ریل کی سیکورٹی کو بڑھانے پر زور دیا جائے بلکہ ریلوے کو جدید اور مزید بہتر بنانے پر زور دیا جائے۔ ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ کئی ریلوے کراسنگ کو بھی اپ ڈیٹ کرنے اور ریل میں بڑھ رہے مجرمانہ معاملات کو روکنے کے لئے ریلوے پولیس فورس کو جدید بنانے پر مزید زور دیا جائے۔ خواتین کے تحفظ کے لئے تمام ایکسپریس اور میل ٹرینوں میں سی سی ٹی وی کیمرے لگائے جائیں ۔ ریلوے اسٹیشنوں اور ٹرینوں میں صاف صفائی اور حفظان صحت کا خاص خیال رکھا جائے۔ برق رفتار سے چلنے والی ریل گاڑیوں کو جلد از جلد پٹری پر لانے کا منصوبہ تیزی سے ہو اور انہیں جلد از جلد عملی جامہ پہنایا جائے۔

ریلوے کا فوکس نئے پروجیکٹ شروع کرنے کی بجائے پرانے پروجیکٹس کو مکمل کرنے پر ہونا چاہئے۔ ریلوے کو پٹری پر لانے، اسے محفوظ اور جدید بنانے کے ایسے اقدامات کئے جو پہلے کبھی نہیں کئے گئے۔ ریلویز کو اپنے پروجیکٹوں کو بروئے کار لانے کے لئے اپنے فیصلوں میں تیزی لانی پڑے گی۔ اس کے لئے اپنے ویژن کو حاصل کرنے کے لئے انسانی وسائل کی تربیت اور فروغ میں اضافہ کرنا ہوگا۔ مسافروں کے کھانے پینے کا خاص خیال رکھا جائے اور ای-کیٹرنگ کی سہولت دستیاب کرائی جائے گی۔

ریل بجٹ میں ریل کی تجدید کی کوششیں صرف ریلوے ٹریک کو تبدیل کرنے اور ریلوے پلیٹ فارمس میں بہتری تک ہی محدود نہیں ہونی چاہیں بلکہ پورے ریلوے نظام میں نئی تبدیلی کی کوشش نظر آنی چاہئے۔ دور افتادہ ریلوے اسٹیشنوں کو ماحولیات دوست توانائی کے اسٹیشن بنایا جائے ۔ متبادل ایندھن کا زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جائے۔ شمسی توانائی کے بڑے پیمانے پر استعمال اور سی این جی کے پھیلاؤ کے ساتھ کوڑے سے توانائی بنانے کا منصوبہ پر بھی غور کیا جائے۔ شمسی توانائی سے کوچ، اسٹیشن عمارتوں اور پلیٹ فارموں کو روشن کیا جاسکتا ہے۔

بغیر پہرے والے ریلوے کراسنگ پر حادثات عام ہیں۔ ایسی کراسنگ کو پوری طرح ختم کرنا لازمی ہونا چاہئے۔ ایسی کراسنگ پر الارم کے نظام لگائے جائیں تاکہ وہاں سے گزرنے والے لوگوں کو آنے جانے والی ٹرینوں کے بارے میں پہلے ہی پتہ لگ جائے اور ایسے حادثات کو روکا جاسکے۔ ٹرینوں کی ٹکر اور ریل پٹریوں پر ہونے والے حادثات کا نہ رکنا ہمیشہ سے ہی ایک عام مسافر کے لئے باعث تشویش رہا ہے۔ ریل کی وزارت کے اعداد وشمار کے مطابق سال 1960-61 میں جہاں فی دس لاکھ کلومیٹر پر حادثے کی تعداد 5.5 تھی وہیں سال 2011-12 میں یہ تعداد کم ہوکر 0.13 رہ گئی لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ان حادثات میں جانی نقصان کی تعداد میں کمی نہیں ہو رہی ہے . سال 2011-12 کے اعداد و شمار کے مطابق، تمام قسم کی حادثات میں ہزاروں لوگوں کی جانیں گئیں۔ جس میں پٹریوں اور بغیر پہرے والے پھاٹکوں پر ہونے والے حادثات میں اور ان میں مارے گئے اور زخمی ہونے والوں کی تعداد سب سے زیادہ 2،107 ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ ریلوے نظام کو بہتر بناتے ہوئے معذور افراد کا خاص خیال رکھا جائے۔ ان کے لئے آن لائن وہیل چیئر بک کرانے کی سہولت دی جائے۔ ٹرینوں اور پلیٹ فارم پر ان کی سہولت کے لئے نئے اقدامات کئے جائیں گے۔ ٹرینوں میں مسافروں کی عمر اور ان کی صحت کا خیال رکھتے ہوئے انہیں زیادہ سہولت سے نوازا جائے۔ خاص کر ملک کے معزز شہریوں اور خواتین کو نیچے کی برتھ دی جائے۔

☆☆☆

تیار ہونے والی روٹا وائرس ویکسین تیار کرنے میں شامل سبھی ساجھیداروں کی ستائش کی۔ وزیراعظم نے اس سچائی پر بھی روشنی ڈالی کہ یہ ویکسین عوام کو فائدہ پہنچانے کے لئے میڈیکل ریسرچ کے شعبہ میں ہند۔امریکہ تعاون کی شاندار مثال ہے۔

لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ڈیجیٹل جینڈر ایٹلس کا افتتاح

☆ لڑکیوں کی تعلیم کے فروغ کے لئے 'ڈیجیٹل صنفی خاکہ' کا افتتاح فروغ انسانی وسائل کی وزارت' اسکولی تعلیم اور خواندگی محکمہ کے ذریعہ کیا گیا۔ یونی سیف کے تعاون سے تیار کیا گیا یہ خاکہ لڑکیوں کے لئے سب سے کم کارکردگی کرنے والے خطوں کی نشان دہی کرے گا' خصوصاً اس کی توجہ درج فہرست ذات وقبائل اور مسلم اقلیت جیسے حاشیے پر رہنے والے گروپوں پر ہوگی۔ ڈیجیٹل جینڈر ایٹلس کا مقصد معذور لڑکیوں کے ساتھ ساتھ متاثرہ لڑکیوں پر بھی توجہ مرکوز کرتے ہوئے ان کی شناخت کرے گا اور ان کی مساوی تعلیم کو یقینی بنائے گا۔

مسافر دوست آن لائن سروس کا افتتاح

☆ ریلوے نے 'کسٹمر کمپلینٹ ویب پورٹل اور موبائل اپلی کیشن (اینڈرائڈ/ ونڈو پر مبنی موبائل ایپ) حال میں شروع کیا ہے۔ یو آر ایل www.coms.indianrailways.gov.in سے موبائل ایپ کے ذریعہ مسافر شکایات/تجاویز کو ڈاؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے۔ مسافر ویب پیج www.coms.indianrailways.gov.in پر شکایت اور مشورے دے سکتے ہیں۔ شکایات/مشورے کو موبائل نمبر 9717630982-91+ پر ایس ایم ایس بھیجا جاسکتا ہے۔

نقص سے پاک الیکٹورل رولس

☆ الیکشن کمیشن آف انڈیا نے نیشنل الیکٹورل رول پیوروفی کیشن اینڈ آتھنٹی کیشن پروگرام (این ای آر پی اے پی) کا آغاز کیا ہے۔ پروگرام کے دوران ووٹروں کے ای پی آئی سی ڈاٹا کی تصدیق کے لئے یوڈی اے آئی کے آدھار ڈاٹا کے ساتھ جوڑا جائے گا۔ این ای آر پی اے پی ووٹروں کی تصاویر کی کوالٹی کے ساتھ خامیوں وغیرہ کی اصلاح جیسے مسائل پر توجہ مرکوز کرے گا۔ الیکشن کمیشن کی ویب سائٹ کے توسط سے ویب سروسز کا استعمال کرتے ہوئے ایس ایم ایس' ای میل' موبائل ایپ اور نیشنل ووٹرس سروس (این وی ایس پی) کے ذریعے ووٹروں کو اپنے آدھار نمبر کو فیڈ کرنے کی سہولت مہیا کرائی جارہی ہے۔ ووٹر اپنے آدھار نمبر کو اسٹیٹ کال سنٹر میں 1950 نمبر پر کال کرکے یا آدھار نمبر کی تفصیلات جمع کرکے ایک کاغذ میں ای پی آئی ای سی نمبر دے کر بھی فیڈ کرسکتا ہے۔ اس کے علاوہ ووٹر الیکٹورل رجسٹریشن آفیسر (ای آر او) کے ذریعہ منعقد خصوصی کیمپوں' ووٹر فیسلی ٹیشن سنٹر کے ذریعہ بھی جمع اور آدھار کی فیڈنگ کا عمل مکمل کیا جائے گا۔ بوتھ لیول آفیسر (بی ایل او) بھی ہر گھر کے سروے کے دوران ووٹروں کی تفصیلات جمع کرے گا۔ 12 اپریل 2015 کو الیکٹورل رجسٹریشن آفیسر کے ذریعہ ملکی پیمانے پر خصوصی کیمپ لگائے جائیں گے۔ یہ پروگرام 15 اگست 2015 کو پورا ہوجائے گا۔

2022 تک ہر ایک کے سر پر چھت کی فراہمی کیلئے سائنسداں کم قیمت والے گھر تیار کریں: ہرش وردھن

☆ سائنس اور ٹیکنالوجی کے مرکزی وزیر ڈاکٹر ہرش وردھن نے 2022 تک ہر ایک کے سر پر چھت کی فراہمی سے متعلق وزیراعظم نریندر مودی کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کیلئے سائنسدانوں اور ٹیکنالوجسٹس سے کم قیمت پر عمارتیں تیار کرنے کو کہا ہے۔ گزشتہ شام کونسل فار سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ (سی ایس آئی آر) کی لیباریٹری سی ایس آئی آر۔ اسٹرکچرل انجینئرنگ ریسرچ سینٹر (سی ایس آئی آر۔ ایس ای آر سی) کے اسٹاف سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر ہرش وردھن نے کہا کہ طلب اور رسد کی کمی کو تیزی سے پُر کرنے کیلئے ہمیں کم قیمت والی ٹیکنالوجیز کی ضرورت ہے۔ پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ کسی وزیراعظم نے ہر ایک کے سر پر چھت فراہم کرنے کیلئے ایک ڈیڈ لائن طے کیا ہے۔ ڈاکٹر ہرش وردھن نے کہا کہ تعمیراتی ٹیکنالوجیز، سائنس کی اعلیٰ مصنوعات اور ایس ای آر سی کی تیارکردہ خصوصی خدمات وزیراعظم کے پروجیکٹ کا ایک لازمی جزو ہیں۔ میں سائنسدانوں کی برادری سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ تحفظ کے ساتھ ساتھ قابل برداشت والے گھروں کی تعمیر کو یقینی بنائیں۔

دیہی خواتین کے لئے تربیتی پروگرام

☆ محنت اور روزگار کے وزیر مملکت (آزادانہ چارج) جناب بنداروداتریہ نے لوک سبھا کو ایک سوال کے تحریری جواب میں بتایا کہ ان کی وزارت ایک قومی پیشہ ورانہ تربیتی مرکز اور دس علاقائی پیشہ ورانہ تربیتی مراکز کے ذریعہ خواتین کو پیشہ ورانہ تربیت فراہم کراتی ہے۔ یہ تربیتی ادارے کم از کم دسویں کلاس پاس بیوہ اور مفلس ونادار خواتین سمیت تمام خواتین کی تربیتی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ طویل مدتی اور مختصر مدتی کورسوں کے ذریعہ ہر سال تقریباً 9 ہزار خواتین کو تربیت فراہم کرائی جارہی ہے۔ اپنے قیام سے اکتوبر، 2014 تک علاقائی تربیتی مراکز کے ذریعہ تقریباً 1,17,884 خواتین کو تربیت فراہم کی گئی جس میں جے پور تربیتی مرکز کے ذریعہ 7266 خواتین کی تربیت بھی شامل ہے۔ ان مراکز کو 13-2012، 14-2013 اور 15-2014 کے دوران بالترتیب 2153 لاکھ روپئے، 2798 لاکھ روپئے اور 2879 لاکھ روپئے کے فنڈ فراہم کئے گئے ہیں۔

خط افلاس سے نیچے رہنے والوں کے لئے غذائی اجناس کی تخصیص

☆ صارفین امور، خوراک اور نظام تقسیم کے وزیر مسٹر رام ولاس پاسوان نے ایک سوال کے تحریری جواب میں لوک سبھا کو مطلع کیا کہ حکومت نے 15-2014 کے دوران خط افلاس سے نیچے رہنے والے کنبوں (بی پی ایل) کے لئے 194.04 لاکھ ٹن اور خط افلاس کی سطح سے اوپر رہنے والے کنبوں (اے پی ایل) کنبوں کے لئے 137.27 لاکھ ٹن غذائی اجناس تخصیص کی ہے۔ 218.85 لاکھ ٹن غذائی اجناس نیشنل فوڈ سیکورٹی ایکٹ کے تحت مختص کیا گیا ہے۔ رواں مالی سال کے دوران قدرتی آفات کے شکار کنبوں کے لئے ریاستوں کو 12.04 لاکھ ٹن غذائی اجناس مختص کیا گیا ہے۔

چھوٹے شہروں میں ہوائی اڈے قائم کئے جائیں گے

☆ شہری ہوائی بازی کے وزیر مملکت ڈاکٹر مہیش شرما نے راجیہ سبھا کو ایک سوال کے تحریری جواب میں اطلاع دی کہ ایئرپورٹ اتھارٹی آف انڈیا (اے اے آئی) نے 15-2014 کے دوران پانچ مقامات پر چھوٹے ہوائی اڈے تعمیر کرنے کا کام شروع کیا ہے۔ یہ پانچ مقامات کرناٹک میں ہبلی اور بیلگام، راجستھان میں کشن گڑھ، اڈیشہ میں جھارسوگودا اور اروناچل پردیش میں تیز و ہیں۔

☆☆☆

YOJANA (URDU)

Price 10/=

RNI NO.27032/81

***April* 2015**

Annual SubScription rS 100/=

VOL. 35 NO. 1

No. Page 56

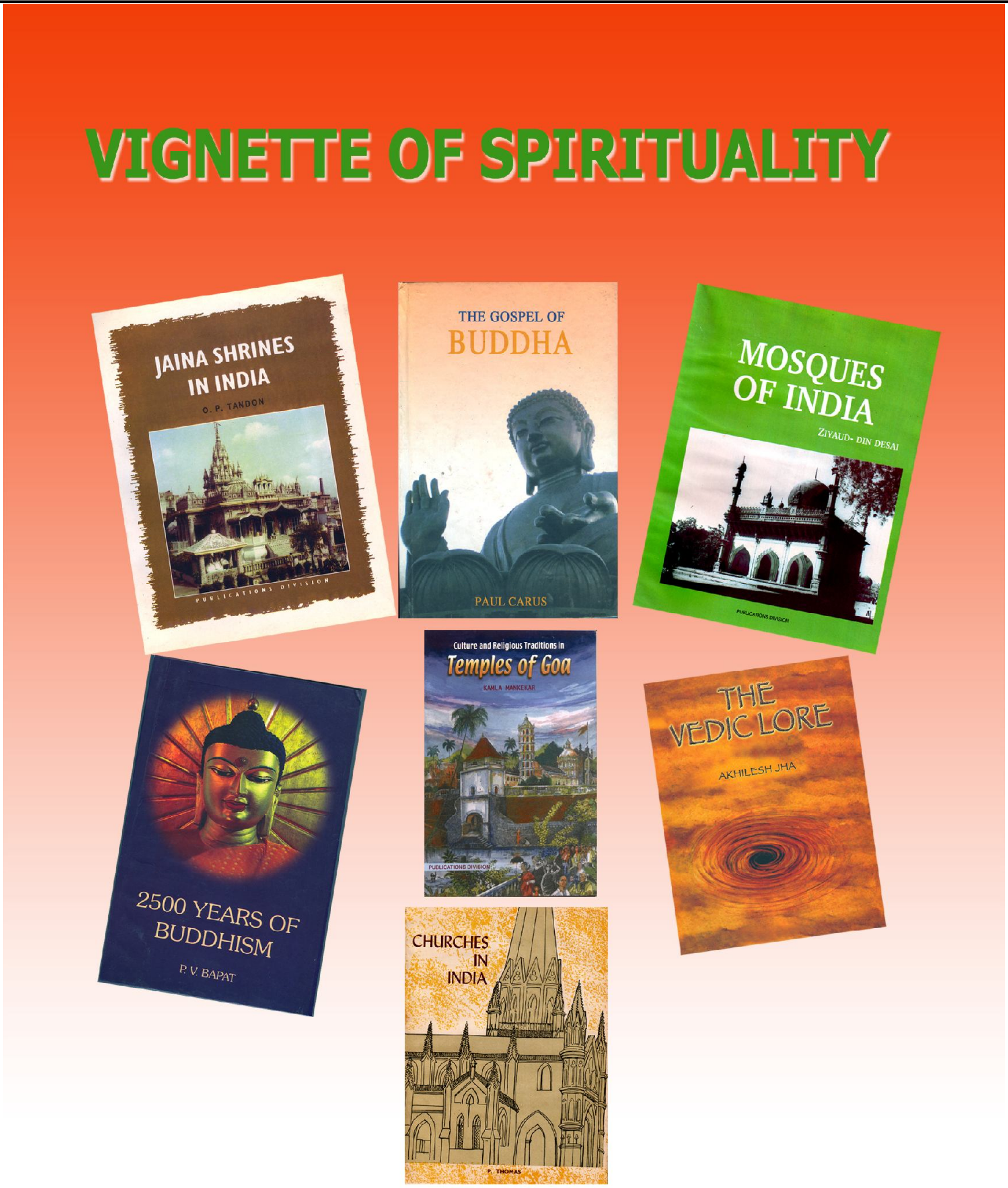

For further details please contact:
Business Manager, Publications Division
Soochna Bhawan CGO Complex, Lodhi Road, New Delhi-110003
Ph:011-24367260,Fax-011-24365609

PUBLICATIONS DIVISION
MINISTRY OF INFORMATION & BROADCASTING
GOVERNMENT OF INDIA

e-mail:dpd@sb.nic.in, dpd@hub.nic.in
website: publicationsdivision.nic.in

DPDB-H-09/18

ISSN 0971. 8338

Printed and Published by ***Dr. (Ms) saDhana rout***, Additional Director General & Head on behalf of Publications Division, Ministry of I&B, Government of India, printed at Akashdeep Printers 20 Ansari Road,Daryaganj, New Delhi and published at Publications Division,Soochna Bhavan,C.G.O.Complex, New Delhi-110003 *Editor:* ***Irshad ali***